16/6/96

الٰہی غنچۂ امید بکشا
یعنی
گلشن جانفزا
مجموعہ قوالی جلد دوم
حصہ چہارم - حصہ پنجم - حصہ ششم
در مطبع گیکسٹن پریس لاہور مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

غزل

جن و بشر تو کیا ہیں غلمان و حور تیرا
کرتے ہیں ذکر تیرا وحشی طیور تیرا

حسنِ بشر سے ظاہر گو ہے ظہور تیرا
لیکن ہر ایک شے میں مخفی ہے نور تیرا

ممکن نہیں یہ ہرگز کعبہ ہو یا کلیسا
ہر شے میں تو ہی تو ہے ظاہر ہے نور تیرا

ذرہ میں بھی چمک ہے سلطانِ احدیت کی
دیکھے جو تو نہ ایدل یہ ہے قصور تیرا

ہے التجا شرر کی جنت میں جلد ہی پہونچوں
آنکھوں کے سامنے ہو مالک وہ نور تیرا

(خمسہ بزبان اردو ترجمہ مصنف ۔ خسرو)

نظر آیا نرالا ڈھنگ دنیا سے نیا عالم
نہیں ممکن وہاں تک باد پائے کوئی نامحرم
نہ کوئی اس جگہ مونس کوئی اسجگہ ہمدم
نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
بہر سو رقص بسمل بود شب جائے کہ من بودم

جھری کھینچے ہوئے غمزہ فرہ تانے ہوئے بھالے
وہ لمبے بال گھنگھر لے بھونرے کی طرح کالے
ہزاروں اس نگاہِ ناز نے متوالے کر ڈالے
پری پیکر نگارے سرو قدے لالہ رخسارے
سراپا آفت جاں بود شب جائے کہ من بودم

جگر میں جب جلن کم ہو تپش فرقت سے دونی ہو
سکون و صبر طاقت جاں کی جائے تو جانے دو

تڑپ کر تم بھی خسرو کی طرح نیر پکارا اٹھو ہا　مرا از آتش فرقت کہ داہن شوقت اے خسرو

محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

غزل

تذکرہ کیا رشک گلشن میں کسی بیدل کا ہے　آج کچھ بدلا ہوا ہے رنگ آپ کی محفل کا ہے

خود بنایا مجھ کو اس تیر نگاہ ناز نے ہا　یہ کلیجے کی جگہ ہے۔ یہ ٹھکانہ دل کا ہے

سب سے مل لو غسل کر لو باندھ لو سر سے کفن۔　عقدہ اے دل اب سمجھ کو جچہ قاتل کا ہے

حشر کے دن اس کا دامن چھوڑ دینا ہی پڑا　دیکھ کر اتنا کہ منہ اترا ہوا قاتل کا ہے

شمس کیوں روتا ہے چپکے چپکے کچھ منہ سے تو کہ　حال دیکھیں اب تمہارا کیسا غم دل کا ہے

غزل

جانے کہا ساقی کہ آنکھوں نے اشارہ کر دیا　نظر ساغر ہم نے اپنا نہ عقدہ کر دیا۔

میکدہ میں کل تو تھا میں خشک ساحل کی طرح　آج ساقی نے مجھے قطرہ سے دریا کر دیا

دل کو آزار محبت کے مزے آنے لگے۔　اس کے میں قربان کہ جس نے درد پیدا کر دیا

کعبے والوں سے جو پوچھی میں نے منزل یار کی　بتکدے کی سمت چپکے سے اشارہ کر دیا

بھیرویں

ساقی شراب پلا کے شتاب تو مست خراب بنا دے مجھے۔

عشق صنم کا درد و الم جو اور ہو غم وہ بھلا دے مجھے

چاہئے حور و قصور بھی مجھکو نہیں مجھکو ضرورت تیرے سوا

ہوں میں تجھ پہ فدا او یار مرے دیدار تو اپنا دکھا دے مجھے

لب پہ اٹکی ہے جان اے جانِ جہاں رحماں کی قسم تو دیر نہ لا

اے بادِ سحر آئی رشک قمر کی جلدی خبر تو لا دے مجھے

حشمت فقیر کا چشتی ہے پیر جو روشن ضمیر ہے پشت و پناہ

میں سے تیرا صنم جو ہے پکڑ اقدام تو ہی سُوئے عدم پہنچا دے مجھے

میں تو سنتے ہی نام ہوا ہوں غلام یہی صبح سے شام ہے وردِ میرا

اے نور جمال ہے شوقِ وصال یہی تجھ سے سوال بتائے مجھے

غزل مع مخمسہ صیّاد

تباؤں فصل بہاری کا کیا نشان صیّاد | نہ دیکھا ایک نظر ہم نے بوستاں صیّاد
اے آیا طفلی میں مجھکو جو تو یہاں صیّاد | ہیں ماہر لے چمن کیا کروں بیاں صیّاد

کھلی ہے کنج قفس میں مری زباں صیّاد

دہن کے کھلتے ہی کاٹی میری زباں صیّاد | سنی کبھی نہ کوئی تو نے داستاں صیّاد
ترے ہیں پنجہ سے جاؤنگا اب کہاں صیّاد | زمین ہے سخت ہے اور دور آسماں صیّاد

قفس سے چھوٹ کے جاؤنگا میں کہاں صیّاد

تیری تو قید میں اللہ نے کیا پیدا | وہیں پہ ہوش سنبھالا نکالا پھر پر زا
بیان کیا کریں واقف نہ ہوں جو کچھ لکھا | خبر نہیں کیسے کہتے ہیں گل چمن کیا

قفس کو ہم تو سمجھتے ہیں آشیاں صیّاد

چلو چمن سے تم اے بلبلو برائے خدا | جیئینگے کھائینگے اگلے برس چمن کی ہوا
قیام خوب نہیں ہے یہ میں نے آپ سنا | میں کھینچوں دام کو بلبل تو آشیانہ جلا

ہم یہ مشورہ کرتے ہیں باغباں صیّاد

یہ تنگ کرد باد دنیا کے کار خانے نے | بٹھایا خاک پہ ذلت نے سر اٹھانے نہ

عجیب طور کی گردش ہے اس زمانے میں
دکھایا کنج قفس مجھکو آب و دانے نے
وگرنہ دام کہاں اور میں کہاں صیّاد

غزل

دل چھین لیا بے شک اور رشک چمن تُونے
دنیا سے مجھے کھویا دکھلا کے پھبن تُونے
اتنا نہ ستا ظالم صورت تو دکھا پیارے
مارے ہیں جواں بن بن کے دولہن تُونے
داغی گل لالہ ہے گلشن میں تیرے دم سے
زخمی کئے صحرا میں آنکھوں سے ہرن تُونے
مستجد نہ شوالا ہے بستی ہے نہ مالا ہے
رکھّا نہ کبھی قابل اور زہر شکن تُونے
موسی کو جو غش آیا تو کوہ طور ہُوا سرمہ
کیا خوب سنایا تھا جہاں سوز سخن تُونے

غزل

خیال ابروئے دلدار میں کی ہے فغاں برسوں
وہ مومن ہوں کہ میں نے دی ہے کعبہ میں اذاں برسوں
فلک پیکار اپنی عمر کو کھوتا ہے گردش میں
نہ پائیگا کبھی اس بے نشاں کا تو نشاں برسوں
فراق یوسف گم گشتہ بن یعقوب نے روکر
کئے آنکھوں سے اپنے اشک کے دریا رواں برسوں
مجھے اس کوچہ میں پہنچادے یارب بس یہی حسرت
جہاں جبریل نے پلکوں سے جھاڑا آستاں برسوں
موذن وصل کی شب شام ہی سے غل مچایا ہے
فراق یار میں آئی نہ آواز اذاں برسوں
نہ آہ آتشیں نے بال بھی بیکا کیا اُن کا
جلاکیں آتش فرقت سے میری ہڈیاں برسوں
لبوں پر آکے دم میرا پلٹتا تھا شب فرقت
نہ بھولیں گی مجھے تیری قضا اٹھکیلیاں برسوں

دیگر

عشق کا بندہ کردیا شیدا اسے مینا کردیا
دل کو بیخود کردیا مدہوش صہبا کردیا
پردے کو رخ سے دور کرکے حشر برپا کردیا
جانے کیا ساقی کی آنکھوں نے اشارا کردیا

نذر ساغر ہم نے اپنا زہد و تقوا کر دیا

ہجر مینا میں تھا میں بسمل کی طرح
مانگتا تھا جام مے ہر اک سے سائل کی طرح
کام نکلا تھا نہ کوئی حسرتِ دل کی طرح
میکدے میں گل تو تھا میں خشک ساحل کی طرح

آج ساقی نے مجھے قطرے سے دریا کر دیا

نالۂ غم بام الم قصر فلک ڈھانے لگے
دست وحشت جانب چاک گلو جانے لگے
زخم سب رسنے لگے لطف خلش پانے لگے
دل کو آزار محبت کے مزے آنے لگے

اس کے میں قرباں کہ جس نے درد پیدا کر دیا

ہوش اڑتے ہیں سر بسر بیداد اسکی دیکھ کے
ایک تو ایذا دیا پھر دوسروں کے ہاتھ سے
جان دینا ہو جیسے وہ اس کا شیدائی بنے
کام سولی کا کیا تھا کونسا منصور نے

کیا ہوا گر ایسا ہرجائی کو رسوا کر دیا

عاشق راز نہاں ہے اس بت عیار کی
کوئی کیا سمجھے کو سمجھے کافر دیندار کی
کیا مزے کی دی خبر کس لطف سی گفتار کی
کعبے والوں سے جو پوچھی میں نے منزل یار کی

بتکدے کی سمت چپکے سے اشارہ کر دیا

غزل کیف - قوالی

امت تیری مجرم تھی دو زخ سے بری نکلی
رحمت کی گھسونٹ پہ کھوئی بھی کھری نکلی
آگے میرے مالک کے مجرم مجھے ٹھیرایا
اے نفس یہ سب تیری بیداد گری نکلی
کب جان سکا کوئی حضرت کی حقیقت کو
بینائی تھی آنکھوں میں وہ بے بصری نکلی
سب دھل گئے گناہ جبوقت وہاں پہنچا
دنیا میں کھوٹی تھی عقبی میں کھری نکلی

قوالی

اب لڑکپن چھوڑ دے اے دل شباب آنیکو ہے
حشر تک جس سے نہ چونکیں گے وہ خواب آنیکو ہے

ترپینے سے ہے اُنکی محرم آبروئے ال
یاس کہتی ہے کہے قاصد راہ میں مارا گیا
محفل اغیار میں وہ بے نقاب آنے کو ہے

ان حبابوں کی کٹوری میں گلاب آنیکو ہے
آس کہتی ہے نہیں خط کا جواب آنیکو ہے
سنتے ہیں جو قدِ آدم آفتاب آنیکو ہے

قوالی دیگر

بتان سینہ چمن میں جو نوشباب آیا
لڑکپن جاتے ہی ان کا جو وہ شباب آیا
یہ حسن و عشق کی نیرنگیاں ہیں قابل دید
وہ پھول چنتے ہوئے جو چمن سے آ نکلے

تو پھول ہنس اُٹھے غنچہ کو حجاب آیا
ابھار سینے کا دیکھا تو خود حجاب آیا
اسی پیروں میں میرا خانماں خراب آیا
ہیں میکدے سے بہاتا ہوا شراب آیا

قوالی مذاقیہ

کوئی بھی ارماں نہ نکلے عاشق دلگیر کے
انتہا کی تھی جلن چولھا بنانے کے لئے
گڑگڑا کر قیس نے لیلےٰ کے بھائی سے کہا
قدِ موزوں یار سمجھا میں اندھیری رات میں
اُن کو شیرینی سے رغبت آجکل جو ہو گئی

اس لئے تختے لگائے قبر میں شہتیر کے
لے گئے دیگچے مزار عاشقِ دلگیر کے
ہم بھی ہو سکتے ہیں شوہر آپ کی ہمشیر کے
دھوکے دھوکے میں بہت بوسے لئے شہتیر کے
پیچھے پھرتے ہیں عاشق بھی پیالے کھیر کے

دیگر مذاقیہ

ادھر منہار بیٹھے ادھر منہار بیٹھے ہیں
یہی فرط محبت سے تھے کہتے قیس کے والد
کچہری میں گیا جو میں لکھانے داد کا دعوے
کچہری سے پلٹ کرکے جو قیصر باغ میں آیا

پیجامہ بیچ میں پہنے وہ چوڑیدار بیٹھے ہیں
نہیں معلوم کس جنگل میں برخوردار بیٹھے ہیں
کچہری بند کرسی پر میاں انوار بیٹھے ہیں
درخت پر تمہارے طالب دیدار بیٹھے ہیں

دیگر

علم مغرب پڑھ کے ہونگی ایسی خود سر بیبیاں
بیبیاں شوہر بنینگی اور شوہر بیبیاں

کیا بتاؤں کیا کریں گی علم پڑھ کر بیبیاں
ہوں گی سب ڈپٹی سے لیکر تا گورنر بیبیاں

مرد سب ماتحت ہوں گے اور افسر عورتیں
دفتری شوہر بنینگے اہل دفتر بیبیاں

جن کے پلے پانچ گز ململ کی بھی قیمت نہیں
ڈال دینگی اُن کے سر سالے کا لنگر بیبیاں

ان کے دام مکر سے بچنا ابھی دشوار ہے
اور آفت ڈھائیں گی سائنس پڑھکر بیبیاں

آدمی کیا مال ہے دیووں کے سر چڑھ جائینگی
جب پری بن جائیں گی سایہ پہنکر بیبیاں

پڑھنے سے اتنا تو اُن سے فائدہ ہوگا ضرور
ہونگی عیسائی مشن میں جاکے نوکر بیبیاں

ہاں مگر اتنا پڑھانا چاہیے اُن کو ضرور
مرد کی غمخوار ہوں بچوں کی رہبر بیبیاں

قوالی

ہنس کے فرمانے لگے سن سن کے وہ نالے مرے
آپ کب سے ہو گئے ہیں چاہنے والے مرے

ٹوٹ جاتی ہے جو چلنے میں کبھی کانٹے کی نوک
پھوٹ کر روتے ہیں کیا کیا پاؤں کے چھالے مرے

رفعت قامت میں موزوں ہے ہر اک مصرعہ مرا
عشق کے سانچے میں سارے شعر ہیں ڈھالے مرے

قبر میں کوئی خبر لینے نہ آیا بعد مرگ
زندگی تک تو بہت تھے چاہنے والے مرے

جام بھر کر غیر کو دینا مجھے خالی گلاس
تیری بیہوشی کے صدقے جاؤں متوالے مرے

ضبط الفت کی قسم کھاتا ہوں لیکن کیا کہوں
جان کھا جاتے ہیں ارشد پوچھنے والے مرے

دیگر

جسطرف او دلربا تیری نظر ہو جائیگی
خلق کی کیا ہو گی خالق کی ادھر ہو جائیگی

کوئی گھائل کوئی زخمی کوئی ہوگا نیم جاں
جسطرف ظالم تیری ترچھی نظر ہو جائیگی

بے نقاب آیا جو پھر وہ ہمارا بام پر
روشنی پھیکی تیری فوراً قمر ہو جائیگی

بن سنور کے اسطرح نکلو نہ تم بازار میں
عاشقوں کی جان تن تمکو نظر ہو جائیگی

ہاں کہاں جاتے ہو راتوں کو بتادو صاف صاف
کیوں چھپاتے ہو ہمیں آخر خبر ہو جائیگی

میری رسوائی سے ہے تیری بھی رسوائی ضرور
تیری شہرت بھی ستمگر در بدر ہو جائیگی

اک طرف معشوق اک جانب شراب ناب ہے
قلقل و میخوار کی یونہی بسر ہو جائیگی

دیگر

ناز بھی ہوتا ہے ہوتی رہے بیداد بھی
سب گوارا ہے اگر سنتے رہو فریاد بھی

سچ ہے ہوتی ہے بری مظلوم کی فریاد بھی
دیکھئے بلبل کو چھری پھر کا کیا صیاد بھی

اے چمن والو چمن میں یوں گذرنا چاہئے
باغباں بھی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی

تم جو کہتے ہو بگڑ کر ہم نہ آئیں گے کبھی
یہ بھی کہدو اب نہ آئیگی ہماری یاد بھی

واہ کیا حسرت زدہ تھا دل تمہارا اے جلیل
ہو گیا دو روز میں آباد بھی برباد بھی

قوالی

اپنے قرآن میں مالک لم یزلی وصف زلف نبی جب سنانے لگا
غنچہ دل ہر اک کا چٹکنے لگا بلبل خوشنما چہچہانے لگا

وصف کیا ہو شفیع الورے آپ کا تاب و طاقت نہیں مجھ میں مطلق ذرا
اک اک ایسا ہوا تیرے در کا گدا تم ہما دنی سے مرتبے جلانے لگا

خیبری الاماں کہ اٹھے ایسے طاقت کے بندے ہیں دیکھے کہاں
لیا ہاتھ میں اپنے باب خیبر اٹھا زور شیر خدا یوں دکھانے لگا

غزل

کاوش قسمت سے تکلیف جگر کس دن نہ تھی
ہم سے ترچھی بے سبب تیری نظر کس دن نہ تھی

کب نہ آیا کی لبوں پر جان پر غم ہجر میں
نزع کی حالت مری اے بیخبر کس دن نہ تھی

ماتمی کس دن نہ تھا شام شب غم کا لباس
چاک دامن صبح میرے حال پر کس دن نہ تھی

چپ رہا میں اضطراب دل سے اپنی کس گھڑی
کب نہ تھی فریاد آہ بے اثر کس دن نہ تھی

مجھ سے خالی نقرے دم بھرتا رہا غیروں کا تو
بیخبر مجھ کو تیرے دل کی خبر کس دن نہ تھی

جینے جی فرصت ملی کب انتظار یار سے
دیدۂ روزن ہماری چشم تر کس دن نہ تھی

آج پر موقوف کیا ہے بیری انکی بے سبب — رنجش بے کار باہم عمر بھر کس دن نہ تھی
کس گھڑی کس دم کہاں درد جگر نے دم لیا — بیقراری مجھکو مانند شرر کس دن نہ تھی

دیگر

جلیل - جناب حافظ جلیل حسن صاحب مانکپوری جانشین امیر مینائی۔

وہ ہنستے بولتے ہیں سب سے آدمی کی طرح — ہمیں سے اڑتے ہیں ہر بات میں پری کی طرح
دکھا رہا ہوں دل صاف آرسی کی طرح — اتارتا ہوں انہیں شیشے میں پری کی طرح
ہمارا پیار ہے ان کے لئے نسیم بہار — کہ منہ جو چوم لیا کھل گئے کلی کی طرح
قرار مجمع عشاق میں کہاں اُن کو — دلوں میں دوڑتے پھرتے ہیں وہ خوشی کیطرح
ہمارے بوسوں نے چھینے دبا کسی کا نہ رنگ — مسی بھی اڑ گئی ان ہونٹوں سے ہنسی کیطرح
بڑھی شباب کی شوخی تو لگ گئے بھی پر — جوان ہوتے ہی اُڑنے لگے پری کی طرح
بہار پھولوں کی ناپائدار ہے کتنی — ابھی تو آئی ابھی اڑ گئی ہنسی کی طرح
یہ کیا ادا ہے کہ آئی چھینکی اور اُٹھ کے چلے — جو آئے ہو تو ذرا بیٹھو آدمی کی طرح
جلیل گوشہ عزلت کو مغتنم جانو — کرے گا کوئی رفاقت نہ بیکسی کی طرح

دیگر

حسن جب مقتل کی جانب تیغ براں لیچلا — عشق اپنے مجرموں کو پا بجولاں لیچلا
آرزوے دید جاناں بزم میں لائی مجھے — بزم سے میں آرزوے دید جاناں لیچلا
آرزو پر آرزو لایا تمہاری بزم میں — جب چلا حسرت زدہ ارماں پہ ارماں لیچلا

قوالی عاشقانہ

یوں تو کوئی بھی دل کا مرے ارماں نکلا — پوچھتے تم ہو باصرار تو ہاں ہاں نکلا
میرے مزار پر حشر میں پردہ رکھنا — گر ہی جاؤنگا اگر قبر سے عریاں نکلا
سبز نیرنگ یہاں دل میں نظر آتی ہے — یہ وہ غنچہ ہے جو ہمرنگ گلستاں نکلا

مر گیا میں تو یہ بالیں سے وہ کہہ کر اُٹھے / کارِ مشکل جسے سمجھے تھے وہ آساں نکلا
ہم نے ابرو کی مہ نو سے جو دی تشبیہ / آپ کے میان سے کیوں خنجرِ براں نکلا
کس کے قدموں سے لپٹنے کو مری خاک اُڑی / کوئی ہو کر طرفِ گورِ غریباں نکلا
مغتنم اپنے سخن میں ہے تیری ذات حفیظ / اپنے انداز کا تو ایک سخن داں نکلا

حضرت سیماب اکبر آبادی

وہ رند مست ہوں کہ نہ چونکے گناہ سے / پہنچے حشر میں بھی چھپ کے خدا کی نگاہ سے
ہیں دفن میرے ساتھ ہی بربادیاں میری / آنکھوں کا حشر میں اسی حال تباہ سے
اللہ رے کوئی عشق تیری بدگمانیاں / دل کو بھی آشنا نہ کیا رسم و راہ سے
سوچا ہے میں نے آج نیا رشک کا علاج / دشمن کو دیکھتا ہوں تمہاری نگاہ سے
اے برق یار حسن تو چھپ چھپ کے کوندتا / کچھ کام کر نگاہ ملا کر نگاہ سے
کیا ڈھونڈتے ہیں مدفن بربادگانِ عشق / مٹی کے چند حال ہیں وہ بھی تباہ سے
میں کیا خدا سے شکوۂ وصل عدو کروں / سب وہ ہم مٹ گئے تیری ترچھی نگاہ سے
گو ہوں ضعیف پھر بھی نیر اجالا ہو / سایہ کہیں گرے تو اٹھا لوں نگاہ سے
سیماب رنگ لائیگی وحدت پہ بیان / گونجے گا حشر اشہد ان لا الہ سے

قوالی

الٰہی حشر میں جاتی رہے وہ جان پیدا کر / بتوں کا سامنا ہے موت کا سامان پیدا کر
بتوں کے کشتگانِ ناز کا مجمع بہت ہوگا / الٰہی حشر میں اک دوسرا میدان پیدا کر
طرحداروں نے تیری ساری دنیا توڑ دی یارب / یہ کس نے کہہ دیا تجھ سے کہ تو انسان پیدا کر
یہ طعنے اور مارے ڈالتے ہیں بزم جاناں میں / پتنگے جل کے کہتے ہیں کہ ایسی آن پیدا کر
وصالِ بت میری تقدیر میں ممکن نہیں یارب / وفا کا یہ تقاضا ہے کہ میری شان پیدا کر
جفا کہتی ہے ہٹ کمبخت میرا رنگ جمنے دے / تجھے بھی دل ملا ہے تو بھی کچھ درمان پیدا کر

یہ مجھ پر اعتراض رسم الفت ہر گھڑی کیوں ہے
در ساقی پہ زاہد جب کبھی پہونچا صدا آئی
ملا کر خاک ہیں الگ سر ادا سے ہنس کے کہتے ہیں
جوانی کی سمجھ ناکام رکھتی ہے شمیم سے جو

ہوئے موسم گل اب ہی اوسان پیدا کر
کہ پیاسا ہے تو جا پیاسوں کی پہلے شان پیدا کر
اگر اب مل سکے تجھکو تو مٹی چھان پیدا کر
کبھی کس کا اپنے دل میں اب ارمان پیدا کر

حضرت شمس مینائی

شمیم نافہ آہو سے ہمیں لائی تو کیا لائی
اگر باد صبا خاک در جاناں اڑا لائی
کہاں میں اور کہاں یہ تو تیری کاکل کے پرچم کا
حیا نے مار ڈالا مجھکو شوخی نے کیا زندہ
وفد گریہ سے آیا ہے دل گھل گھل کے مژگاں پہ
ہوئے سر ہیں قمری سے یہ کہتے سنا ہم نے
پڑا تھا شمس پہلے ہی نگاہ ناز کے پلے

ہوا اس گلبدن کی تو نہ اسے باد صبا لائی
تو ہم سمجھیں گے یہ اکسیر لائی کیمیا لائی
سعادت مجھکو زیر سایہ بال ہما لائی
پیام زندگی یہ اور وہ پیغام قضا لائی
محبت میں یہ پہل شاخ نہال مدعا لائی
کہ ان بالا بلندوں سے محبت ہو تو بلا لائی
مصیبت اور اس پر ان کی مستانہ ادا آئی

قوالی ساون

الٰہی اب کے ساون میں نئی یہ بات پیدا ہو
گھٹا ہو ابر ہو ساغر ہو مے ہو دور مینا ہو
الٰہی پھر شب وصلت میں کیا ہی لطف پیدا ہو
مزا ہے حشر میں پیش خدا ہم بھی پہنچ جائیں
وہ دیکھو مر گیا بیمار الفت لے مسیحا دم
قدم لینے کو حوریں خلد سے آئیں تو تعجب کیا

گلوں کی جا پہ ساغر ہوں بجائے شاخ مینا ہو
مزا ساقی ہو گلشن میں جو ہو سب کچھ مہیا ہو
گھٹائیں جھومتی ہوں اور کچھ بادل برستا ہو
کہ جب ہم وہ ستمگر ظلم سے اپنے مکرتا ہو
یہی تو وقت تھم ہے کہیں دوا بے چینی کیا ہو
دم آخر وہ بت بالیں پہ آئے دم نکلتا ہو

طبیبوں سے علاج درد دل پوچھا تو یوں بولے
ہمیں کچھ رنج ہے لیکن تو جائے تو اچھا ہو

پھر مثال قیس مجھکو دشت یاد آنے لگے
پھر گریباں تک مرے دست جنوں جانے لگے

پھر وہ شانے سے ہیں رخ پہ زلف سلجھانے لگے
پھر دل عشاق کو آفت میں الجھانے لگے

پھر وہ در پردہ دکھا کر چہرہ اپنے برق سا
پھر دل بے تاب کو رہ رہ کے تڑپانے لگے

چھوٹتی کب ہے مرے عشق بتاں توبہ کرو
حضرت ناصح ہمیں کیا آپ سمجھانے لگے

صاف پرچہ ڈال کر خط بن دیا خط کا جواب
دیکھیے کس صاف پن سے ہمکو پرچانے لگے

رشک سے دل میں عدو کے درد سا اٹھنے لگا
بزم میں جب وہ مجھے پاس اپنے بٹھلانے لگے

دست رنگیں کو نہیں دریا میں دھونے کی غرض
آگ پانی میں لگا کر ہم کو دکھلانے لگے

جب طلاطم پر ہوا دریائے حسن رود بار
گیسوئے خمدار مثل قوس لہرانے لگے

جب سنی مشتاق سے تعریف اپنے حسن کی
اور بھی اڑتے ہوئے جوبن پہ انزانے لگے

غزل

دیکھیے دل میں کسی کی آرزو کب تک رہے
اور یوں ہم سے کوئی بیگانہ خو کب تک رہے

شوخیوں سے جب وہ قائم ایک جا رہتے نہیں
پھر تصور آہ اُن کا روبرو کب تک رہے

منہ میں بھر آتا ہے پانی شیخ نام حور پر
دیکھنا یہ ہے کہ اب تیرا وضو کب تک رہے

بھیجتے ہیں آج مرگ ناگہانی کو پیام
تیرے وعدوں پہ کوئی لے حیلہ جو کب تک رہے

موقع اظہار الفت دیں تو اے دل کچھ کہوں
دیکھئے یہ ابتدائے گفتگو کب تک رہے

بلبل نالاں بہت دلکش ہے بیشک حسن گل
آہ لیکن اختلاط رنگ و بو کب تک رہے

چھیڑتے ہیں خوب روؤں کو سناہی آب بھی
دیکھیے خورد دم تیزی آب رو کب تک رہے

قوالی

ہزاروں حسرتوں کو چھوڑ کر مشکل سے نکلے گی
اکیلی جان کیوں کر اس بھری محفل سے نکلیگی

کسی ن آہ لے مجنوں جو تیرے دل سے نکلے گی
تڑپ کر لیلی محمل نشیں محمل سے نکلے گی

کچل دے تو سر مشکل نہ مشکل کو سمجھ مشکل
اگر کچھ شکل نکلے گی تو اس مشکل سے نکلے گی

شب وعدہ وہ کہتے ہیں کہ ہم بھی آج دیکھینگے — ہماری آرزو کیوں کر تمہارے دل سے نکلیگی
رہے گی انتظار یار میں جانِ کنی بہ مشکل — ہماری جان نکلے گی مگر مشکل سے نکلے گی
ہمارا دل پسے گا تم اگر پسواؤ گے مہندی — ہمارے خون کی رنگت تمہارے دل سے نکلے گی
لگے گا ان سے کیا پیغام یہ ہیں خود چلا جا دل — یہی اک بات میری سچی بیجا وصل سے نکلے گی
نکلنے میں نہیں آتی کسی کے وصل کی حسرت — یہ میری جان کیوں کر لیکے بھی دل سے نہ نکلے گی
کرے گی ہمسری کیا شمع اُن کے روئے روشن کا — بہت بے آبرو ہو کر بھری محفل سے نکلے گی
وضاحت واہ واہ لکھی ہے تم نے یہ غزل ایسی — جسے سنکر صدائے مرحبا محفل سے نکلے گی

غزل وفا

ہو گیا دل بت بے پیر کا خواہاں کیسا — پھنس گیا دام میں کافر کے مسلماں کیسا
ہمّت دشت نوردی اُسے کہتے ہیں کہ اب — قیس کہتا ہے بیاباں میں بیاباں کیسا
کیا عداوت دل عاشق کو ہے کاکل سے تری — بل پھرا کرتی ہے یہ زلف پریشاں کیسا
دل کو اک لطف سا آتا ہے بجائے کاوش — تم نے ناوک میں لگا رکھا ہے پیکاں کیسا
دل ہو باقی نہ ہو پہلو میں تو حسرت کیسی — قطع جب ہو گئی امید پھر ارماں کیسا
پھر بہار آئی ہوا پھر جوش جنوں کا مجھکو — قابل دید بنا چاک گریباں کیسا
اے وفا کچھ نہ ہوئی آپ کی تو شب ہجراں — ڈانٹنا تھا در و دیوار پہ درماں کیسا

غزل ممتاز بزبان پوربیہ

کوئی ایسی سکھی پیا تر نہ ملی جو پیا کی ڈگریا بتا دیتی — میں نے راہ مدینہ کی دیکھی نہیں موہے بیاں پکڑ کے بتا دیتی
مورے من میں اب تو جوگنیا بنوں اور ملکے بھبوت مدینے چلوں
سکھی ہند کی نگری میں کا ہے بسوں نہیں سپت تو چین ذرا دیتی
پیا سات سمندر پار بسو مورے پگ میں نہ چلنے کا زور رہیو
نہیں جاتی مدینے میں کوئی ہوا موہے ملک عرب میں اڑا دیتی

مورے میکے میں عمر تو سکھ سے کٹی چلی پی کی نگریا تو سوچ پڑی
کوئی گوئیاں بھی ساتھ نہ آئی میرے ہو ہے بیت وہاں کی بتادیتی
میں تو سوتی ہجریا پہ تڑپت ہوں پیا دیس عرب میں براجت ہیں
کبھی سپنے میں ویئے جو درس دکھاویں پیا چرنوں پہ سیس نوادیتی
وا کے دوارے پہ جاتے ہیں سکھیاں سبھی موری عرج کسی نے نہ انتی کہی
کبھی اپنی جوگنیا کو لیتے بلا وہ روضے پہ جان گنوا دیتی ہائے
میں تو روت روت بوری بھئی پیا ڈھونڈت ہوں ملتا ہی نہیں
موری موت بھی آئی نہیں اے سکھی مو ہے ہجر کے غم سے چھڑا دیتی
توری بیت کی دکھیا تو میں ہی نہیں پڑا روت ہے قیصر دیا بھی یونہی
مجھے در پہ بلا لیتے جو شاہ عرب ممتاز کا دکھڑا سنا دیتی

نعت شریف

ہند والے انہیں مکی مدنی کہتے ہیں ۔ خلد والے انہیں سرو چمنی کہتے ہیں
عرق گل سے پسینے میں فزوں تھی خوشبو ۔ اسکو بوئے صفت گل بدنی کہتے ہیں
دیکھکر اپنے صحیفوں میں تیرا اسم جمیل ۔ انبیاء عبد سے اللہ و غنی کہتے ہیں
یاد احمد میں جو خوں رویا تو بولے انصار ۔ میرے اشکوں کو عقیق یمنی کہتے ہیں
پوچھا حوروں نے حضور آپ کا دولتخانہ ۔ ہنس کے بولے ہمیں مکی مدنی کہتے ہیں
اک اشارے سے کیا چاند کا دل ٹکڑے ٹکڑے ۔ عاشق اس آن کو برچھی کی انی کہتے ہیں
جائے الفت کہ وہ اشارے سے ہر پہلو پہ ۔ میری امت کی نہ ہو دل شکنی کہتے ہیں
اے نکیرین نہ بیچین کرو تم کہ مجھے ۔ عاشق سید مکی مدنی کہتے ہیں
منزل غم میں تھکا بیٹھا ہوں محبوب سے دور ۔ اس مصیبت کو غریب الوطنی کہتے ہیں
ایک تم ہو کہ ہے اللہ تمہارا مشتاق ۔ ایک مجھی ہیں کہ رب ارنی کہتے ہیں

کیا ہی اکبر نے لکھی آپ کی یہ خوب غزل
اسی انداز کو شیریں سخنی کہتے ہیں

غزل امیر

یہ تو میں کیوں کر کہوں تیرے خریداروں میں ہوں
تو سراپا ناز ہے میں ناز برداروں میں ہوں

جان پر صدمہ جگر پر درد دل کا حال زار
گھر کا گھر بیمار کس کس کے پرستاروں میں ہوں

وہ کرشمے شان رحمت نے دکھائے روز حشر
چیخ اٹھا ہر بیگنہ میں بھی گنہگاروں میں ہوں

کس طرح فریاد کرتے ہیں بتا دو قاعدہ
اے اسیران قفس میں نو گرفتاروں میں ہوں

چھیڑ دیکھو میری میت پر جو آئے یوں کہا
تم وفاداروں میں ہو یا میں وفاداروں میں ہوں

بیگناہوں میں چلا زاہد جو اسکو ڈھونڈنے
مغفرت بولی ادھر آ میں گنہگاروں میں ہوں

حال کہتا ہے کہ کھا کر یار کا حسن ملیح
میں بھی اس سرکار کے ادنیٰ نمکخواروں میں ہوں

پھول ہیں پھولوں میں ہوں کانٹا ہوں کانٹوں میں امیر
یار ہیں یاروں میں ہوں عیار عیاروں میں ہوں

غزل اکبر

میری آنکھوں میں ہے جلوہ علاؤ الدین صابر کا
میں دیوانہ ہوں مولانا علاؤ الدین صابر کا

گدا ہیں آستانے کا نہ چاہے تاج سلطانی
عجب دربار ہے مولانا علاؤ الدین صابر کا

چلو اے تشنہ کام جام وحدت تک کلیر کو
ہے اُمڈا فیض کا دریا علاؤ الدین صابر کا

یہ نوبت آگئی جاتا ہے اک عالم زیارت کو
بجا ہے ہند میں ڈنکا علاؤ الدین صابر کا

نہ کی یا آپ کی نا اور زمانے کو دکھلاتے تھے
لقب اس صبر میں پایا علاؤ الدین صابر کا

تمنا گلشن فردوس کی دنیا میں ہے جسکو
وہ آ کر دیکھ لے روضہ علاؤ الدین صابر کا

ہوئی مسجد شہید اور دب گئے جو تھے وہاں حاضر
خدا کا قہر ہے جذبہ علاؤ الدین صابر کا

کوئی پوچھے کہ اکبر کس کا بردا ہے تو کہدینا
علاؤ الدین صابر کا علاؤ الدین صابر کا

جھنگلا

دکھا دے اپنا جمال ہم کو ہیں جاں بلب ہوا یہ ٹال کیا ہے
یہ خاکساروں سے رنج کیا ہے یہ بیکسوں سے ملال کیا ہے

لگا ہے جنجال میرے جی کو ہیں پیچ کھاتا ہوں مثل سنبل
یہ قید کرنے کو مرغ دل کے تمہاری زلفوں کا جال کیا ہے

تمہارے قدموں پہ دم جو نکلے یہی تمنا ہے غمزدوں کی
جو بادشاہوں سے وصل چاہے فقیر ممکیں مجال کیا ہے

اٹھا نہ در سے تو اپنے ہمکو کہ تیرا عاشق ہوں جاں سے گذرا
نہ چھوڑ دونگا تیرے در کو یہ تیرے دل میں خیال کیا ہے

اسی توقع میں عمر گذری کہ یار ہم سے تو آملے گا
نہ ہم نے جانا کہ وصل کیا ہے نہ ہم نے جانا وصال کیا ہے

تمہارے بسمل کا حال جانا فلک پہ زہرہ کا حال بگڑا
تو ہاتھ مل مل کے بولے صوفی یہ دیکھا ہے یہ حال کیا ہے

یہ دل میں حسرت ہی لے چلے ہم زباں پہ اپنی یہ ہے شکایت
کبھی نہ پوچھا کہ تیرا ضامن ہماری فرقت میں حال کیا ہے

غزل

میں خود مرنے پہ تھا راضی قضا کے ہاتھ کیا آیا
جلا کر عشق نے مارا قضا کے ہاتھ کیا آیا

دیا تھا وصف خوباں کو تو قدرت نے رحم بھی دیتا
بنا کر سنگدل بت کو خدا کے ہاتھ کیا آیا

اٹھا کر خاک میری کو جو پھینکیگا کوئی جا نا
میرے پر ظلم یہ کر کے حیا کے ہاتھ کیا آیا

وہ کیا تھا خنجر مژگاں کہ دل کو چیر کر نکلا
تڑپنا رہگیا میں دلربا کے ہاتھ کیا آیا

کہا موصوف مہندی کو تو لگ جانے پاؤں سے
ابدل نے خوں پہ پھیرا حنا کے ہاتھ کیا آیا

غزل اکبر

بانکی ادا دکھا جا تیر و کمان والے
قربان ہوں میں تجھپر اے ترک شان والے

گر دل میں تو کہیں ہے او لامکان والے
پھر کیوں تلاش میں ہیں دونو جہان والے

گر تو ہے چارسو میں پھر کیوں ہیں جستجو میں
ساتوں زمین والے سات آسمان والے

مسجد میں میکدہ میں کعبہ میں بتکدہ میں
ہر جا مکان تیرا او لامکان والے

جاتا کہاں ہی غافل اسکی ہے دور منزل
گمراہ ہیں ہزاروں یاں کاروان والے

اب گلبدن کی خاطر ڈالی میں بھیجتے ہیں
خوشرنگ پھول لادے او گلستان والے

مسجد میں دست بستہ پوچھا تھا راز تیرا
کانوں پہ ہاتھ رکھکر چپ تھے اذان والے

عبرت کی جا ہے اکبر دیکھے سنے ہیں اکثر
نیچے زمیں کے سوتے کون و مکان والے

قوالی

معراج میں حق نے نبی سے کہا تو اور نہیں میں اور نہیں
محبوب سے کیا پردا میں کروں تو اور نہیں ہیں اور نہیں

میرے سامنے آ مجھے شکل دکھا نہیں فصل دوئی کا کیجو ذرا
کہ ہو آج وصال تیرا میرا تو اور نہیں ہیں اور نہیں

میرے نور سے پیدا ہے نور تیرا کہ ہے دونو جہاں میں ظہور ترا
ہے شمس و قمر میں جلوہ ترا تو اور نہیں میں اور نہیں

دریا میں حباب ہو جیسے ملا اسیطرح نہیں ہی تو مجھہ سی جدا
میری ذات میں ہی تیری ذات فنا تو اور نہیں ہیں اور نہیں

میرا نام احد تیرا نام احمد نہیں رتبے کی ہے تیرے کچھہ بھی حد
یہ میم کا پردا ہے کیا پردا تو اور نہیں میں اور نہیں

ہے تجھے خلق عظیم ہی میں نے دیا ہی تجھے اپنا جبھی ہمنے ہم کیا۔ مطلوب ہے تو طالب میں ہوں ترا تو اور نہیں ہیں اور نہیں

جو ہے حکم تیرا وہ ہے حکم میرا میرے ذکر کے ساتھ ہے ذکر تیرا
جو ہے تیری رضا وہی میری رضا تو اور نہیں میں اور نہیں

رکھ غوث کے کاندھے پہ جبکہ قدم لگے کہنے تب اُنسے یہ شاہِ امم
میں ہوں نورِ خدا تو ہے نور میرا تو اور نہیں میں اور نہیں

کیوں کر نہ حقیر ہو اس پر فدا ہے خالقِ عرض و سمان کہا
میرے نام سے ہے تیرا نام ملا تو اور نہیں میں اور نہیں

غزل

حسینوں کا ہر اک عالم میں شہرہ ہو ہی جاتا ہے
تمہیں جو دیکھ پاتا ہے وہ شیدا ہو ہی جاتا ہے

نشے میں لے لیا بوسہ خطا کیا ہو گئی صاحب
چلو دل بیٹھ جانے دو کہ ایسا ہو ہی جاتا ہے

میرے کمبخت اس دل کمبخت کیسی حالت ہے
کلیجہ ملتے ملتے درد پیدا ہو ہی جاتا ہے

خبر مرنے کی سنکر ہر گھڑی حیران ہوتے ہیں
جوانا مرگ مرنے کا اچنبا ہو ہی جاتا ہے

کبھی ہے درد سر ان کو کبھی مہندی کا حیلہ ہے
ہمارے گھر نہ آنے کا بہانہ ہو ہی جاتا ہے

بچا بھی ہو کہیں تیری نظر سے آج تک ضیغم
سُنا ہے رفتہ رفتہ دل نشانہ ہو ہی جاتا ہے

راگنی بہاگ

اگر یار نہ ساقی پیمانہ ہوا تو کیا
معمور شرابوں سے میخانہ ہوا تو کیا

ہم عشق کے بندے ہیں مذہب سے ناواقف
گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا

جب درد نہ ہو دل میں کیا عشق مزا دیوے
کہنے کو بھلا کوئی دیوانہ ہوا تو کیا

اس عشق کی آتش سے جلتے ہیں سبھی
گر شمع ہوئی تو کیا پروانہ ہوا تو کیا

معشوق کے کانوں میں اب تک نہیں پہنچا
یہ رشک میرا یار ور دوانہ ہوا تو کیا

جہانگیر سا شہزادہ تھا عشق سے وہ غافل
آباد ہوا تو کیا ویرانہ ہوا تو کیا

تال پہاڑی - (ہر وقت گانے کی چیز)

ہم در پردہ تجھے ماہ جبیں دیکھ لیا
گرنہ پردہ تجھے او پردہ نشیں دیکھ لیا
ہم نظر بازوں سی تو چھپ نہ سکا جانِ جہاں
تو جہاں جا کے چھپا ہم نے وہاں دیکھ لیا
نام مشہور ترا کون و مکاں میں پا کے
لامکاں کا تجھے کہتے ہیں مکیں دیکھ لیا
تیرے دیدار کی تھی ہم کو تمنّا سو تجھے
لوگ دیکھیں گے وہاں ہم نے یہیں دیکھ لیا
عشق پہنچا ہے جہاں عقل نہ پہونچے گی وہاں
زیر سدرہ میں رہا اور یہیں دیکھ لیا
تجھ سوا جو ہے سو وہ وہم گمان ہی ٹھیک
اب تو انصاف سے کہدیں کہ یہیں دیکھ لیا
سن کے حق بین کا مضمون غزل میں میرے
اہل تحقیق کہیں گے کہ کہیں دیکھ لیا
اس سے پوچھا کہ ہے توحید کا مضمون ساقی
جس نے احمدؐ احد کے ہی قریں دیکھ لیا

کانڈرا

یہ کس مست کے آنے کی آرزو ہے
کہ ساقی لئے ساغر مشکبو ہے
سمایا ہے جب سے تو آنکھوں میں میرے
جدہر دیکھتا ہوں ادھر توہی تو ہے
بتاؤں میں کیا اپنا حال پریشان
عیاں زلف دلدار کی مو بمو ہے
چلو قبر فرہاد پر فاتحہ کو
مگر آب شیریں سے لازم وضو ہے
نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے
گلستاں میں جا کر ہر اک گل کو دیکھا
نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے
کیا چاک وحشت نے ایسا گریباں
نہ سینے کے قابل نہ جائے رفو ہے
شفق بن کے گردوں سے ہوتا ہے ظاہر
یہ کس کشتۂ بے گناہ کا لہو ہے
رہی سایۂ پنجتن بادشاہ پہ
خداوند عالم نگہبان تو ہے

تلنگ (شام کو پانچ بجے)

انسان نہیں وہ خاک ہی جسمیں کہ تو نہ ہو
وہ دل نہیں کہ جسمیں تیری آرزو نہو

محبوب کو تصور کامل ضرور ہو	اندھا ہے وہ کہ جس کے خدار و برو نہ ہو
ٹکڑے کیا ہے یار نے دل تیغ عشق سے	یہ چاک وہ ہے جسکا کسی سے رفو نہ ہو
زاہد مزا تو جب ہے عذاب و ثواب کا	جب تک کہ سب کو چھوڑ کر دل یکسو نہ ہو

ٹھمری

نئی آئی پرانی کو دور کرو رے

سونے کا گڑوا گنگا جل پانی - پی کے پلا کے تم دور کرو رے - نئی

چن چن کلیاں سیج بچھائیں - سو کے سلا کے تم دور کرو رے - نئی

سونے کی تھلیا میں بھوجن پروسا - کہا کے کھلا کے تم دور کرو رے - نئی

نئی آئی پرانی کو دور کرو رے

غزل

وہ ستم کرے میں ستم سہوں وہ جفا کرے میں وفا کروں

وہ ہنسا کرے تو میں چپ رہوں وہ کہا کرے میں سنا کروں

کبھی ہوں اشارے نگاہ کے کبھی دلفگار سے آہ کے

تیرے در پہ جائیں او فتنہ گر نہ یہ ہو سکے تو میں کیا کروں

کبھی باز مجھ سے ہوا نہ تو کبھی داغ دل سے ملا نہ تو

اسی فکر میں رہا کینہ جو میں جفا کروں میں جفا کروں

کہا اس سے او بت بے خبر جو وفا نہیں تو جفا ہی کر

لگا کہنے میں تیرے ساتھ میں نہ وفا کروں نہ جفا کروں

یہ مثل مشہور ہے بلا خطر کہ نکوئی کا ہے بدی ثمر

کوئی مجھ سے جور و جفا کرے میں کسی سے مہر و فا کروں

نیکی کا بدلہ برائی ہے

وہ اٹھائیں تیغ ستم اگر تو جھکاؤں سر کو قدم پہ آ
دم قتل افضل خستہ جان وہ ادا کریں میں قضا کروں

رامائن

چلے سیا رام لچھمن بن کو ۔ فقیری کرو دھارن تن کو ۔
رام لچھمن بن کر چلے پڑا اودھ میں شور ۔ نرناری بیاکل بھیئے سو دھیر دھرے نہ کو
خوشی بھئی کیکئی کپٹن کر ۔ چلے سیا رام :-
آگے بیچ میں سیا سوہا ۔ پیچھے لچھمن جان کومل تن بھئی ۔ جانکی شومن سندر پاؤں
بڑی تکلیف ہے سیا کو ۔ چلے سیا رام لچھمن بن کو ۔
دن تھوڑا سا رہ گیا اور جانا ہمیں ضرور اوترائی لے لیجیو جو ہووے منظور
تم سنو تری کھیوت ہار ۔ ہمیں جانا ہے پلے پار ۔ چلے سیا رام لچھمن بن کر
داس تمہارا جوڑ کر کرتا ہے پرنام چودہ برس کے بعد پھر آن ملینگے رام
کوئی سمجھائے رگھبیر کو ۔ چلے سیا رام لچھمن بن کو ۔

غزل

تمہاری خبر ہم نے غیر سے ملنے کی پائی ہے
اسی باعث سے جھگڑا ہے یہی ساری لڑائی ہے
گمان ہے سارے عالم کو شفق پھولی بدخشاں میں
لب نازک پہ سرخی پان کھانے کی جو آئی ہے
ہوئے بدنام لاکھوں میں ہزاروں گالیاں کھائیں
تمہارے عشق میں پیارے بڑی ذلت اٹھائی ہے
میں مرجاؤں تو میری لاش کو لیجا کے یوں کہنا
جسے تم کو ستا کرتے تھے اسی کی لاش آئی ہے
ہوئے ہیں وصل کی شب ہونٹ نیلے بوسے لیکر
بہانہ شرم سے یہ ہے نئی مسی لگائی ہے

دادرا

ہٹیمرا سمجھا یاری لاکھن جار ۔
جیا موری مانت ناہیں ۔ سمجھ سمجھ سمجھا یاری ۔ لاکھن جار ۔

قوالی تال پشتو (۸ بجے رات)

پھر وہی بے باکیاں پہلے سی دکھلانے لگے
اور مجھے چھیڑا تصور میں مرے آنے لگے

جب کہا کہ رات بھر پہلو میں غیروں کے رہے
نیچی نظریں ہو گئیں اور دل میں شرمانے لگے

پھر خیالِ یار دل میں چٹکیاں لینے لگا
پھر ہمارے دیدۂ تر اشک بھر لانے لگے

شب کا وہ اترا ہوا جوبن کھلے بندِ قبا
بیٹھے بیٹھے آئینہ دیکھا تو شرمانے لگے

اب کوئی دم میں ہوا جاتا ہے اپنا خاتمہ
پھر وہی اندازِ معشوقانہ دکھلانے لگے

آئے جب گورِ غریباں میں وہ بہرِ فاتحہ
عاشقِ جانباز کی تربت کو ٹھکرانے لگے

غزل

نگاہِ ناز قاتل پر پڑی کچھ ایسی بسمل پر
چھری رہ رہ کے چلتی ہے کبھی جاں پر کبھی دل پر

اُدھر ہنستے رہے تم بیٹھکر غیروں کی صحبت میں
اِدھر رو یا کئے ہم بجلیاں غم کی گریں دل پر

مژہ ہو دونوں جانب سے یونہی چلتی رہیں چوٹیں
نگہ قاتل کی بسمل پر پڑے بسمل کی قاتل پر

ذرہ تو دیکھ لے مجنوں ترے ہی دل میں لیلےٰ ہے
یہ للچائی نگاہیں کس لئے پڑتی ہیں محمل پر

بگڑنا گالیاں دینا سوالِ وصل پر کیسا
تمہیں سوچو کوئی اتنا خفا ہوتا ہے سائل پر

نہ ٹھکر تربتوں کو چین سے سونے دے او ظالم
تھکے ہارے مسافر پڑ رہے ہیں آکے منزل پر

پلا دے شربتِ دیدار مجھکو اے یم خوبی
کوئی پیاسا نہیں رہتا سنا ہے آکے ساحل پر

تماشہ آج مقتل میں ہے کیا شوقِ شہادت کا
شہیدِ ناز بوسہ دے رہا ہے پائے قاتل پر

خفا کیا ہے مری واپس جو میں نے دل کو مانگا تھا
بھری محفل میں لاکھوں کو سنے جو پڑ گئے دل پر

خیالِ تیغِ ابروے دو دم یوں دل میں آتا ہے
چھری رہ رہ کے جیسے چل رہی ہو مرغِ بسمل پر

کسی کی بھولی باتوں پہ مٹا جاتا ہے اے ہمدم
ہنسی آئی ہے رہ رہ کر ہمیں اس مردِ غافل پر

غزل

وصل میں بھی ہمارے قسمت سے نہ تنہائی ہوئی
غیر خلوت میں نہیں تو شرم ہے آئی ہوئی

تو بھی پردہ سے نکل کر دیکھ او پردہ نشیں
حال کیوں غیروں پہ کھلتا یار کیوں ہوتا خفا
تو اگر آجائے ساقی پھر تو ہو دونی بہار
اٹھ رہے ہیں ہر طرف شعلے جلا جاتا ہوں میں
تم بھی آجاؤ اگر اس دم تو مشکل سہل ہے
کنگھی چوٹی کر کے وہ پرکالہ آتش بنا
میری تربت پر ہے میلہ آپ بھی تشریف لائیے
وصل کی شب ہو چکی پھر بھیڑ ہے کس بات کی
چوم لیتا ہوں میں خنجر جب وہ فرماتے ہیں یہ

تیرے سودائی کی ایک خلقت تماشائی ہوئی
چشم تر کا ہو برا جس سے یہ رسوائی ہوئی
چارسو گلشن میں ہے کالی گھٹا چھائی ہوئی
ہائے کس کی آگ ہے یہ دل میں بھڑکائی ہوئی
جان لینے کو ہے میری موت بھی آئی ہوئی
جان پریاں بن گئی واں حسن آرائی ہوئی
دیکھئے تو حسرتوں کی بھیڑ ہے آئی ہوئی
اب ملاتے کیوں نہیں تم آنکھ شرمائی ہوئی
موت ہمدم آپ کو مقتل میں ہے لائی ہوئی

مختار جان (غزل) از آگرہ

بتو شانوں سے زلفوں کا بنانا کس سے سیکھا ہے۔
یہ دونوں ہاتھ میں کالے دکھلانا کس سے سیکھا ہے

مرے مہمان ترے قربان ذرا اتنا تو بتلا دے
ادائے چشم کے پردے میں آنا کس سے سیکھا ہے

یہ عادت چھوڑ دے ظالم جفائیں مار ڈالیں گی
میری جاں غیر کے گھر آنا جانا کس سے سیکھا ہے۔

نشان قبر کو ٹھوکر سے کیوں پامال کرتے ہو
ہمارا نقش ہستی کو مٹانا کس سے سیکھا ہے

ہمارے سامنے غیروں کے پاس آنا ہے اور جانا۔
اثر اس طرح کی باتیں بنانا کس سے سیکھا ہے۔

نعتیہ قوالی

قدمونپہ مصطفٰے کے میں سرفراز ہوتا — وہ خاک پاک ہوتی میں خاکسار ہوتا

قدموں پہ تیرے گرتا گلیوں میں تیری پھرتا — گہ جاں نثار ہوتی گہ اشکبار ہوتا

مولا مرے مجھے تم روضہ پہ گر بلاتے — کیوں زار زار روتا کیوں بیقرار ہوتا

غفار بخشدیتا گر تم اشارہ کرتے — میرا جہاز عصیاں طوفاں سے پار ہوتا

مولا مری خبر لو گمراہ ہو چکا ہوں — کچھ اپنی زندگی کا نہیں اعتبار ہوتا

یہ بھلا ہوا کہ تم نے مجھے بخشوایا ورنہ — میری برائیوں کا کیوں کر شمار ہوتا

ہے جاں بلب یہ اکبر تیرے در سے دور ہوکر — تیرا فراز ہوتا یہ جان نثار ہوتا

نعتیہ قوالی

غور سے دیکھا عجب جلوہ نظر آیا مجھے — دل کے اندر یار کا جلوہ نظر آیا مجھے

ایک جہاں دیکھا جو سرگشتہ نظر آیا مجھے — عالم حیرت تیرا کوچہ نظر آیا مجھے

حج کعبہ بن گیا اور سیر بتخانہ بھی کی — دونوں میں بس ایک ہی اللہ نظر آیا مجھے

زندگانی چھوڑ کر آزاد رہتے ہیں شہید — جسکو مردہ کہتے ہیں زندہ نظر آیا مجھے

غزل

کہتے ہیں جسکو حور وہ انساں تمہیں تو ہو — جاتی ہے جسپہ جان میری جاں تمہیں تو ہو

مطلب کی لکھ رہے ہیں وہ دانا تمہیں تو ہیں — مطلب کی پوچھتے ہو وہ ناداں تمہیں تو ہو

آتا ہے بعد ظلم تمہیں کو ترحم بھی — اپنے کئے سے دل میں پریشاں تمہیں تو ہو

پچھتاؤ گے بہت میرے دل کو اجاڑ کر — اس دل میں کون ہے میرے مہماں تمہیں تو ہو

ایک روز رنگ لائیگی یہ مہربانیاں — ہم جانتے ہیں جان کے خواہاں تمہیں تو ہو

دلدار دلفریب دل آزار و دلستاں — لاکھوں میں ہم کہینگے کہ ہاں ہاں تمہیں تو ہو

کرتے ہو داغ دور سے بتخانہ کو سلام — اپنی طرح کے ایک مسلماں تمہیں تو ہو

غزل

ہے اعلیٰ سب پیمبر سے پیمبر ہو تو ایسا ہو
فزوں رتبہ ہو ہر سرور سے سرور ہو تو ایسا ہو

شب معراج چین آیا خدا کو بھی نہ بے دیکھے
حسینوں بات حق یہ ہے کہ دلبر ہو تو ایسا ہو

جہاں میں نور اُسکا شمع کے مانند روشن ہے
یہ ظاہر ہے عجائب ہیں جو مظہر ہو تو ایسا ہو

پھنسی ہے عمر کی کشتی بھری طوفان عصیاں میں
ہیں نکلیں بحر غم سے یا پیمبر ہو تو ایسا ہو

مثال بوئے گل اڑتا پھرے ہمراہ صرصر کے
کسی کے غم میں ایدل کوئی لاغر ہو تو ایسا ہو

قوالی

ملانے ہو اسی کو خاک میں جو دل سے ملتا ہے
مری جاں چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے

کہیں ہے عید کی شادی کہیں ماتم ہے مقتل میں
کوئی قاتل سے ملتا ہے کوئی بسمل سے ملتا ہے

بھرے ہیں تجھ میں وہ لاکھوں ہنر اے مجمع خوبی
ملاقاتی ترا گویا بھری محفل سے ملتا ہے

مثال گنج قاروں اہل حاجت سے نہیں چھپتا
جو ہوتا ہے سخی خود ڈھونڈ کر سائل سے ملتا ہے

جواب اس بات کا کیا منسوخ کر دے سکے کوئی
جو دل لیکر کہے کمبخت تو کس دل سے ملتا ہے

مجھے آتا ہے کیا کیا رشک وقت ذبح اس پر بھی
گلا جس دم لپٹ کر خنجر قاتل سے ملتا ہے

چھپانے سے کہیں چھپتی ہے اپنے دل کی بیتابی
کہ ہر تار نفس اپنا رگ بسمل سے ملتا ہے

عدم کی جو حقیقت ہے وہ پوچھے اہل ہستی سے
مسافر کو تو منزل کا پتہ مشکل سے ملتا ہے

غضب ہے داغ کے دل سے تمہارا دل نہیں ملتا
تمہارا چاند سا چہرہ مہ کامل سے ملتا ہے

قوالی

نگاہ یار ہم سے آج بے تقصیر پھرتی ہے
کسی کی کچھ نہیں چلتی ہے جب تقدیر پھرتی ہے

کبھی تو کھینچ لائیگی انہیں گور غریباں پر
کہ مدت سے ہماری خاک دامن گیر پھرتی ہے

تمہاری دھار کا منہ ہم سے پھر جائے نہ پھر جائے
ہماری آنکھ کب قاتل تہ شمشیر پھرتی ہے

مقام عشق میں شاہ و گدا کا ایک رتبہ ہے
زلیخا ہر گلی کوچہ میں بے توقیر پھرتی ہے

ہوں اُس لیلیٰ کا دیوانہ ہوں ایدل جو کہ صحرا میں
ہٹا دیوانہ جب سے اُڑ گیا صحرا میں عشق

بغل میں اپنے مجنوں کی لئے تصویر پھرتی ہے
بگولے کی طرح سے ڈھونڈتی بے خبر پھرتی ہے

دیگر

یہی دن ہیں عالیلو کسی کے قلب مضطر سے
یہ کہہ دو ابر باراں سے اگر برسے تو کیا برسے
بلا ہوگا کسی کو باوفا کوئی مقدر سے
ابھی کس ہو یہ نفرت تمہیں پھولوں کے زیور سے

جوانی آ نہیں سکتی میری بجاں پھر سے سر سے
کہ جیسے مینہ برستا ہے ہمارے دیدۂ تر سے
ہوا ہوگا کسی کو وصل ہم تو عمر بھر ترسے
ابھی نام خدا سہرا بندھے گا آپ کے سر سے

غزل قوالی

چکھائے چاشنی اے شربت دیدار تھوڑی سی
اگر فرصت ملی ہو غیر کے باتوں کو سننے سے
ٹھہر جائے اجل اور اُن کو دم بھر دیکھ لینے دے
کبھی تو وصل کی نسبت کبھی تو ہے کی خواہش ہے
تمنا تھی کہ جیتے جی بنا لیتا میں قبر اپنی
در خیبر اُکھاڑا قوت دست مبارک سے

دم آخر تو کر لے خاطر بیمار تھوڑی سی
ہماری عرض بھی سن لیجئے سرکار تھوڑی سی
ابھی باقی ہے مجھکو حسرت دیدار تھوڑی سی
ہمیشہ ہم سے اُن سے رہتی ہے تکرار تھوڑی سی
اگر ملتی زمین کوچۂ دلدار تھوڑی سی
یہ ہے اشرف ثنائے حیدر کرار تھوڑی سی

سوہن

ناز انداز جب آیا تو صبا بھی آئی
شیشۂ دل کو مرے آپنے توڑا صاحب
ہائے کس وقت ہوئی میری تمنا حاصل

روح قالب میں جب آئی تو صبا بھی آئی
یہ تو فرمائے کانوں میں صدا بھی آئی
یار پہلو میں جب آیا تو قضا بھی آئی

دیگر

قفس میں باغبان کیوں بند کرتا ہے زباں میری
فسانہ وہ کہیں پنا نہیں کچھ داستاں میری

گل و بلبل سنا کرتے ہیں اکثر داستاں میری
مزہ لوٹیں محبت کا دہن اُن کا زباں میری

اشارہ کرتے ہیں میری جانب پلک جھپکا کر
سر محفل کہیں گی تیرے دل میں برچھیاں میری
نصیب غیر کو پانا مقدر اسکو کہتے ہیں
تیرے در پر میرا سر ہو یہ قسمت ہے کہاں میری

دیگر

الہی کیا کریں ضبط محبت ہم تو مرتے ہیں
کہ نالے تیر بن بن کر کلیجے میں اترتے ہیں
جفا پر جان دیتے ہیں ستم پر تیرے مرتے ہیں
کر ناکام محبت سچ تو یوں ہے کام کرتے ہیں
کہیں کیا ہم یہ جو حد سے گزرتے ہیں گزرتے ہیں
لگایا جس گھڑی کو دل گھڑی بدنام کرتے ہیں

غزل قوالی

نگاہ یار بدمستی میں بھی ہوشیار کیسی ہے
میرا دل چھین لینے کے لئے تیار کیسی ہے
قضا بھی جان دیتی ہے اداؤں پہ کہ کر اسکی
شہادت رنگ لانے کے لئے تیار کیسی ہے
جگر میں کھب گئی پہلو میں اتری دل میں جا بیٹھی
غضب کی چلبلی چنچل نگاہ یار کیسی ہے
ادا سے پوچھتے ہیں وہ گلے پر پھیر کر خنجر
بتا دے او شہید ناز ہمیں دھار کیسی ہے

قوالی دیگر

خدا نے وصف کچھ ایسا ہمارے دل میں رکھا ہے
کہ جیسے یار کا نقشہ ہمارے دل میں رکھا ہے
تڑپ کر نیم بسمل نے کہا یوں پیش قاتل کے
بتاؤ اور کیا ارماں تمہارے دل میں رکھا ہے
ستم کرنا ستانا ظلم کرنا کام ہے اپنا
خدا نے کیوں کسی کا دل ہمارے دل میں رکھا ہے
اڑانا دام میں لانا عجب ہے کنج گلشن میں
خدا نے بلبلوں کا دل گلوں کے دل میں رکھا ہے

قوالی پہاڑی

گھر سے جب باہر ہوئے خلقت تماشائی ہوئی
تیری شہرت اور ستمگر میری رسوائی ہوئی
چھیڑ جوبن کر رہا ہے آج وصل یار میں
شرم بیٹھی ہے بچاری دور شرمائی ہوئی
دل ہی دل میں لے رہا ہے چٹکیاں درد جگر
پڑ گئے پردے میں کسی کی جو رسوائی ہوئی
بوسہ لے کے روح ڈالی غیر کی تصویر میں
کیا نیا اعجاز ہے اچھی مسیحائی ہوئی

غزل

دل کے اندر یار کا جلوہ نظر آیا مجھے
ایک دل حیران سرگشتہ نظر آیا مجھے
حج کعبہ ہو گیا اور سیر بتخانہ بھی کی
بند کیں آنکھیں تو پتلی بن کے وہ پردہ نشیں

حذر سے دیکھا عجب نقشہ نظر آیا مجھے
عالم حیرت تیرا کوچہ نظر آیا مجھے
دونو میں بھی ایک ہی اللہ نظر آیا مجھے
آنکھ کے پردے میں در پردہ نظر آیا مجھے

بھجن

یا پر تھی میں ہر نے سادھو۔ کیسو کھیل مچا یو رے۔
جان ڈال کر دیہ بنائی دل کا بھید نہ پایو رے۔ یا پر تھی میں
دنیا ہم میں ہم دنیا میں آپ میں آپ سمایو رے۔ یا پر تھی میں۔
گنگا جمنا درشن کینو۔ ماتھے تلک لگا یو رے۔ یا پر تھی میں
سنار دنیا بھرت باوری ہر کا بھید نہ پایو رے۔ یا پر تھی میں ہر نے سادھو کیسو۔

قوالی

خوش بدیدم صوفیاں را صحبت خمار مست
ہر کرا در باغ دیدم مست بود و بیخبر
محتسب را مست دیدم درمیانِ مے کدہ
بادشاہاں مال مست و ما غریباں حال مست

عاشقاں با صدق ماندہ وعدۂ دیدار مست
زاغ مست و بارخ مست و غنچہ و گلزار مست
ملک مست و خلق مست و کوچہ و بازار مست
خوبرویاں ناز مست و طرۂ طرار مست

غزل

جہاں دیکھو حسینوں کو محبت آہی جاتی ہے
خرام ناز سے کسدن بپا محشر نہیں ہوتا
محبت اسکو کہتے ہیں جو میں سر کو جھکاتا ہوں
مجھے منظور ہے خود دل نہ آئے ایسے ظالم پہ

لپٹنے سے میرے دل کو بھی حسرت آہی جاتی ہو
تیری شوخی سے او ظالم قیامت آہی جاتی ہو
تو دل میں میرے قاتل کے مروت آہی جاتی ہو
مگر ہاں بھولی صورت پہ طبیعت آہی جاتی ہو

قوالی

عاشق کو کبھی رنج سے فرصت نہیں ہوتی
ہے اپنے مقدر میں لکھی ذلت و خواری
کیوں پاس میرے تم نہیں آتے ہو کسی وقت
ہر وقت لگا رہتا ہے بس دھیان تمہارا

گر میرے تمہارے میں محبت نہیں ہوتی
عاشق کی یہاں میں کبھی حرمت نہیں ہوتی
کیا تجھکو کبھی غیروں سے فرصت نہیں ہوتی
اس غم سے کسی حال فراغت نہیں ہوتی

غزل

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا
کوئی میرے دل سے پوچھے تیرے تیر نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا
جو نگاہ کی تھی ظالم تو پھر آنکھ کیوں چرائی
وہی تیر کیوں نہ مارا جو جگر کے چار ہوتا
ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا
نہ کہیں جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا

کجری

جیناں تمرے لئے کارنوار اک دن چلی تلوار - ارے جیناں تمرے کارنوار - اک دن چلی تلوار بیٹی سے لڑیں بالک سے بن لڑیں - مزا کریں کوتوال رے جیناں مرے کارنوار - اک دن چلی تلوار -

غزل

مرادیں دل کی بر آئیں تمہارا حوصلہ نکلے
کوئی اہل وفا ڈھونڈو اگر ہم بے وفا نکلے
نگوڑی کھینچ کر لائی تڑپ کر دل کی بیتابی
نہیں اسمیں خطا ظالم جو ہم بھولے سے آ نکلے
میں بیتابی سے دل کی ٹھوکریں کھاتا ہوں گلیوں میں
کہ شاید یار کے کوچے کا کوئی راستہ نکلے

عزیز الدین کہتی ہیں ہمیں کیوں پیار کرتے ہو

اگر چاہو کہ دل سے دل لگانے کا مزا نکلے

قوالی

ہر دم فراق جاناں دل کو ستا رہا ہے
یہ بھی کوئی ادا ہے ہر دم جو تو خفا ہے
دل لے چکے ہو جاناں اب دل کے ہو جو خواہاں
بیرحم رحم تجھ کو آتا نہیں کسی کا
گر دل پہ قابو ہوتا پھر حال کیوں یہ ہوتا
مطلب کا ہے زمانہ کوئی نہیں کسی کا

گھٹ گھٹ کے دم لبوں پہ میرے جو آ رہا ہے
یہ وجہ کیوں اے ظالم مجھ کو ستا رہا ہے
اس کے سوا ہمارے اب پاس کیا رہا ہے
چھپ چھپ کے تیر زخمی دل پہ لگا رہا ہے
وحشی بنا کے مجھ کو در در پھرا رہا ہے
ہر دم مجھے رفاقت یہ دل دکھا رہا ہے

قوالی

کبھی بن سنور کے جو آ گئے تو بہار حسن دکھا گئے
میرے دل کو داغ لگا گئے یہ نیا شگوفہ کھلا گئے
یہ دعا تھی دل کی نہ آئے دل کوئی بیوفا نہ لگائے دل
وہ جو بیچتے تھے دوائی دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے
بندھے کیوں نہ آنسوؤں کی جھڑی کہ محبت اپنے گلے پڑی
وہ جو کاکلیں تھی جو عنبریں وہ بلا کے پہنچ ہیں آ گئے

غزل دیگر

پس مردن بنائے جائینگے ساغر میری گل کے
لب جاں بخش کے بوسے ملیں گے خاک میں مل کے
کبھی اٹھا کبھی بیٹھا کبھی لوٹا کبھی جھٹکا
بدلنے کے تھے یہ پہلو مری بیتابی دل کے
پس مردن غبار اڑ کر در جاناں پہ جا پہنچا
قدمبوسی ہمیں حاصل ہوئی ہے خاک میں مل کے

ایضاً

عجب اپنا حال ہوتا جو وصال یار ہوتا | کبھی جان صدقے ہوتی کبھی دل نثار ہوتا
جو تمہاری طرح کوئی تم سے جھوٹے وعدہ کرتا | تمہیں منصفی سے کہدو تمہیں اعتبار ہوتا
تیرے وعدہ پر ستمگر ابھی اور صبر کرتے | ہمیں اپنی زندگی کا اگر اعتبار ہوتا
یہ مزا تھا دل لگی کا کہ برابر آگ لگتی | نہ تجھے قرار ہوتا نہ مجھے قرار ہوتا
مجھے مانتے سب ایسا کہ عدو بھی سجدہ کرتے | در یار کعبہ بنتا جو میرا مزار ہوتا

نعتیہ

رقم کب ہو صفت تیری معین الدین اجمیری | وہ عالی شان ہے تیری معین الدین اجمیری
تیرے دربار جو آئے مرادیں دل کی وہ پائے | سخی سرکار ہے تیری معین الدین اجمیری
تیرے دریائے رحمت میں سفینہ کیوں مرا اٹکے | تو کشتی پار کر میری معین الدین اجمیری
زمین و آسماں تیرا مکیں و لامکاں تیرا | فلک پر دھوم ہے تیری معین الدین اجمیری
علاؤ الدین نظام الدین فرید الدین قطب الدین | یہ شان پنجتن تیری معین الدین اجمیری

بھجن

دیکھو ری ایک بالا جوگی دوارے ہمارے آیو ہے ری۔ آسن مارے آنگن بیچ بیٹھا وہ تو موہن مانگ بھراوے ہے ری۔

بھکشا دینی ناہیں لینا وہ تو بارہ برس کا مانگے جو بنوا۔ دیکھو ری اک بالا جوگی دوارے ہمارے آیو ہے ری۔

کجری

کل پر کھڑی رہی کل گوریا سر پہ لئے گگریا نا۔
دھانی چندریا۔ بانکی اوڑھنیا۔ بھولی صورتیا نا۔
کل پر کھڑی رہی کل گوریا۔ سر پہ لئے گگریا نا۔

غزل

مہر کی ہم پہ نظر رشک قمر ہوتی نہیں
کیوں تجھے الفت ہماری سیمبر ہوتی نہیں

کس بلا کی ہے محبت جوش زن ہوتی نہیں
ہجر کی شب کیا قیامت ہے سحر ہوتی نہیں

آنکھوں آنکھوں میں ستم کرنیکا کیا اندھیر ہے
طاق میں اڑتے ہیں دل اور یاں خبر ہوتی نہیں

دردمندی چاہیئے اے بانی ظلم و ستم
کیوں تری ظالم نظر انصاف پر ہوتی نہیں

اے بت کافر جفائیں ہم تیری کب تک سہیں
دربدر ہیں مدتوں سے پر گذر ہوتی نہیں

عشق بھی کیا روگ ہے گویا مرض ہے لاعلاج
لاکھ ہو اسکی دوا پر کارگر ہوتی نہیں

انس پھر کیسے پڑھائیں ان بتوں سے اے ظہیر
تم کچھے جاتے ہو اور انکو خبر ہوتی نہیں

قوالی

اے جان غم دشمن میں شوریدہ سری کیوں ہے
میں تو ہوں ابھی زندہ یہ جامہ دری[1] کیوں ہے

آنکھوں کے دکھلانے سے ظالم تجھے کیا حاصل
یونہی تیرا بندہ ہوں جادو نظری کیوں ہے

جب ہم نے سیا دامن وحشت نے کہا تھم تھم
میں آدمی ہوں قانع یہ بخیہ گری کیوں ہے

قوالی

تیرے عاشق تیرے کوچے سے اے قاتل اگر جاتے
بپا ہوتی قیامت تن سے لاکھوں سر اتر جاتے

شب وعدہ نہ آئے وہ تو کیا جاگیر بن جاتی
زیادہ سے زیادہ بس یہی ہوتا کہ مر جاتے

محبت کے مزے آتے جو اُن سے صلح ہو جاتی
کبھی وہ اپنے گھر آتے کبھی ہم انکے گھر جاتے

جفائیں اور ستم تیرے نہ سہتے او بت کافر
قضا ہوتی جو اپنے ہاتھ میں دم بھر میں جاتے

نعتیہ غزل

تیری ذات پاک ہے اے خدا تیری شان جل جلالہ
ترا نام عادل و کبریا تیری شان جل جلالہ

---

[1] جامہ دری (معنے) کپڑے پھاڑنے - [2] چاک رفو کرنا۔

ہے چمن میں تو ہی تو رنگ و بُو ہے زباں پہ طوطی سکے تو ہی تو
پڑھے کیوں نہ بُلبلِ خُوش نوا تیری شان جلّ جلالہٗ

یہ زمیں بنے وہ فلک بنے یہ بشر بنے وہ ملک بنے
تیرے در پہ کل کا ظہور ہے تیری شان جلّ جلالہٗ

کوئی شاہ کوئی امیر ہے کوئی بے نوا ہے فقیر ہے
جسے چاہا جیسا بنا دیا تیری شان جلّ جلالہٗ

(گوہر جان کلکتہ)

جب سے ہے آنکھ تجھ سے ستمگر لگی ہوئی
اک پھانس سی جگر میں ہے دلبر لگی ہوئی

جب سے ہُوا ہے مجھکو تیر عشق ماہرو
اک آگ سی جگر کے ہے اندر لگی ہوئی

جاتی نہیں یہ جان نہ آتی ہے مجھکو کل
کیسی یہ چوٹ ہے مرے دل پر لگی ہوئی

بے لاگ کسقدر ہے تیری تیغ تیز رو
آگے سے ہے یہ بال برابر لگی ہوئی

پوشیدہ گر کرے کوئی چاہت یہ کیا مجال
چھپتی نہیں یہ آگ کسی پر لگی ہوئی

جب سے ہُوا ہے مجھکو تیرا انتظار یار
رہتی ہے میری آنکھ سوئے در لگی ہوئی

شاید کہ یار بھولے سے آنکلے ہی یہاں
ہچکی اسی سبب سے ہے گوہرؔ لگی ہوئی

دادرا

الگیا لاگی سندر بن جل گیو رے

کبھڑک کے عشق کے سارے بدن میں آگ لگی
جو شعلہ آہ کا نکلا تو تن میں آگ لگی

مری تو جان و جگر اور من میں آگ لگی
تیرے تو آتشیں رُخ سے چمن میں آگ لگی

یہ رو رو کہتی تھی بلبل چمن میں آگ لگی

الگیا لاگی سندر بن جل گیو رے

کیا علاج اطبّا نے نارسائی سے
نہ آخرش ہوئی صحت کسی دوائی سے

یہ رنگ جسم کا ہے تیری آشنائی سے
جلی ہے لاش میری آتشِ جدائی سے
مدد کو پہنچو صنم اب کفن میں آگ لگی
(آگیا لاگی سندر بن جل گیو رے)

ملا ہے نام خدا ہم کو اک صنم ایسا
کہ جسکو دیکھ کے ہوتا ہے اگ جہاں شیدا
بیان کیا کروں اس گل کی بھولی باتوں کا
شفق کو دیکھ کے کہتا ہے نوجواں میرا
عجب تماشہ ہے چرخ کہن میں آگ لگی
(آگیا لاگی سندر بن جل گیو رے)

دیگر

حور غلماں چاہیئے نہ باغ رضواں چاہیئے
عاشقاں نیم جان کو کوے جاناں چاہیئے
سیر کی خاطر کسیکو باغ رضواں چاہیئے
میں ہوں دیوانہ مجھے سیر بیاباں چاہیئے
ناخدا کی التجا کی کچھ نہیں حاجت مجھے
اپنی کشتی کو مقدر کا نگہباں چاہیئے
دل کے آئینے میں اپنے روئے دلبر دیکھیئے
ان کو خلوت میں بٹھا کر میہماں کو چاہیئے
پاس غیروں کے خوشی سے چل رہا ہے جام مے
کیا خوشی مجمع جمع ہے ان کے در پر چاہیئے

قوالی

یہ مانا ہم نے بیمار محبت کی دوا تم ہو
نہ آئے کام جب اپنے تو درد لا دوا تم ہو
وفا کے ہم ہیں خوگر بانی جور و جفا تم ہو
نبھے گی کسطرح ہم باوفا ہیں بیوفا تم ہو
جفا جو بیمروت بیوفا ناآشنا تم ہو
مگر اتنی برائی پر بھی کتنے خوشنما تم ہو
ہمیں یہ رشک بھی منظور ہے تم غیر کو چاہو
بلا سے درد الفت کے تو لذت آشنا تم ہو
خدا کو بھی پسند آتا نہیں ناز و غرور اتنا
نہ بولوگے کسی سے تم تو کیا کوئی خدا تم ہو
بھروسا غیر کو کیا ہو تمہاری آشنائی کا
یہی طرز وفائی ہے تو کس کے آشنا تم ہو

دیگر

جلوہ جاناں سے روشن دل کا خلوت خانہ تھا
شمع تھا حسن پر بیر دیہ جنوں پروانہ تھا

بیٹھے بیٹھے حکم دے بیٹھے وہ قتل عام پر
جب کہا یہ کیا تو بولے ناز معشوقانہ تھا

پھول بھی تھے پھل بھی تھے اس سرزمین گیانہ تھا
آج ہے ویران کبھی آباد جو ویرانہ تھا

حسن مطلق کا ازل کے دن سے میں دیوانہ تھا
لامکاں کہتے ہیں جسکو وہ میرا کاشانہ تھا

دیر کی توقیر کیوں کرتا ہے اے شیخ حرم
آج کعبہ بن گیا کل تک بھی جو بتخانہ تھا

(اندر سبھا مداری لال - امانت)

لالہ مداری لال تم مرگھٹ کے کوٹے ہو
عورت کے جوتی خور سے اور رنڈی کے بھڑوے ہو

(سبز پری)

معمور ہوں شوخی و شرارت سے بھری ہوں
دھانی میری پوشاک ہے میں سبز پری ہوں

کیا اصل ہے سبزی کی میرے حسن کے آگے
فیروزے سے خوشرنگ زمرد سے کھری ہوں

لے لیتی ہوں دل آنکھ ملا کر فرشتوں سے
انسان تو بھلا چیز کیا جس سے ڈری ہوں

زندہ نہ مجھکو چھوڑیگا سن لیگا جو جب
شہزادۂ گلفام کی صورت پہ مری ہوں

غزل

میرے دل کی دورنگی پر کسی کا راز پنہاں تھا
کسی میں کفر تھا واعظ کسی میں نور ایماں تھا

سر گور غریباں جمع سب عشرت کا ساماں تھا
کسی تربت میں حسرت تھی کسی مرقد میں ارماں تھا

نہ کھولی آنکھ وقت نزع بیمار محبت نے
کسی کا پردہ رکھتا تھا کوئی آنکھوں میں پنہاں تھا

میرا سینہ جو دیکھا چیر کر بیرحم قاتل نے
کسی گوشہ میں خنجر تھا کسی پہلو میں پیکاں تھا

پس مردن بھی یاد ٹیس سی اک رہ گئی دل میں
وہ کہتے تھے کہ پیکاں تھا میں کہتا تھا کہ ارماں تھا

نہ سوئے اے بت تو تنہا کبھی ہم کنج مرقد میں | جو اس پہلو میں حسرت تھی تو اس پہلو میں ارماں تھا

حقانی قوالی

اے ترک سوار نواح عرب احمد نگری بتلا دینا
کس رنگ میں ہے وہ حبیب میرا مجھے واکی خبریا لا دینا

ہے رات اندھیری موج کٹھن دریا میں بھنور لہراوت ہے
تم ہی کھیوٹ ہو پیارے محمدؐ موری نیا کو پار لگا دینا

دیگر

اس عشق نے یارو مجھے دنیا سے اٹھایا دیوانہ بنا کے
زلفوں میں پریرو کے گرفتار کرایا پھر شانہ بنا کے

یہ دختر رز لگتی ہے ہر ایک کے منہ سے افسوس اے ساقی
کیا نام رہا تیرا یہ کیا تو نے پلایا دیوانہ بنا کے

خونِ ناحق

غیر بھی میری طرح کرتے ہیں آہیں کیوں کر
ہم بھی دیکھیں کہ پلٹتی ہیں نگاہیں کیوں کر

نہ دلاسا نہ تشفی نہ تسلی نہ وفا
دوستی اس بت بدخو سے بیاہیں کیونکر

پورن بھگت

زر و مال تو ہے بہت مگر مجھے زندگی کا مزا نہیں
بھلا جی کو چین ہو کس طرح کوئی اپنا زندہ رہا نہیں

نہ تو زندہ باپ پیارا ہے نہ تو ماں کا مجھکو سہارا ہے
نہ تو بھائی کوئی نہ ہے بہن کروں کسطرح میں بقا نہیں

نہ تو شادی ہی نے ہنوز کی نہ جگہ کسی کو بھی دل ہی دی۔
نہ تو چین سے رہے اک گھڑی کوئی مجھ سا غم سے بھرا نہیں۔

(میٹھی چھری)

وہ پریزاد منانے سے خفا ہوتا ہے
لاکھ تم جبر کرو دل پہ تو کیا ہوتا ہے
دل کو توڑ کے شادر کھ لے عارضہ کیا ہوتا ہے

گر سلیمان بھی یاں آئیں تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے
بگڑی بن جاتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے

قوالی

رخ نور جلوہ مصطفےٰ وہ خدا کا نور جمال تھا
جو تمام خلق میں ہے عیاں یہ کمال ان ہی پہ کمال تھا

گئی پیاس حلق کی میرے بجھ دم ذبح لے بہت نازنیں
تری آب تیغ کا اے صنم کہوں کیا یہ آب زلال تھا

نہ تو زور مجھ میں کہ دوں تجھے تو اسیر ہے میں فقیر ہوں
دل و جان تھا سو وہ دے دیا یہی ایک مجھ میں کمال تھا

لب بام پردہ جو آگیا تو وہ جلوہ اپنا دکھا گیا۔
وہ قمر تھا ہائے وہ چھپ گیا وہ پری تھا خوش خصال کہ

دل و جان عشق نے کھو دیا میرے پاس یار نہ کچھ دیا
مگر ایک ضامن علی میرا جو فتوح رنج ملال تھا

(جناب واصف اکبرآبادی)

کٹاری ہے، نہ برچھی ہے نہ خنجر ہیں نہ بھالے ہیں
فلک کے پار ہو جاتے ہیں آہت یہ نالے ہیں
مری طبع رسا دیکھو قیامت ہے قیامت ہے

خدا رکھے انہیں دنیا میں وہ سب سے نرالے ہیں
تو عارض گورے گورے ہیں تو گیسو کالے کالے ہیں
تمہاری چال کے مضموں قیامت سے نکالے ہیں

مزا کیا پوچھتے ہو مجھ سے صحرا نوردی کا
جو کچھ کانٹے ہیں چھالوں میں تو کچھ کانٹوں میں چھالے ہیں

گلے پہ میرے کیوں تلوار سی رہ رہ کے چلتی ہے
تیری گردن میں قاتل کیا کسی نے ہاتھ ڈالے ہیں

چلو دیکھ آئیں چلکر اک نظر جنت کی حوروں کو
حسینانِ جہاں جتنے ہیں اپنے دیکھے بھالے ہیں

نہ پوچھو آرزو پوری ہوئی کس سخت مشکل سے
نکل آیا ہے دل بھی ساتھ جب ارمان نکالے ہیں

رخ شفاف کی توصیف بن بنکر غزل کے
یہ مضموں تو نے واصف نور کے سانچے میں ڈھالے ہیں

قوالی

الٰہی دل میں میرے حسرت دیدار کیسی ہے
دکھا دے شکل ہمکو احمد مختار کیسی ہے

دکھا کر طور پر جلوہ کیا بیتاب موسیٰ کو
پکارا رب ارنی پھر نگاہ یار کیسی ہے

ادہر بندہ نے توبہ کی ادھر رحمت کو جوش آیا
تیری بخشش گنہگاروں پہ اے غفار کیسی ہے

بچایا شیر سے سلماں اکھاڑا[2] باب خیبر کو
یہ قوت آپ کی یا حیدر کرار کیسی ہے

دیگر

فلک غرور نہ کر خاک میں ملا کے مجھے
کبھی نہ چین سے بیٹھے گا تو مٹا کے مجھے

نہ آئی وہ شب وعدہ نہ آئی نیند مگر
پیام آتے رہے رات بھر قضا کے مجھے

وہ آئے ہیں مرے مرقد[1] پہ فاتحہ پڑھنے
ثواب لوٹتے ہیں خاک میں ملا کے مجھے

غضب کیا دل ناشاد پھر انہیں چھیڑا
وہ چپ ہوئے تھے ابھی سینکڑوں سنا کے مجھے

یہی کہوں گا وہ ہیں بے قصور میں مجرم
چلو بھی لے کے کہیں سامنے خدا کے مجھے

لپٹ گئے میرے سینے سے وہ دم رخصت
گئے ہیں آج بڑے لطف سے رلا کے مجھے

قوالی

جا کے کہیو یہ ہاں سے نسیم سحر میرا چین گیا میری نیند گئی
تمہیں میری نہ مجھکو تمہاری خبر میرا چین گیا میری نیند گئی

[1] مرقد یعنی قبر۔ [2] درہ خیبر ملک سرحد میں ایک سخت خطرناک درہ ہے ۔

اے بادشاہِ خوبان تیری موہن صورت کے قربان
کہا اُس نے پڑی جس پہ تیری نظر میرا چین گیا میری نیند گئی

تیرے وعدہ وصل کا رشک قمر لیا مُول تو میں نے ہے دردِ جگر
ہُوا جلوہ فگن تو تو غیروں کے گھر میرا چین گیا میری نیند گئی

ہوئی بادِ بہاری چمن میں عیاں گل غنچہ پہ باقی رہی نہ خزاں
مری شاخ امید نہ لائی ثمر میرا چین گیا میری نیند گئی

نہ حرم میں یار تمہارا پتہ نہ سُراغ کلیسا میں ملتا تیرا
کہاں دیکھوں بتاؤ میں کدھر گیا میرا چین گیا میری نیند گئی

اے برق تجلی بہر خدا نہ جلا مجھے ہجر میں شمع آسا
میری زیست ہے مثل چراغ سحر میرا چین گیا میری نیند گئی

یہ کہتا تھا بیدم خستہ جگر میری آہ رسا میں ہوا نہ اثر
تیرے ہجر میں حسرت نہ آئی مگر میرا چین گیا میری نیند گئی ۔

غزل

بہار آئی ہے بھر دے بادۂ گلگوں سے پیمانہ
بنے کیوں کر ہمارا اس پری پیکر سے یارانہ
ملے کیوں کر مجھے آنا تیری محفل میں جانا نہ
ہمارے اور تمہارے عشق کا چرچہ ہی عالم میں
غزال دشت بولے دیکھ کر مجنوں کی میت کو
کبھوں کیا تجھ سے کیفیت میں اپنے دین ایماں کی

رہے لاکھوں برس ساقی تیرا آباد میخانہ
وہ بے پرواہ ہیں سودائی وسنگین دل ہیں دیوانہ
میری صورت فقیرانہ ہے میرا دربار شاہانہ
کوئی سنتا نہیں ہے لیلیٰ و مجنوں کا افسانہ
یہ وحشی مرچکا بس ہو چکا آباد ویرانہ
فقیر مست ہوں مونس میرا مذہب ہے رندانہ

دیگر

اسیر وصل کے کچھ کچھ سہارے ہوتے جاتے ہیں
محبت کے ادھر سے بھی اشارے ہوتے جاتے ہیں

بہار حسن آئی ہے جوانی کی امنگیں ہیں
ثمر اس نخل قد میں پیارے پیارے ہوتے جاتے ہیں

ملائم جسم نازک انگلیاں پتلی کمر اُن کی
ابھار اب اور سینہ پر کرارے ہوتے جاتے ہیں

کبھی ابرو چڑھاتے ہیں کبھی آنکھیں دکھاتے ہیں
ہمارے قتل کے ساماں سارے ہوتے جاتے ہیں

تمہارے عشق کا اصغر جو ذکر آیا تو فرمایا
مرے عاشق بھلا وہ کیا بچارے ہوتے جاتے ہیں

غزل

شغل گر چاہتے ہو دل کے بہلنے کے لیئے
دل میں آبیٹھو کلیجہ میرا ملنے کے لیئے

روز پیتا ہوں نہیں پیتا ہوں میں گاہے گاہے
وہ بھی تھوڑی سی مزا منہ کا بدلنے کے لیئے

ساقیا دیتا ہے اک جام تو جلدی دیدے
آسماں تاک میں ہے رنگ بدلنے کے لیئے

حور یارب ہے جو مومن کے لیئے پیدا کیے
بھیجدے دنیا میں وہ دو دن کے لیئے

باغباں کلیاں ہوں ہلکے رنگ کی چن توڑ دے
بھیجنی ہیں ایک کمسن کے لیئے

دیگر

قضا دیکھیں تو کب آتی ہے اپنے منچلے دل کی
خوشامد منتیں کیا کیا کیئے جاتے ہیں قاتل کی

دعا میخوار دیتے ہیں چلے ہاں دور اے ساقی
اسی پر نام ہے تیرا یہی رونق ہے محفل کی

مزے کچھ دیکھنا چاہو تو بس پہلو میں آبیٹھو
ابھی دیکھی نہیں تم نے شرارت چلبلے دل کی

ہمیشہ طور کے جلوے نظر آتے رہیں مجھکو
تمنا ہے یہ آنکھوں کی یہی ہے آرزو دل کی

تیری فرقت میں اے ظالم تڑپتا ہی پھڑک لیتا ہے
کہیں بڑھکر ہے حالت مرغ بسمل سے مرے دل کی

سوال وصل پہ ہر بار وہ منہ پھیر لیتے ہیں
سُنی نہ آن سُنی کرنے لگے سن کے سائل کی

طبیبو پہلے تم تشخیص کر لو پھر دوا کرنا
میری چھاتی پہ سنگ غم ہے بیماری نہیں سل کی

الٰہی اسکی الفت کا اثر اتنا تو ہو مجھ میں
فسانے میرے بن جائیں نظیر عشق کامل کی

کسی کی اک جھلک دیکھی ہے ہم نے جب سے اے ہمدم
نظر میں کچھ نہیں جچتی ہے صورت ماہ کامل کی

قوالی

کہاں کی دوستی کس کے حسین دلدار ہوتے ہیں
ستم پیشہ جفا جو کب کسی کے یار ہوتے ہیں

غضب ہیں شوخیاں ان کی ستم ہر بار ہوتے ہیں
نگہ کے تیر چلتے ہیں ادا کے وار ہوتے ہیں

چمن میں آپ گل پھرے اڑائیں ساتھ اوروں کے
سنا ہے ساتھ ہر اک پھول کے سو خار ہوتے ہیں

سوال وصل پر ہنس کر چرائی آنکھ کیوں تم نے
یہ کیا اقرار کے پردے میں کچھ انکار ہوتے ہیں

جہاں میں آئے جب سے ہم وبال جان ہو گئے سب کو
پس مرگ ان بھی دوش اقربا پر بار ہوتے ہیں

کسی کی سرمگیں آنکھوں سے پھر آنکھیں لڑی ہیں
مسیحا لے خبر ہم صاحب آزار ہوتے ہیں

نگاہِ مست کے جلووں سے بیخود ہو نہیں سکتے
کہ پیاسے دیو جاناں کے بڑے میخار ہوتے ہیں

تیری نوک مژہ کی یاد میں اپنی جو کرتا ہوں
تو نالے خنجر بن کر جگر کے پار ہوتے ہیں

سوال وصل سُنکر گالیوں پر کیوں اُتر آئے
بھلا میں نے کہا کیا آپ کیوں بیزار ہوتے ہیں

بھلا ہو عشق تیرا کیا بڑی سرکار ہے تیری
کہ دل پر داغ کھا کھا کر یہاں زردار ہوتے ہیں

قیامت ہے وہ کہتے ہیں مرے لاشہ کو ٹھکرا کر
غضب کی نیند ہے دیکھو تو کیا بیدار ہوتے ہیں

جنوں کا ہو برا دل دیکھے بھی دم اُنکا بھرتا ہوں
سُنا تھا لوگ دیکھو کر کچھ نہ کچھ ہوشیار ہوتے ہیں

ابھی سب جھوٹ سچ کھل جائیگا مقتل میں آ قاتل
مرے اور مدعی کے عشق میں اظہار ہوتے ہیں

بہار نظم ہمدم کیوں سماں اپنا نہ دکھلائے
کہ گل بوٹے سراسر آپ کے اشعار ہوتے ہیں

قوالی

(آٹھ بجے شب کو)

ابھی سے کیوں پھری جاتی ہیں آنکھیں میرے قاتل کی
لبوں پر دم ہے کچھ دم جان کنی دیکھے تو بسمل کی

کچل کر پاؤں سے کیوں ہٰخدایا شامت کے مارے کو
ذرا انصاف سے کہنا خطا کیا تھی مرے دل کی

سوال وصل پر کیا کیا سنائیں گالیاں تم نے
خدا رکھے تمہیں کیا خوب کی توقیر سائل کی

میں وہ مجنوں ہوں لیلی چھپ کے جیکے دلمیں رہتی ہے
مری آنکھوں میں پھرتی ہے سدا تصویر محمل کی

زمانے بھر کی نظریں بچ کے نظروں میں رہا میری
سمائی دیکھ تو اے جان عالم آنکھ کے تل کی

پھسل جاتا ہے دل کوئی حسیں جب دیکھ لیتا ہوں
یہ چکنی مورتیں چینی کی یارب ہیں عجب گل کی

بہار آئی صدائے خندۂ گل سے یہ ظاہر ہے
مچی صحن چمن میں دھوم پھر سور عنادل کی

دکھا کر جلوہ بے پردہ کیا ظالم نے کام اپنا
حقیقت بیخودی میں ساری مجھ سے پوچھئے دل کی

چلے پھر مے کدہ ہمدم نہ آخر ہو سکی توبہ
گھٹا آتے ہی نیت بدلی ہے اس ہوشیار عاقل کی

دیگر

گلا نہ آسماں سے ہے اور نہ شکوہ اس ستمگر سے
کہاں کی توبہ کیسا عہد ساقی کون ہے تیرا
بھلا ہو ضبط کا دو نو طرف کی آبرو رکھ لی
بتاؤں حال کیا اپنا نہ مرتا ہوں نہ جیتا ہوں
کبھی وعدہ شکن نے پھر کیا ہے وصل کا وعدہ
پھر اسے انداز لے قاتل مجھے جینا نہ چھوڑینگے

(ضعف شب کو)

شکایت ہے اگر مجھکو تو اس پھوٹے مقدر سے
پلا دے دیکھ تو کیسی گھٹا اٹھی ہے اندر سے
کہ آنسو گرتے گرتے رہ گئے ہیں دیدۂ تر سے
پڑا ہوں کشمکش میں ہائے اپنے قلب مضطر سے
اکٹھے دل میں پھر ارمان ہے ہیں پھر نئے سر سے
ادائیں کام کرتی ہیں کبھی بڑھ چڑھ کے خنجر سے

بہت نازک ہیں ہاں دیکھو لے شوق دل آرائی
کہیں ایسا نہ ہو دب جائیں وہ پھولوں کے زیور سے

ازل کا رند ہوں حرمت ہے میری دونوں عالم میں
پلا جاتی ہیں حوریں مجھکو ساغر حوض کوثر سے

پریشاں بال دامن چاک گھبرائی ہوئی صورت
ہوا معلوم تم آئے ہو شاید غیر کے گھر سے

ٹھہر جا لے قضا آتا ہے وہ میری عبادت کو
دم آخر تو مل لینے دے مجھکو اس ستمگر سے

ذرا انصاف کر ساقی عطا ہوں جام غیروں کو
گدائے میکدہ ہو کر رہوں محروم ساغر سے

شرر کے مرنے جینے کا ٹھکانہ اب نہیں باقی
پھریں کیوں مارے مارے دربدر ہم اٹھکے اس گھر سے

غزل

اے چارہ گرو مجھہ کو نکل جانے دو گھر سے
مرجانے دو سر پھوڑ کے اس شوخ کے در سے

سوتا ہوں تو آتے ہیں نظر خواب پریشاں
جاتا نہیں اس زلف کا سودا مرے سر سے

کچھہ روشنی شمع کی حاجت نہیں مجھکو
روشن ہے مرا خانہ دل داغ جگر سے

ہیں خار مغیلاں مری پابوسی کو تیار
پھر جوش جنوں کھینچ کے لیجاتا ہی گھر سے

کعبہ پہ نہ کچھہ حصر نہ بت خانہ پہ موقوف
رستہ ہے ترے کوچہ کا سر راہ گذر سے

اک عمر سے سودائے جنوں دل میں بھرا ہے
سر کاٹ کے یہ بوجھ اتارو مرے سر سے

آتی نہیں فرقت بں میری موت بھی ہمدم
بیتاب ہوں بیخواب ہوں پھر درد جگر سے

غزل

زیر برقع ابروے خمدار رہنے دیجئے
میان ہی میں آپ بھی یہہ تلوار رہنے دیجئے

بس چلو خود ہو چکی انکار رہنے دیجئے
وصل کی ہے رات یہ تکرار رہنے دیجئے

بیوفا ہم باوفا اغیار رہنے دیجئے
سن چکے بس بہت کی لفاظ رہنے دیجئے

اوپری دل سے نکیجے تکرار رہنے دیجئے
دوستی کا ہو چکا اظہار رہنے دیجئے

ہاتھہ ایسا تو لگاؤ جس سے ہو مطلب حصول
تیغ ابرو کے یہ اوچھے وار رہنے دیجئے

قبر پر میری چڑھانے کے لئے کام آئیں گے
رات کے اترے ہوئے یہ ہار رہنے دیجئے

آب روریزی نہ کیجے اپنے سائل کی حضور | گالیوں کی بزم میں بوچھاڑ رہنے دیجئے

فتنۂ محشر ہے ہمدم ان سے محشر میں کہا
آج تو یہ شوخی رفتار رہنے دیجئے

غزل

یہ مقتل ہے الٰہی یا کہ جانبازوں کی محفل ہے | کسی کا سر ہتھیلی پر کسی کے ہاتھ میں دل ہے
تڑپنے لوٹنے کا لطف اس بسمل کو حاصل ہے | گلے پہ تیغ اور سینہ پہ جس کے پائے قاتل ہے
وہ میری بیقراری دیکھکر کس ناز سے بولے | نہ ٹھہرے جو کسی پہلو بھلا وہ کونسا دل ہے
رخ زیبا تو دیکھو تم ذرا آئینہ منگوا کے | ہمارے داغ دل کا عکس ہے عارض پہ یا تل ہے
غضب ہے کمسنی اس کی قیامت حسن کا عالم | جوانی میں وہ کیا ہوگا ابھی جو ماہ کامل ہے
ادا بانکی نئی سج دھج نظر نیچی غضب چتون | گلے سے وہ گل رعنا لگا لینے کے قابل ہے
تماشا ان کے جانبازوں کا دیکھے کوئی مقتل میں | کوئی بیمار ہے کچھ جان بلب ہے کوئی بسمل ہے

ٹھمری دادرا حقانی (وقت شام)

دو پھول جانی لے لو۔

تیرے تن پہ میں فدا ہوں۔ جلوہ مجھے دکھا دے۔

جور و جفا ستم سے رنج و غم و الم سے | یارب مجھے چھڑا دے جلوا مجھے دکھا دے

تیرے تن پہ میں فدا ہوں۔ جلوہ مجھے دکھا دے۔ دو پھول جانی لیلو۔

اک جام ساقی بھرکے متوالا مجھکو کر دے | میخواروں میں ملا دے متوالا مجھکو کر دے
گلشن میں اگر میں ہوتا گلچیں سے یوں ہی کہتا | اس گل کی بو سنگھا دے جلوہ مجھے دکھا دے

تیرے تن:۔ جلوہ:۔ دو پھول:۔

عشق علی ہے دل میں الفت ہے آپ گل میں | راہ نجف بتا دے جلوہ مجھے دکھا دے

تیرے تن:۔ جلوہ مجھے:۔ دو پھول:۔

ٹھمری دادرا

(وقت تنہائی)

سماو مئی رنگا دے گلابی رنگ ۔ ساری رنگائی تو ہے ہروا میں دونگی ۔
داری رنگو جوا ۔ بلہاری رنگو جوا ۔ ساری رنگا ۔

ٹھمری دادرا

بھر دے رنگ سے گگریا ہماری ۔ سیاں رنگ دے چندریا ہماری ۔ رے

تمہاری یاد میں ہر وقت ہم تو روتے ہیں
نہ چین دن کو ہے شب کو بھی ہم نہ سوتے ہیں
بجائے پانی کے منہ آنسوؤں سے دھوتے ہیں
تمہارے عشق میں ہم جان اپنی کھوتے ہیں
بھر دے رنگ سے ۔

نگاہ جب سے صنم آپ سے دوچار ہوئی
تمہاری ناوک مژگاں سے جان شکار ہوئی
اسی گھڑی سے میری روح بیقرار ہوئی
تو ایک برچھی ہمارے جگر کے پار ہوئی
بھر دے رنگ سے ۔

عوض میں گل کے ملا خار تیری الفت میں
تمہارے غم میں پھنسا ہوں عجب وحشت میں
محال اب ہوا جینا تمہاری فرقت میں
جو دیکھنا تھا مجھے آیا پڑا وہ حسرت میں
بھر دے رنگ سے ۔

ساون

(بوقت چھ بجے شام سمان بارش)

سیاں بگیا میں ڈالو جھولا رے ۔ آئی ساون کی بہار ۔ سیاں بگیا ۔
سب سکھی مل جل جھولا جھولیں رے ۔ دیکھو جوبنوا کی بہار ۔ سیاں بگیا ۔
دو سکھی جھولیں ۔ دو ہی جھلاویں ۔ مورا سیاں گاوے ملہار ۔ سیاں بگیا ۔

از گوہر جان ۔

چلو نا ہنوا رے سدہائی گجریا راما ۔ راما جھوم پگ دھرت ڈگریا ۔ بانکی دے نظریا ۔ رے
مورے بھائے توری نجریا ۔ توہے ماردں نجریا ۔

قوالی

لطف سے باغ جہاں میں صورت شبنم رہے
ایک ہی شب گر رہے لیکن گلوں میں ہم رہے

بلبلوں کو ذبح کر کے لے چلا باد صبا
سبزۂ گلشن پہ کچھ قطرے ہو کے جم رہے

وہ مرے دم توڑنے کی سیر گر دیکھا کریں
حشر تک زندہ رہوں اور نزع کا عالم رہے

ہم کو ایسے چاہنے والے ملیں گے پھر کہاں
یہ دعا مانگو حسینوں عاشقوں کا دم رہے

حکم شیریں تھا نہ ہاتھوں میں کوئی مہندی ملے
کوہ پر جب تک مرے فرہاد کا ماتم رہے

قوالی

(بوقت نو بجے شب)

میں ازل سے حسن جاناں کے خریداروں میں ہوں
اس کا مذہب ہوں اسی کے نازبرداروں میں ہوں

وہ دریدہ ہو کے باندھے اک پرانی طرز ہے
میں کسی زلف دوتا کے نازبرداروں میں ہوں

عشق کا جادو قیامت ہے جو نلچھٹ چل گیا
وہ مرے بیمار ہیں میں انکے بیماروں میں ہوں

کر رہے ہیں ظلم اور پھر یہ طرہ دیکھئے
پوچھتے ہیں مجھ سے کیا میں بھی ستمگاروں میں ہوں

دادرا

(بارہ بجے دن)

مزہ دیتے ہیں کیا یار تیرے بال گھنگروالے

نکلی میرے دل سے آہ۔ جاتا تھا وہ رشک ماہ۔

دیکھا دشمن کے ہمراہ دونوں ہاتھ گلے میں ڈالے

مزہ دیتے ہیں۔

پہلے مجھ سے تھی تقرار۔ اب تو کرتا ہے کیوں تکرار۔

اب تو تیری طرف سے یار میرے دل پہ پڑ گئے چھالے

مزہ دیتے ہیں۔

تیری بھونیں ہیں شمشیر تیری چتون ہے یا تیر
ہیں آنکھیں بہت پیر یا ہیں زہر بھرے دو پیالے

مزہ دیتے ہیں کیا یار تیرے بال گھنگھر والے۔

کوئی دم کا ہوں مہماں ہو اک نظر ادھر بھی جان

تیری آنکھوں کے قرباں او منہ پھیر کے جانے والے

مزہ دیتے ہیں کیا یار تیرے بال گھنگھر والے۔

دادرا جھنجھوٹی

(بوقت ۸ بجے شب)

جھوٹا وعدہ پیا موسے کر گیو رے۔

چمن میں جوش سے باد بہاری چلتی ہے

صراحی بھرتی ہے مے کی پیالی چلتی ہے

کلی چٹک کے ہر اک شاخ سے نکلتی ہے

ہر ایک غنچہ کے منہ سے یہی نکلتی ہے

آ گے گلشن میں کیا گل کتر گیو رے

کسی کے غم میں ہوں اب زندگی سے میں لاچار

یہ چین لینے نہیں دیتا چرخ کج رفتار

چمن بھی ہو تو اب آنکھوں میں ہے گذرتا تار

یہ اب کے دل میں سمایا ہے چارا و رناچار

میں بھی جاتی ہوں سیاں جو مر گیو رے

غزل

(بوقت نصف شب)

فنا کا جام اے ساقی میں پی پی لوں تو بھر پھر دے

بقا کی مے سے آنکھیں مثل نرگس مست کر کر دے

نرالا ہے تو اے مولا نرالی ہیں تیری شانیں

کسی کو خاک کی ڈھیری کسیکو سنگ مرمر کے

براق شاہ نے معراج میں کی دعا حق سے

عطا کر دہ قدم آوار چلنے میں جو فر فر دے

آگی روضہ خیر الورے میں جب کہ پا پہنچوں

یہ دور گردش گردوں نہ گردش مجھکو مر مر دے

کہا جبریل سے حق نے دم میلاد پیغمبر
میرے محبوب کی آمد کا تو پیغام گھر گھر دے

نرالی ہے عجب اس قادر قیوم کی قدرت
کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک در در کے

قوالی

فغاں ہیں آہ ہیں فریادیں نالوں میں ہیں شیون ہیں — بتاؤں درد دل طاقت اگر ہو سننے والوں میں
بغل میں دل نہیں معشوق ہے اور وہ بھی ہے بیتا — بھرے ہیں قہر کے انداز ہر ناز و دل کے پالے میں
قیامت کی خلش آفت کی کاوش قہر کی شور محشر — مرے دل میں تیری حسرت ہے یا کانٹا ہے چھالے میں
خبر سنکے مرے مرنے کی وہ بولے رقیبوں سے — خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والوں میں
تمہارا اٹھ کے جانا اور مریض غم کا مر جانا — مری جاں فرق ہوتا ہے سنبھلنے میں سنبھالے میں
یہ کیسا رنج ہے یارب ٹپکتی ہے خوشی جب سے — کہ نغمہ کی ہے کیفیت مرے دشمن کے نالے میں

ملے جب تو فرمایا انہیں کو داغ کہتے ہیں
تمہیں ہو واہ کامل میں تمہیں ہے ہولائیں

غزل بھیرویں دادرا

چلا ہے او دل راحت طلب کیا شادماں ہو کر
زمین کوئے جاناں رنج دیگی آسماں ہو کر

کیا قتل اس نے غیروں کو موئے ہم رشک کے مارے
اجل بھی دوستو آئی نصیب دشمناں ہو کر

اگر میں منہ بولوں ناتوانی کہتی ہے بس بس
صدائے جنبش لب دیگی بوسہ فغاں ہو کر

ادا سے جھک کے ملتے ہو نگاہ سے قتل کرتے ہو — ستم ایجاد ہو ناوک لگاتے ہو کماں ہو کر

کھماج قوالی (بوقت صبح)

جگ جاتی تماشائی اونا ری تیرے روپ کے واری سیّدنا
منموہن گردبر گرھاری تیرے روپ کے واری سیّدنا
وہ کون سی بیرن کھوٹ بنی جو تم سے ہم سے روٹ بھئی
کا ہے نہ دکھاوت جھب پیاری تیرے روپ کے واری سیّدنا
جانے وا پرنگ گھنسی کی دین دولت آس مراد ملے
سکھ پاوے تو سے نرناری تیرے روپ کے واری سیّدنا
مکھ چادر اوڑھ رجھائے گیو سپنے ہیں درس دکھائے گیو
وہ احمد بن کر آئے گیو تیرے روپ کے واری سیّدنا
وہ صورت پنٹ بہاروپی ہر روپ دکھاوت بہروپی
واکے نینا انوکھے جھب نیاری تیرے روپ کے واری سیّدنا

غزل بھیروں

جسے دیکھو ہے متوالا علاؤالدین صابر کا
کیا رتبہ ہے جب اعلیٰ علاؤالدین صابر کا
علاؤالدین نظام الدین معین الدین قطب الدین
فرید الدین بابا تھا علاؤالدین صابر کا
ہوئے وحدت کے مت والے شراب صابری پی کر
کھلا ہے یہاں تو میخانہ علاؤالدین صابر کا
تصدق اپنے مرشد کے کہ جس نے ہم کو دکھلایا
جمال جلوۂ عقبیٰ علاؤالدین صابر کا

بہت پوہنچے ہیں خدمت میں علاؤالدین صابر کے
مشرؔ بھی دیکھو ہے روضہ علاؤالدین صابر کے

(اسیر حرص)

چھوٹ جائیں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
خاک ایسی زندگی ہیں تم کہیں اور ہم کہیں
شکل راحت نہیں زمانے ہیں
جان جاتی ہے دل لگانے ہیں

کیا تیرا کام بن گیا اے یاس
میری اُمید کے مٹانے میں

معلوم جو ہوتا مجھے انجام محبت
لیتی نہ کبھی بھول کے میں نام محبت

سو بلائیں ہیں ایک دم کیلئے
زندگی کیا ہے ایک دم کے لئے

غزل

وصل کے عیش میں سب ہجر کے غم بھول گئے
یاد رکھنا تھا جسے وہ بھی ہم بھول گئے

وعدۂ وصل قیامت میں بھی ہوگا کیونکر
واں بھی کہہ دینگے کہ تیرے سر کی قسم بھول گئے

لکھنے بیٹھے جو انہیں حال پریشاں اپنا
حرف مطلب کو اٹھاتے ہی قلم بھول گئے

میری قسمت سے پڑی کچھ غلطی روز حساب
کہنا تھا جو کہ جسے وہ ہم بھول گئے

سہرا قوالی

(بارہ بجے شب)

مالن بنا کے لائی کیا لاجواب سہرا
سہروں میں ہے جہاں کے یہ انتخاب سہرا

موتی چمک رہے ہیں کلیاں مہک رہی ہیں
دولت لٹا رہا ہے کیا بے حساب سہرا

نوشہ بنا سلامت سہرا خدا کی رحمت
لڑیاں ہیں تار بارش یا ہے سحاب سہرا

دیگر

مجھ بلانوش کو تلچھٹ بھی ہے ساقی کافی
بھر دو چلو میں ہے شیشے میں جو ساقی باقی

مجھ کو پلوا کے کلیجہ میرا ٹھنڈا کر دے
آب انگور نے ہے آگ لگا دی ساقی

مست کیا جانے کدھر دیر ہے کعبہ ہے کہاں
عمر ساری تیری بھٹی میں گذاری ساقی

تیری آنکھوں کی جو رنگت ہے گلابی ساقی
کتنے شیشے ہیں کئے بند شرابی ساقی

جام تم اوروں کو دے مجھکو پیالی ساقی
خود بہکنے لگا مانند شرابی ساقی

کوئی آفت تیرے میخانے پہ آنے کی ہے
سب غٹاگو ہیں یہ جتنے ہیں شرابی ساقی

ہوتا معلوم شرر کو جو کوئی آفت آوے
ابھی ٹلجائیگی آفت جو پلادے ساقی

قوالی

(وقت شب)

کبھی اٹھکھیلیاں اور کبھی خنجر بھی چلتا ہے
تمہارا دل بہلتا ہے ہمارا دم نکلتا ہے

کبھی سر میں کبھی جسم و جگر میں اور کبھی دل میں
تمہارا درد اٹھ کر ان مکانوں میں ٹہلتا ہے

شب فرقت میں جلتا ہے تڑپتا ہے اچھلتا ہے
دل بے تاب بھی کیا کیا نئے پہلو بدلتا ہے

نہیں معلوم کچھ سوز دروں پر اتنا واقف ہوں
کلیجے میں کوئی بیٹھا ہوا دل کو مسلتا ہے

تلک کامود دادرا - (وقت شام)

کنٹھ عقد نہ ٹوٹے قرار دیکھو ہو بالماں

شب وصال نہ غفلت میں ٹالئے صاحب
جو کچھ ہوں آپ کے ارماں نکالئے صاحب

[illegible]ی ہے مٹے ذرا دل کو سنبھالئے صاحب
بہک سکے ہاتھ نہ گردن میں ڈالئے صاحب

کہیں ٹوٹے نہ گلے کا ہار دیکھو ہو بالماں

غزل

از عشقم مسلمانی مرا در کار نیست
ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست

از بالین من برخیز ای نادان طبیب
دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

[illegible] باش اے دل کہ فردا بر سر بازار عشق
وعدہ قتل است و گرچہ مژدہ دیدار نیست

[illegible]ن می گوید کہ خسرو بت پرستی می کند
آرے آرے می کنم با خلق و عالم کار نیست

قوالی

[illegible] آنکھیں یار میں تیرا ہی مکھ دیکھا کروں
تر رہے جب تک زبان منہ میں ترا چرچا کروں

[illegible]ہی میری تمنا ہے یہی میری دعا
سامنے بیٹھا رہے تو اور میں دیکھا کروں

کوئے یار میں آیا ہے کچھ ایسا مزا
آپ کو کہہ دوں اسکو عمر بھر دیکھا کروں

[illegible] شادی نہی ہوئی ہوگا یہ گریہ مرا
جی میں آتا ہے یہی اب رات بھر رویا کروں

آخر ہو گئی چلتا نہیں دل کا پتہ
کب تک اس کھوئے ہوئے کو یا خدا ڈھونڈا کروں

ہے مری تشبیہ اک بے ٹھیک حرف ربط سی
آپ مہمل ہوں مگر اوروں کو بامعنی کروں

(دادرا بھیرویں)

پیا پاپی نہ جاگے جگائے ہاری

تلے ہے گنگا اوپر بسے کاشی - کہیں بولے چڑیا برج باسی - پیا پاپی نہ جاگے جگائے ہاری
اورن سنگ پیا گت ہیں - ہم سے نہ بولے بلائے ہاری - پیا پاپی نہ جاگے جگائے ہاری

دیگر

ذرا کہدو سنولیا سے آیا کرے | - آیا کرے مت جایا کرے

چمن میں جب کہ وہ شوخ بے نقاب آیا
یقین ہوگیا شبنم کو آفتاب آیا - ذرا -

دن نہیں چین رات نہیں نندیا | سپنے میں درس دکھایا کرے
ذرا کہدو سنولیا -

اندر سبھا امانت مداری لال (گلفام)

گھر سے یہاں کون خدا کے لئے لایا مجھکو
حق نے کیا خواب پریشان دکھایا مجھکو
بس میں ظالم کے مجھے چھوڑ دیا ہائے غضب
حیف صد حیف کسی نے نہ خبر لی میری
نیند سے آنکھ کسی کی نہ کھلی لوٹھے پر
تا دم مرگ سے امید رہائی کی نہیں

(صبح چار بجے)

کس ستمگار نے سوتے سے جگایا مجھکو
نظر آتا نہیں اپنا نہ پرایا مجھکو
ڈھونڈنے کوئی پرستاں میں نہ آیا مجھکو
کیا عزیزوں نے مجھے دل سے بھلایا مجھکو
اٹھ کے موذی کے چنگل سے چھڑایا مجھکو
کس بلا میں میرے مولا نے پھنسایا مجھکو

کوئی وہاں جانے کی تدبیر بتادے آ کے
ہے کیا گردش قسمت نے ستایا مجھکو

دیگر

طالب وصل نہ ہو آپ کو برباد نہ کر — حوصلہ حد سے زیادہ دلِ ناشاد نہ کر

آکے تربت پہ مری غیر کو تو یاد نہ کر — خاک ہونے پہ تو مٹی میری برباد نہ کر

ہو کے بیباک رقیبوں سے نہ ہنس اُو ظالم — خرمن ہستی عشاق کو برباد نہ کر ،،

دو ہی آہوں میں نہ خوں ہو کے کلیجہ بہ جائے — دیکھ بلبل میرے نالوں کی روش یاد نہ کر

آ ابھی دل کھول کے میں تجھکو گلے لپٹا لوں — ناز بیجا بس اب خنجر جلاد نہ کر ،،

بھول جا یاد بتوں کی تو خدا را اکبر
کعبۂ دل ہے یہ اسکو صنم آباد نہ کر

قوالی

(شام چار بجے)

دل و جاں سے میں فدا ہوں چاہے بولو یا نہ بولو

تیرے عشق نے ستایا تیرے کوچہ پھیرا پایا — بدنام ہو چکا ہوں چاہے بولو یا نہ بولو
تیرے عشق کی کٹاری لگی دل پہ مورے کاری — زخمی تو ہو چکا ہوں چاہے بولو یا نہ بولو
میرے گلے کا گجرا تیرے گلے میں آیا ،، ،، — گلے ہار ہو چکا ہوں چاہے بولو یا نہ بولو

دل و جاں سے —

دیگر

ایک دم ہمدم میرے پہلو سے کیا جاتا رہا — سب تڑپنے تلملانے کا مزا جاتا رہا
سب کرشمے تھے جوانی کے جوانی کیا ہوئی — وہ امنگیں مٹ گئیں وہ ولولہ جاتا رہا
جب تلک تمنی کشیدہ دل تہا شکووں سے بھرا — تم گلے سے مل گئے سارا گلا جاتا رہا
ایک دل اک جگر لایا تہا دو لو ہارے گئے — جوش وہ جاتا رہا ،، وہ غلغلہ جاتا رہا

آگلی حال تباہی ہو چکا وصلِ صنم
وہ امنگیں مٹ گئیں وہ اثر بھی جاتا رہا

قوالی

کبھی پردہ تو رخ سے اٹھا دو ذرا یا حبیب خدا یا حبیب خدا
مجھے اپنا جمال دکھا دو ذرا یا حبیب خدا یا حبیب خدا

ہوئی پہلے تمہاری ہی جلوہ گری پیچھے ارض و سما ہوئے اور سبھی
اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ تھا یا حبیب خدا یا حبیب خدا

مجھے رنج و فراق نے گھیر لیا تپ ہجر ستاتی ہے صبح و مسا
میرے مرض کی کیجئے جلدی دوا یا حبیب خدا یا حبیب خدا

تمہیں شاہوں کا شاہ خدا نے کیا ہمیں آپ کے در کا بنایا گدا
نہیں فرق ہے اسمیں ذرا بخدا یا حبیب خدا یا حبیب خدا

مجھے جب سے تمہارا ہے عشق ہوا میرے دل کو قرار ذرا نہ ہوا
مجھے لطف و کرم سے دو درس دکھا یا حبیب خدا یا حبیب خدا

ذرا اپنے شمیم کو بہر خدا غم رنج و عذاب سے لینا بچا
تیرے صدقے میں جاؤں بروز جزا یا حبیب خدا یا حبیب خدا

غزل

کافر ہے جو سجدہ کرے بتخانہ سمجھکر
سر رکھ دیا ہم نے در جانانہ سمجھکر

ہم روز سے سر بزم جلا کرتے ہیں ساقی
پرواہ نہیں کرتا کوئی پروانہ سمجھکر

آئی ہو شب وصل تو حال اپنا سناؤں
نیند آنے لگے جو انہیں افسانہ سمجھکر

اچھا ہے نہ آئیں وہ میرے خانہ دل میں
ارمان بھی نکل جائیں گے ویرانہ سمجھکر

دل چاہے معمور یقصوریں بتوں کے
وہ آپ چلے آئیں گے بتخانہ سمجھکر

واعظ نے جو میخواروں کو دیکھا لب کوثر
کمبخت نے پیمانہ واں میخانہ سمجھکر

کعبہ کو سمجھ کر نہ تو بتخانہ سمجھکر
کر لیتے ہیں سجدہ در جانانہ سمجھکر

قوالی

(چار بجے شام)

کوئی جاکر رسول پاک سے میری خبر کر دے
غم فرقت نہیں اٹھتا ہے پتھر کا جگر کر دے

میں جھاڑوں اپنی آنکھوں سے خدایا خاک گلیوں کی
مدینے میں الٰہی تو اگر میرا گذر کر دے

میں راضی ہوں خدا جنت میں بھیجے یا کہ دوزخ میں
اسی کی مہربانی ہے جدھر چاہے اُدھر کر دے

شہنشاہ مدینہ ہی ابھی ہمکو طلب کر لے
ہماری آہ میں خالق اگر پیدا اثر کر دے

غزل

شکوہ کرتے ہیں زباں سے نہ گلا کرتے ہیں
تم سلامت رہو ہم تو یہ دعا کرتے ہیں،

تم مجھے ہاتھ اٹھا کر یہ زباں سے کہہ دو
دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ دعا کرتے ہیں

ان حسینوں کے ہیں دنیا میں نرالے انداز
شوخیاں بزم میں خلوت میں حیا کرتے ہیں

دیگر

وہ صبر دے الٰہی جسمیں خلل نہ آئے
چکر پہ کھاؤں چکر ابرو پہ بل نہ آئے

فرقت میں کیسے نالے سینہ پہ ہاتھ رکھ کر
پہلو میں دل تڑپ کر باہر نکل نہ آئے

کل سے کیا ہے بیکل تیرے وعدے نے قمر کو
ہے آج پھر وہی کل بھی کل سے کل نہ آئے

مطلوب چشم وہ ہے فریاد کر نہ آئے
راحت میں اس پری کے چاہے خلل نہ آئے

میں وہ قلب ہوں مضطر جسے کل نہ آئے
وہ نہال بے ثمر ہوں جو پھلوں تو پھل نہ آئے

وہ مذاق عشق کیا ہے جو کہ ایک ہی طرف ہو
مری جاں مزا تو جب ہے کہ تجھے بھی کل نہ آئے

مجھے جوشش جنوں میں ہی خیال ہے تو یہ ہے
میرا حال زار سن کر کہیں وہ نکل نہ آئے

قوالی

(نو بجے شب)

یار کی گلیوں میں کیوں کر یار جانا چھوڑ دے
کس طرح بلبل چمن سے آشیانہ چھوڑ دے

یہ نہیں اچھی نہیں جان دل پہ بجلی گر پڑے
نیچی نظروں سے میری جاں مسکرانا چھوڑ دے

ترک کر غیروں سے بازی یہ چلن اچھا نہیں
واں کا جانا چھوڑ دے اُنکو بلانا چھوڑ دے

دیکھ کر آزردہ خاطر مجھکو بولا وہ صنم
یا الٰہی وہ نہ چھوٹے اُسکا چھٹنا ہے غضب

جو بُرا مانے میری محفل میں آنا چھوڑ دے
یوں میں راضی ہُوں مجھے چاہے زمانہ چھوڑ دے

حشر میں پیش خدا تو جا کے کیا دیگا جواب
دیکھو طاہر ان بتوں سے دل لگانا چھوڑ دے

قوالی

(دن کے تین بجے)

جو ملجاوے تو پوچھوں فتنۂ روز قیامت سے
لٹے جاتے ہیں آسیں و امیدیں اور تمنائیں
پس مرگ ان کو پہلو میں نہ رکھوں گا نہ رکھونگا
انہیں جب غصہ آتا ہے تو اک عالم نکلتا ہے

رہا کیوں کر کسی کے آنکھ کے گوشے میں راحت سے
مگر دل رو رہا ہے اور وداع کرتا ہے حسرت سے
دل بیتاب کا مدفن الگ ہو میری تربت سے
بڑے معشوق بنتے ہیں گزر کر آدمیت سے

دیگر

وہ کیسے چین دل پائے کہ جس میں تیری الفت ہو
جُدا گل سے رہے بلبل بھلا پھر کیسے راحت ہو

چڑھا کر خنجر ابرو وہ فرماتے ہیں ہنس ہنس کر
ادھر آئے مرے آگے جسے شوق شہادت ہو

تیرے ہوتے ہوئے میں غیر کو چاہوں یہ ممکن ہے
وہ کافر ہو سوا تیرے کسی کی جسکو الفت ہو

ہمارے سر کے اور چشم و جگر کے اور مرے دل کے
مرے جان ان مکانوں کی تمہیں واللہ زینت ہو

تمہیں کیا جسطرح گزرے گی عمر بے وفا گذرے
خوشی ہو رنج و غم و درد و الم ہو یا مصیبت ہو

کرو تم شاد غیروں کو ہمیں ناشاد رہنے دو
انہیں پر مہربانی ہو انہیں پر بھی عنایت ہو

پکے پھوڑے کی طرح رات دن دل پہ پکا رہتا
خداوندا نہ دشمن کی بھی میری ایسی قسمت ہو

رقیب روسیہ دشمن تھا وہ بھی ہو گئے دشمن
رفاقت کس طرح پوری تمہارے دل کی حسرت ہو

قوالی

اسیر پنجۂ عہد شباب کر کے مجھے
کہاں گیا بچپن خراب کر کے مجھے

وہ پاس آنے نہ پائے کہ آئی موت کی نیند
نصیب سو گیا مصروف خواب کر کے مجھے

کسی سے درد محبت نے عمر بھر کے لئے
خدا سے مانگ لیا انتخاب کر کے مجھے

گناہ میرے زیادہ ہیں یا تیری رحمت
کریم جلد بتا دے حساب کر کے مجھے

کسی کو حسن سے تجھ صورت آفریں سے گلہ
غضب میں ڈالدیا لاجواب کر کے مجھے

میں ان کے پردہ بیجا سے مر گیا مضطر
انہوں نے مار ہی ڈالا حجاب کر کے مجھے

قوالی

(۶ بجے شام)

گفتگو ہو کر بت بے پیر آدھی رہ گئی
وصل کی آدھی ہوئی تدبیر آدھی رہ گئی

اسقدر قاتل نے پھیرا جلد خنجر حلق پر
آدھی نکلی منہ سے یاں تکبیر آدھی رہ گئی

ہو چکے تھے کل تو ساماں سب ہمارے قتل کے
میاں سے کھینچکر مگر شمشیر آدھی رہ گئی

آدھے رستے سے وہ آکر پھر گئے کل رات کو
آہ کی آدھی ہوئی تاثیر آدھی رہ گئی

ایک دن اسنے رخ روشن سے الٹی تھی نقاب
جب سے مہرماہ کی تنویر آدھی رہ گئی

کھینچا مانی نے جو نقشہ تجھ نحیف و زار کا
بن کے کاغذ پر میری تصویر آدھی رہ گئی

تا کمر دریا میں اترا جس گھڑی وہ بحر حسن
کوہ کو بھی کاٹ کر توقیر آدھی رہ گئی

آدھے دھڑ کا دم نکلتا تھا کہ آیا خط یار
پڑھتے پڑھتے مر گئے تحریر آدھی رہ گئی

ضعف نے لاغر بنایا اس لئے لاچار ہوں
دیکھ لو تم اسے صنم تصویر آدھی رہ گئی

یاد فرمایا شرد کو آپ نے مطلق نہیں
اس لئے آدھی ہوئی تدبیر آدھی رہ گئی

قوالی

صنم کا نور دیکھا ہے خدا کے نور کے بدلے
ہوا ہے داغ دل روشن چراغ طور کے بدلے

جو دیکھیں گے ترے حسن جہاں آرا کو محشر میں
خدا سے لوگ مانگیں گے تجھی کو حور کے بدلے

انا الحق کے عوض لب پہ انا المحبوب جاری ہو
چڑھا ئیں دار پر مجھکو اگر منصور کے بدلے

خدایا عشق بت میں اسقدر سختی اٹھائی ہے
کہ پہلو میں ہے اک پتھر دل رنجور کے بدلے

پس مردن اگر یارو میسر ہو تو رکھ دینا
کفن میں خاک کوچۂ دلربا کافور کے بدلے

دادرا قوالی

تیری چال سے اب نہیں شکوۂ غم ترا چرخ کہن وہ چلن نہ رہا
کروں شکر خدا ہوا وصل صنم مجھے ہجر میں رنج و محن نہ رہا

یہ آتی صدائیں ہیں بن سے سدا یہی کہتا ہے قیس کہ ماہ لقا
تجھے جب سے شکار کا شوق ہوا میرے لاشہ پہ کوئی ہرن نہ رہا

میرے لاشہ پہ آیا وہ رشک قمر مجھے موت بن زندگی آئی نظر
ہوا آنے سے اسکے یہ مجھپہ اثر کہ خوشی سے بدن پہ کفن نہ رہا

ترے ہونٹوں کا کیجئے کس سے بیاں نہیں دیتی ہے یاری اپنی زباں
ترے ہونٹوں کے آگے ماہ لقا کہیں رتبۂ لال یمن نہ رہا

قوالی

(۵ بجے شام)

نگاہ یار ہم سے آج بے تقصیر پھرتی ہے
کسی کا کچھ نہیں چلتا ہے جب تقدیر پھرتی ہے

تیری تلوار کا منہ ہم سے پھر جائے تو پھر جائے
ہماری آنکھ کب قاتل تہ شمشیر پھرتی ہے

میں اُسی لیلےٰ کا دیوانہ ہوں اے مجنوں جو صحرا میں
بغل میں اپنے بنوں کی لئے تصویر پھرتی ہے

مقام عشق میں شاہ و گدا کا ایک رتبہ ہے
زلیخا ہر گلی کوچہ میں بے توقیر پھرتی ہے

کبھی تو کھینچ لائیگی انہیں کوئے عزیزاں تک
کدورت سے ہماری خاک بادامن گیر پھرتی ہے

ترا دیوانہ جب سے اُٹھ گیا صحرائے وحشت سے
بگولہ کی طرح سے ڈھونڈتی زنجیر پھرتی ہے

دیگر

رہے گا نام کہاں یادگار بھی تو نہیں
ترے مٹائے ہوؤں کا مزار بھی تو نہیں

نگاہ مست نے کیسا کی اثر یہ دکھلایا
چڑھی ہے ان کو میری کیوں خمار بھی تو نہیں

وہ اپنے جور جفا سے نہ باز آئینگے
ہمیں یہ ظلم و ستم ناگوار بھی تو نہیں

یقین خاک ہو مجھکو تمہارے پیماں کا
کہ جھوٹے وعدوں سے اب اعتبار بھی تو نہیں

ابھی تھا وصل کا وعدہ ابھی مکر بیٹھے
ہیں صدقے آپ کے پاس و قرار بھی تو نہیں

عدم کی راہ کٹھن اور پھر اندھیری رات ہے
غضب ہے ساتھ کوئی غمگسار بھی تو نہیں

الٰہی خیر جھجکتی ہے اُنکو کیوں میری
بظاہر آپ کوئی پردہ دار بھی تو نہیں

جنوں کی دست درازی گئی نہ بعد بھی موت
کفن میں نام کو اب ایک تار بھی تو نہیں

لحد میں دم نہ گھٹے کیوں یہ اور ہے اندھیر
مری بغل میں دل داغدار بھی تو نہیں

کرم جو غیروں پہ کرتے ہو کیوں نہ رشک آئے
نگاہ لطف کا میں شرمسار بھی تو نہیں

وہ بخشدینگے یہ مانا کریم ہیں لیکن
مرے گناہوں کا ہمدم شمار بھی تو نہیں

قوالی

او مرے دل کی بھڑکتی کو بجھانے والے
اپنے جانباز کو ہنس ہنس کے رلانے والے

ناصحا خیر ہے میں اور کروں الفت ترک
بس چلے جاؤ بڑے آئے سکھانے والے

دیکھنا تم بھی کہ اک روز یہ پچھتائینگے
جھوٹ سچ آپ سے جا جا کے لگانے والے

دل میرا کیا کیا دزدیدہ نظر نے لیکر
تو بتا دے نہ تجھے او تیر لگانے والے

ناز پروردہ مرا دل وہ مچل کر بولے
یہ سزا دل کی ہے او دل کے لگانے والے

مشکل آساں ہو میری اور تیرے امید برآئے
ہاتھ ایک اور بھی تلوار لگانے والے

چین کیا پائے گا ہمدم میرا تڑپا کے جگر
شاد رہتے ہیں کہیں جی کے جلانے والے

نزع کے وقت میں آیا نہ وہ تو میں نے کہا
تو بھی ٹھنڈا نہ رہے دل کے جلانے والے

مر گئے ہم تو شہید اور عدو ہے اب تجھے
ہم سے اچھے رہے صدقہ میں اترنے والے

نعتیہ قوالی

۹ بجے صبح

شیدا نہ کسی کا نہ مطلب ہے کسی سے
معمور ہے دل حُبِّ رسول عربی سے

میں گلشن جنت کی کروں کس لئے خواہش
کیا بڑھ کے رتبہ ہیں مدینے کی گلی سے

ہنگام سحر ہو گئے ایک دم میں فنا سب
گلزار میں کیا ملگیا پھولوں کو ہنسی سے

آرام دو روزہ پہ جو مغرور ہوئے تھے
محروم رہیگا وہ میری سرور ابدی سے

عاشق سے تیرے اب تو عدو ہند میں شاہا
پیش آتے ہیں افسوس بڑی بے ادبی سے

کیا جانے کوئی کاوش آزار محبت
اس درد کی لذت کوئی پوچھے مرے جی سے

طالب ہے بہت آپ کے دیدار کا شیدا
اب باد صبا کہنا رسول عربی سے

غزل جناب سید عبدالرحیم صاحب اخگر لکھنوی مؤلفہ ایم آر شرر

ہو خدا کی یاد بھی اور ذکر جانانہ بھی ہو
کعبۂ دل ہو ہمارا اور بتخانہ بھی ہو

التجا یا ساقیٔ کوثر یہ ہے محشر کے دن
ساتھ مستوں کے لب کوثر یہ مستانہ بھی ہو

کھینچ لے مجھ دور افتادہ کو سلطان نبی
شمع ہو جس جا وہاں ممکن ہے پروانہ بھی ہو

جھومتے ہوں یا محمد جو کہے محشر کے دن
یا الٰہی ہی انہی سب میں یہ دیوانہ بھی ہو

کر کے سیر چمن اے گل ادھر بھی اک نظر
رشک جنت ہاں ہمارے دل کا کاشانہ بھی ہو

دیگر خمسہ معہ غزل

آنکھیں زلفوں پہ رہیں دل روئے تاباں کیطرف
عشق بت میں پھر رہا ہے دھیان یزداں کیطرف
رہ کے ظلمت میں ہے ہم نور سبحاں کیطرف
کفر سے پھر ہم رہے قسمت سے ایماں کیطرف
شکر ہے کعبہ بھی نکلا کوئے جاناں کی طرف

پاس قاتل ہو تو کیوں انصاف کی خواہش کرو
صاف مجھ سے پوچھتے ہو تو تم اے آخگر سنو
ہو چکا جو کچھ کہ ہونا تھا چلو بھی چپ رہو
حق تو یہ ہے کہ میرا انصاف میرے ہاتھ ہو
میں بھی ہو جاؤں اُسی مہ روئے جاناں کی طرف

کون کہتا ہے نہیں مہر و کرم میں کشمکش
کب گئی ہے یاد حق و عشق صنم میں کشمکش
کب ملی فرصت چھُٹی کیا عیش و غم میں کشمکش
بعد مردن بھی رہی دیر و حرم میں کشمکش
منہ سوئے کعبہ رہا دل کوئے جاناں کیطرف

قوالی

(چار بجے صبح)

پوچھتے ہو حال کیا مجھ عاشق دلگیر کا
میں بھی کشتہ ہوں تمہارے اک ادا کے تیر کا

درد دل وہ جانتا ہے جو پھرا ہو کوہ بکوہ
قیس سے پوچھو کرشمہ عشق کی تاثیر کا

جانے مجبوری پتنگے پاس سے دیکھا کئے
شمع کے سر پر ستم ہوتا رہا گلگیر کا

قبر میں کیا پوچھتے ہو اے فرشتو بار بار
کیا پڑھا جاتا نہیں لکھا میری تقدیر کا

بیچے جوش جنوں میں اپنے بیگانے ہوئے
انکو دکھلانے لگا حلقہ میری زنجیر کا

اضطراب دل میری قسمت میں جب لکھنے لگا
کانپ اٹھا ہاتھ فوراً کاتب تقدیر کا

جا سے کیا کیا حسرتیں روتی تھیں دل کے گلے
جسگھڑی اٹھا ہے لاشہ عاشق دلگیر کا

دیگر

کوئی راحت کا پہلو جب نہ نکلا بیقراروں میں
کئی بہونچے بہو سے صحرا کئے پہنچے فراروں میں

نہ پہنچا خونِ بلبل گر چمن کی راہ گزاروں میں
کہاں سے آئیں یہ نیرنگیاں پھولوں کی ہاروں میں
پلا وہ جام اے ساقی عرفاں کا ان مخمور نسے
پڑھوں صلّی علیٰ میں مست ہو کر بادہ خواروں میں
تمہارے چہرۂ زیبا پہ یوں ابرق کے ذرّے ہیں
فلک پر جسطرح ہوتا ہے روشن ماہ تاروں میں
سرِ گورِ غریباں بال بکھرائے وہ بیٹھے ہیں
عدم کے رہنے والے سب پریشاں ہیں مزاروں میں
ادائیں دیکھنے آئے ہیں وہ پھولوں کے کھلنے کی
خراماں صورتِ بادِ سحر ہیں سبزہ زاروں میں
ہیں ان کی جنس ابرو پہ کیوں صدقے نہ ہو جاؤں
پتنگے شمع پر قربان ہوتے ہیں اشاروں میں
مدینہ دیکھئے شاہِ عرب کس دن بلاتے ہیں
ہمیں تو ایک مدت ہو گئی امیدواروں میں

نگاہِ لطف اگر یونہی رہی شمسؔ ہمیں عشرت ہیں
شہر کی جتنی غزلیں ہیں پڑھی جائینگی یاروں میں

دیگر

کچھ تو ہیں زلفوں میں کچھ قبضہ میں ہیں زنجیر کے
ہو گئے حصّے مری بگڑی ہوئی تقدیر کے
ہم نے جب کھینچی تصوّر میں تیرے رخ کی شبیہ
آنکھ کے پردے بنے پردے تیری تصویر کے
بے حجابی میں ابھی باقی ہے اتنا اور حجاب
سامنے آئے ہیں لیکن پردے ہیں تقدیر کے
ہم نے بخشش کے بھروسے پر کئے لاکھوں گناہ
رحمتِ حق نے بڑھائے حوصلے تقصیر کے
مر گیا تب بھی تمہاری منتیں پوری ہوئیں
آ کے اب حلقے اتارو پاؤں سے زنجیر کے

شمسؔ تم نے منع کرنے پر بھی دل کو دیدیا
آ گئے آخر قفس میں اُس بُتِ بے پیر کے

(لکھنوی) جناب محمد مرزا صاحب (قوی) مخمس (ہر وقت گانے کی چیز)

مئے کا خوگر کر دیا ساغر کا شیدا کر دیا
بندۂ پیرِ مغاں مدہوشِ صہبا کر دیا
جلوۂ رخ سے دلِ مردہ کو زندہ کر دیا
جانے کیا ساقی کی آنکھوں نے اشارا کر دیا
نذرِ ساغر ہم نے اپنا زہد و تقویٰ کر دیا

کچھ عجب نیرنگیاں ہیں عشق کی سرکار کی
ہاتھ میں تسبیح دل میں یاد تھی زنار کی

ایک ہی حالت ہے اسجا کافر و دیندار کی
کعبے والوں سے پوچھی میں نے منزل یار کی

بتکدہ کی سمت چپکے سے اشارہ کر دیا

ہے بہار باغ عالم رنگ بسمل کیطرح
پھول مرجھایا ہوا ہے اک مرے دل کیطرح

خندہ زن گل باغ میں ہیں روئے تاباں کیطرح
میکدہ میں گل تو تھا میں خشک ساحل کیطرح

آج ساقی نے مجھے قطرہ سے دریا کر دیا

دیگر

بڑھگئے جب گیسو کسی کے تا کمر آنے لگے
اے قوی مجھکو خیال آ آ کے تڑپانے لگے

چاہنے والوں کے دل پر سانپ لہرانے لگے
دل کو آزار محبت کے مزے آنے لگے

اُس کے میں قرباں کہ جس نے دردپیدا کر دیا

کر لی تائید شرع کیوں جابر غیور نے
لکھ دیا تھا لوح پر جب حاکم غفور نے

حکم ناحق حق کیا کیوں شرع کے دستور نے
کام سولی کا کیا تھا کونسا منصور نے

کیا ہوا گر اپ ہرجائی کو رسوا کر دیا

دیگر

بے تکلف تھے انہیں طرز حجاب آیا نہ تھا
دن گذرتے تھے مزے سے اور رات آرام سے
کمسنی دیکھو تو وہ کہتے ہیں میری لاش پر
دیدنی تھا بوستاں میں بلبلوں کا شوق دل
چاک دامن آتا ہے قاصد نئی یہ بات ہے
کیا بتائیں ہم ضعیفی میں اسیری کے مزے
ہو گیا احسان کی تخیل سے سرشار ہیں

تھا بہت اچھا زمانہ جب شباب آیا نہ تھا
تجھپے جب تک اے دل خانہ خراب آیا نہ تھا
سونے والے یوں کبھی تجھ کو تو خواب آیا نہ تھا
جب ہی کلیاں تھیں پھولوں پر شباب آیا نہ تھا
خیر ہو یوں تو کبھی خط کا جواب آیا نہ تھا
ایک قیامت آئی تھی عہد شباب آیا نہ تھا
گر زباں پر پھر مرے نام شباب آیا نہ تھا

محفل اغیار میں وہ بے نقاب آیا نہ تھا | تھا اثر درد اچھا زمانہ جب شباب آیا نہ تھا

نعتیہ کلام - (بوقت صبح)

طفیل سرور عالم ہوا سارا جہاں پیدا | زمین و آسماں پیدا مکیں پیدا مکاں پیدا
نہ ہوتا گر فروغ نور پاک رحمت عالم | نہ ہوتی خلقت آدم نہ گلزار جناں پیدا
شہ لولاک کے باعث حبیب پاک کے باعث | جناب حق تعالے نے کیئے کون و مکاں پیدا
ظہور ذات اکرم ہے فیوض خیر مقدم سے | نسیم بوستاں پیدا بہار گلستاں پیدا
رسول اللہ کے خاطر کیئے جن و بشر پیدا | بنایا ماہ و انجم کو کیئے ہیں بحر و بر پیدا
جمال حسن ہیں رعنا کمال خلق میں یکتا | کوئی پیدا ہوا ایسا نہ ہو ویگا یہاں پیدا

انہیں کے واسطے آدم انہیں کے واسطے حوا
انہیں کے واسطے کافی کیئے سب انس و جاں پیدا

دیگر

مانا کہ انبیا میں ہر ایک انتخاب تھا | محبوب کبریا بھی کسی کا خطاب تھا
تھا آفتاب ذرہ وہ رخ آفتاب تھا | ستر ہزار پردوں میں بھی بے نقاب تھا
اب تو خدا کے فضل سے ہے غم کی چھاونی | دل اس سے پہلے اور زیادہ خراب تھا
حضرت نے جس مقام سے کی ہجرت اختیار | کعبہ تھا یا مرا دل خانہ خراب تھا
میں کہہ سکا کسی سے نہ واقف ہوا کوئی | عشق نبی کا راز بھی گونگے کا خواب تھا
میرا جواب سن کے نکیرین سن ہوئے | سمجھے تو ہوں گے ہاں کوئی حاضر جواب تھا
طفلی ہوئی تمام تو پیری گلے پڑی !! | کس روز ہم جواں تھے کسدن شباب تھا
میں غم کو اور غم مجھے بے صرفہ کھا گیا | وہ دوستوں کے دل کا یہ گویا حساب تھا
پوچھے گئے گناہ تو نکلے وہ بیشمار | آیا جواں کو رحم تو وہ بے حساب تھا
احسان حشر تک بھی نہ بھولیں گے موت کا | مولی اکے ہجر میں ہمیں جینا عذاب تھا

جبریل کون تھا شب اسریٰ رہ ساتھ تھا ۔ تھامے ہوئے جو حضرت رسل کی رکاب تھا
نسبت نہیں مگر ہے سمجھنے کو اک مثال ۔ گل تھا اگر وہ رخ تو پسینا گلاب تھا
قسمت کی بات آج پڑا ہوں میں اتنی دور ۔ سو غنچے میں کل کی بات ہے میں باریاب تھا
طفلی میں بھی پڑھا نا خوشی کا کوئی سبق ۔ میری بغل میں دل کوئی غم کی کتاب تھا
سیماب کو ملا دل بیتاب کس لیئے ۔ جو بانٹنے کو روز ازل اضطراب تھا
قسمت میں جسکے چین نہ ہو اسکا کیا علاج ۔ ہم کو تڑپنے پر بھی یہی اضطراب تھا

حافظ تمام عمر رہی دل میں روشنی
عشق نبی کا داغ نہ تھا آفتاب تھا

دیگر

(علی الصبح)

کیوں نظر سوز نہ ہو جلوۂ یکتا تیرا ۔ ڈھل گیا برق کی مانند شرارا تیرا
دونو عالم تیری فرحت میں مٹے جاتے ہیں ۔ مل گیا مجھکو غم حوصلہ فرسا تیرا
جلوۂ فیض نویدی ہیں ہی گل جنت ناز ۔ خندہ زن صبح ازل ہے چمن آرا تیرا
ہے تجلی تیری سرمایۂ نار و بینش ۔ مردم دیدہ سہانی ہے سراپا تیرا
آج پھر قالب اُمید میں جان آتی ہے ۔ لب اعجاز پہ ہے مژدۂ فردا تیرا
ایمن قدس کو اک باغ چراغاں کرکے ۔ جیب تنزیہ سے نکلا ید بیضا تیرا
مجھ کو طوفان قیامت سے بچانا ہو گا ۔ لنگر کشتیٔ امت ہے سہارا تیرا

پھر ور عرض تمنا پہ وقف حاضر ہے
ہائے وہ کون وفا کیش ہے رسوا تیرا

دیگر مخمس

او صاف ہیں وہ نور خدا جب یگانہ تھا ۔ لیکن یہ جامۂ بشریت بہانہ تھا
کیوں کر کھلے وہ راز کہ کیا تھا کیا نہ تھا ۔ احمد تو کچھ رسول نہ تھا مصطفےٰ نہ تھا

تھا جلوۂ خدا بخدا گر خدا نہ تھا

سب ماسوا کے پہلے بھی احمد کی ذات تھی　　جب گردشِ فلک بھی نہ دن تھا نہ رات تھی
خلقت اسی کی موجب کل کائنات تھی　　یا یوں کہو　　قدرت حق اسکی ذات تھی

یا یہ کہو کہ قدرت حق کا نشانہ

گر دیکھ لے وہ مصحف رخ منہ کی کھائے خلق
دیکھے نہ جب تو خوب سی شہرت اڑائے خلق　　جو کچھ سنی سنائی ہے سب بھول جائے خلق
یوسف ہزار لاکھ چہرہ روشن بنائے خلق

کا لشمس کا کنار نہ تھا کالضحٰی نہ تھا

تھے منتہی کے تخت پہ جب سارے قافلے　　اسوقت بھی وہ جا نہ سکتی ہیں بھی پیچھے
بتلاؤ اس سے آگے بھلا کیا پتہ چلے　　کب آئے کیسے آئے کہاں آئے کہاں چلے

اسی ذات پاک کا تو کسی کو پتہ نہ تھا

تھے ہاتھ میں نہ تیر نہ پیکاں لئے ہوئے　　لشکر لئے ہوئے تھے نہ ساماں لئے ہوئے
ظاہر کوئی فریب نہ پنہاں لئے ہوئے　　ہاں اک رسول پاک تھے قرآں لئے ہوئے

اور بالمقابل آپ کے سارا زمانہ تھا

علم و ادب کے سارے وہ اسباب یک بیک　　آمد سے تیری ہو گئے نایاب یک بیک
کانوں میں تیرے جب پڑے آداب یک بیک　　وہ دفتر فصاحت اعراب یک بیک

اک خواب ایک خیال تھا یا اک فسانہ تھا

جب دیکھ لی تھی روئے پر انوار کی جھلک　　لازم تھا کرنے قدموں پہ قرباں سر تلک
پھر دل میں منکروں کے رہی کون سی کھٹک　　کس چیز نے حروف سے کھینچی سیوف تک

فاتوا بسورۃ ہی پہ کیا فیصلہ نہ تھا

یکتائی پر خدا کی قسم ان کی مرتے مٹے　　سر تا قدم جو نور کے سانچے میں ہوں ڈھلے
سایہ کو ہی یہ حکم کہ ساتھ ان کا چھوڑ دے　　ہمراہ ان کے کوئی چلے بھی تو کیا سنے چلے

جبریلِ چل کے سدرہ ہی تک رہ گیا نہ تھا

عمدہ ہا کی عمر یوں تو گئی شاعری میں بیت | سیدھی روش چلا تو اسی کی ہی جیت
مثلِ خلیل تو بھی برتنے لگا یہ ریت | لے درس نعت اور یہ سیدھی سی بات جیت

ہاں طبع شعر تھی تجھے فکر سا نہ تھا

غزل

واہ کس شان سے محبوب ہمارا نکلا | دُھوم ہے فرش پہ افلاک کا تارا نکلا
رات دن لاتے ہیں جبریل پیام اور سلام | جس پہ ہم غش ہیں وہ اللہ کا پیارا نکلا
نزع میں جلوۂ محبوب الٰہی دیکھا | شکر ہے اک نو ارمان ہمارا نکلا
پھر گئی آنکھوں میں اس مہر نبوت کی چمک | جب چمک کر کوئی گردوں سے ستارا نکلا
دامنِ شافعِ محشر جو مجھے ساتھ آیا | مغفرت کے لئے کیا خوب سہارا نکلا
گئے جبریل جو فردوس سے لینے کو براق | ناز کرتا ہوا وہ شوخ خود آرا.. نکلا
آپ پیدا ہوئے چرخ پہ انجم نے کہا | یہ نیا آمنہ کے گھر میں ستارا نکلا
ہوئیں یعقوب کی آنکھیں جو دوبارہ روشن | وہ بھی حضرت کا ہی در پردہ اشارا نکلا
شب معراج پھرے آپ کا تو یہ شور ہوا | ڈوب کر ابر میں پھر چاند ہمارا نکلا
مژدہ بخشش کا لئے خلد سے حوریں آئیں | مرتے دم منہ سے جہاں نام تمہارا نکلا

اک جہاں قلزم آفات میں ڈوبا تھا اقیر
جس نے خلاص سے حضرت کو پکارا نکلا

دیگر

جب کہ وہ ماہ مدینہ جلوہ گر ہو جائیگا | گوشہ مرقد میرا برجِ قمر ہو جائیگا
طلعتِ خلاقِ دو عالم بھی ادھر ہو جائیگا | آپ کا جس سمت محشر میں گذر ہو جائیگا
سرفرازانِ جہاں چومینگے اس کے پاؤں کو | آستانے پہ تیرے خم جسکا سر ہو جائیگا

سر کے بل جاؤں گا بن سُوئے مدینہ اے طبیب
بس اُسی سے کچھ علاج دردِ سر ہو جائیگا

خواب میں دیکھا ہے میں نے عرشِ ربّ العالمین
آستانے پر نبی کے اب گذر ہو جائیگا

منزلِ مقصود تک پہنچے گا سب کو یہی
نقشِ پا حضرت کا خضرِ راہ بر ہو جائیگا

یاد صحرا سے مدینہ آئیگا جب اے خلیل
گلشن فردوس گلچیں سے بہتر ہو جائیگا

نعتیہ قوالی

(وقت صبح)

گئے دونوں جہان نظر سے گذر تیری شان کا کوئی بشر نہ ملا
تیری ہر جگہ دیکھی نرالی پھبن بھید تیرا کسی کو مگر نہ ملا۔

تیرا چرچہ جہاں کی زبانوں پہ ہے تیرا شور زمانہ کے کانوں میں ہے
مگر آنکھوں سے دیکھا جو پردہ نشیں کہیں تو نہ ملا تیرا گھر نہ ملا

کوئی جلوۂ طور سے غش میں گرا کوئی سدرہ پہ چلنے سے عاری ہُوا
گئی فکر رسا تو خبر نہ ملی اڑا طائرِ فکر تو پر نہ ملا

مرے ملنے سے ہوتا ہے چین تجھیں تیرے ملنے نہ ملنے کا شکوہ نہیں
جو گلہ ہے تو ہے یہی حق سے گلہ مجھے تیرا سا ہائے جگر نہ ملا

کوئی ملنے کا تیرے نشان بھی ہے کہیں رہنے کا تیرے مکان بھی ہے
تجھے دیکھا ادھر تو ادھر نہ ملا تجھے ڈھونڈا اُدھر تو اِدھر نہ ملا

میں خدا جانے کس پہ مُوا ہُوں فدا میرے ہوش و حواس نہیں ہیں بجا
پرے ہٹ تو پری میرے پاس نہ آ چل حور تو مجھ سے نظر نہ ملا

کہیں دست سوال دراز نہیں کسی اور پہ یوں مجھے ناز نہیں
کوئی تجھ سا غریب نواز نہیں تیرے در کے سوا کوئی در نہ ملا

۵۱ جلوۂ طور۔ طور ایک پہاڑ کا نام ہے وہاں پر اللہ تعالےٰ کے نور کا جلوہ مُوسیٰ ع کے فرمانے پر ہوا تھا۔

بس ہمیشہ اسیر الم ہی رہا میرے دل میں سدا تیر غم ہی رہا
بر انخل امید قلم ہی رہا میرے رونے کا ہائے ثمر نہ ملا
اسی فکر میں گذرے ہیں دن اکبؔر اسی غم میں گنتے تارے ہیں شب بھر
کیا جس نے اشارے سے ٹکڑے قمر کبھی ہائے وہ رشک قمر نہ ملا

مُخمّس

...ھی رہتا تھا غم مجھکو فلک کی کج ادائی کا | کبھی کرتا تھا شکوہ بخت بد کی نارسائی کا
...کی شان اب محسود ہوں ساری خدائی کا | ارادہ پائے سرور پر ہے اے دل جبہ سائی کا
نرالا ڈھنگ ہاتھ آیا ہے قسمت آزمائی کا

...ال ہا ہے بے آب ہوں جاننا نہ شرماؤ | مدینہ کی زمیں بہر خدا آنکھوں کو دکھلاؤ
...م حال زار عاشق مضطر پہ فرماؤ | چھڑا کر مجکو قید ہند سے یثرب میں بلواؤ
سر شوریدہ ہے مشتاق ان کی جبہ سائی کا

...ی سمجھے گا کیوں کر عاشق و معشوق کو دو ہم | سمجھ یں آ گئے ہیں معنی توحید ہی اب تو
...رت سے تو پیرانہ کیوں کر شان احمدؐ کو | تیرا سایہ نہ ہونے سے ہوا روشن یہ عالم کو
کہ نور مصطفےٰ تھا نور ذات کبریائی کا

...و شافع عصیان امت حق نے ٹھیرایا | تجھی کو آیہ فیضان رحمت حق نے ٹھیرایا
...ی کو واقف اسرار وحدت حق نے ٹھیرایا | تجھی کو صاحب مہر نبوت حق نے ٹھیرایا
تیرے ہی سر پہ رکھا تاج آخر مصطفائی کا

...ی مصلحت تخلیق ابراہیمؑ و آدمؑ میں | کہ دیکھیں جلوہ حق شان محبوب معظّم میں
...ی تعظیم کو مصروف ہوں سب خیر مقدم پر | تمامی انبیا آتے نہ کیوں پہلے سے عالم میں
انہیں تھا حکم محبوب خدا کی پیشوائی کا

...ت سے ذات مطلق میں تغیر ہو نہیں سکتا | اگر تو لب عرض سے عین جوہر میں ہوا پیدا

ازل سے عاشق و معشوق کا یکساں رہا نقشہ | احد میں میم احمد کی تجلی سے فرق آیا
کہ زیب لفظ ہی ہوتا ہے نقطہ روشنائی کا

دیگر

چل مدینہ وقت تو نے ہند میں کھویا بہت | رات اب تھوڑی ہے چونک اے بیخبر سویا بہت
روضۂ اقدس جو آیا خواب میں مجھکو نظر | کھل گئے آنکھیں چادر تربت تکیں رویا بہت
سب سے کہتا تھا یہی آگر مدینہ میں رہیں | کچھ مزا ہو عشق کا انسان کو ڈھونڈا بہت
ہے وہی اب تک سیاہی شامت اعمال کی | آنسوؤں سے میری آنکھوں نے جسے دھویا بہت
غفلت اندک بھی ادھر سے آدمی کو موت ہے | ایک دم بھی تو جو سویا جان سے سویا بہت
ایک میں کیا کتنے تجھکو ڈھونڈ کر تھک تھک گئے | تو ہے محبوب دو عالم میں تیرے جویا بہت
چشم خ نیلی فام کے کشتے تو ہیں لاکھوں مگر | زہر میں جتنا ہیں اسی کمبخت نے بویا بہت
دور بر رسول روضۂ پر نور نے رکھا مجھے | وقت میرا اس نے ہندوستان میں کھویا بہت
جاگتے سوتے ادھر کی خواہش ہے دل کو لگی | پھر نہیں پرواہ ہے تو جاگا جو کم سو
کچھ نہ حاصل مزرع امید سے مجھکو ہوا | عمر بھر اس کھیت کو جوتا بہت بویا
کم ہیں میرے شعر پر ہیں نعت میں اکثر اثر
یہ سبب ہے جو مجھے کہتے ہیں سب گویا بہت

دیگر

لکھ لکھ کے وصف شاہ سناؤں میں کسطرح | طوبی کی شاخ خامہ کو لاؤں میں کسط
کس طرح ہاتھ آئے تو پاؤں میں کسطرح | چلنے کو سر کے پاؤں بناؤں میں کسط

دیگر

(بوقت شب)

دم مردن یہ شوق دید میں حال اے صنم ہوگا | تمہاری یاد دلمیں ہوگی اور آنکھوں
بتائیں کیا تمہیں کب درد و پیچ ہجر کم ہوگا | یہ کانٹا نکلیگا اسدم جب آخر اپنا د

لحاظ ضبط کیا چھوڑ دیگی ناوک کی دل سوزی
دلِ حسرت زدہ کو توڑتے ہو ظلم کرتے ہو
ابھی تو کاٹتے جاتے ہو گردن ہنستے جاتے ہو
محبت زلف جاناں کی نہ چھوٹی ہے نہ چھوٹیگی
خیالِ یار چھپتا ہے کہیں احسان نصیحت سے

نہ شکوہ آئے گا لب پر اگر سر بھی قلم ہوگا
بڑے نازوں کا پالا ہے ہر اک آنکھ غم ہوگا
بھریگی خون سے جب آستیں اسوقت غم ہوگا
نہ جائیگا یہ سودا سر اگر میرا قلم ہوگا
یہ سودا عشق کا ہے کم ہوا ہے اور نہ کم ہوگا

دیگر

بہت ہے حسن پہ نازاں یہ کہدو ماہ کامل سے
نمک بھر چھڑکے خنجر کو لگا کر کہدو قاتل سے
کہاں تک ہے روا نت ظلم اے منصف دو عالم کے

مقابل ہو کسی دن چہرۂ یوسف شمائل سے
دُعائے خیر نکلے گی دہانِ زخم بسمل سے
رنگے ہیں - برگ گل صیاد نے خونِ عنادل سے

سما ما اب نہیں نظر دل ہی دنیا کا حسین کوئی
لڑی ہے آنکھ شاکہ جب اس ناز شمائل سے

رازِ الفت کیا کہے عاشق بڑی مشکل میں ہے
طرح داغ فراق یار میرے دل میں ہے
نقش شمشیر ابرو کام اپنا کر چکی
ڈر نہیں کچھ قبر کا تنہائی بعد فنا
نزع میں بھی دیکھ لوں انکو تو نکلے میرا دم

جس طرح غنچہ میں بو ہو یوں تمنا دل میں ہے
شمع اک جلتی ہوئی گویا ہمارے دل میں ہے
دیکھئے کی سانس اب باقی تن بسمل میں ہے
دل بہلنے کے لیئے تصویر جاناں دل میں ہے
اے اجل تھم جا ابھی اتنی تمنا دل میں ہے

ہم جاں ہے کوئی اسے یوسف کوئی پہچان ہے
اک قیامت آج برپا کوچۂ قاتل میں ہے

دیگر

لگایا تیر جب جگر پر کبھی کبھی دل پر
نگاہ ڈھنگ کو قسم اپنی چشم پوشی کا

ہیں صدقے اپنے تلون مزاج قاتل پر
پھر ایک تیر اس انداز سے میرے دل پر

عزیز لاش اٹھانے کی دیں صلاح مگر
جو اپنے حال پہ رویا کیا ہو ساری عمر
وہ کر رہے ہیں ادھر تیر مفت میں کھویا
خدا جو چاہے تو محشر میں بھی وہ بات کہوں

گراں نہ ہو میرے نازک مزاج قاتل پر
وہ کیا ہنیگا کسیکے دکھے ہوئے دل پر
میں رو رہا ہوں اُدھر کم نصیبیٔ دل پر
کہ آنے پائے نہ الزام کوئی قاتل پر

وہ پوچھتے ہیں تجاہل سے حال پروانہ
یہ جان دیتے ہیں کیوں عزم شمع محفل پہ

غزل

(بوقت تین بجے شب)

تقدیر کا گلہ ہے نہ کچھ جور یار کا
آئے ہیں آج فاتحہ پڑھنے وہ اس طرف
ہے وحشیوں کے چاک غریباں کی یہ صدا
ہے طفل رشک پہنے ہوئے ہیں لباس سرخ
ہے اختیار آنکھوں سے نکلے ہو آنسو
آواز تو اسی کی ہے یہ میرا دل نہ ہو
ہر شخص کی زبان پہ صدا ملے دل کی ہے

یہ سب کیا دھرا ہے دل بیقرار کا
اے بیکسی نشان بتا دے مزار کا
ہم کو ملا نہ مر کے زمانہ بہار کا
کیا خون ہو گیا ہے دل بیقرار کا
کچھ حال تو بتا دو دل بیقرار کا
یا دش بخیر نام کیا کس نے یار کا
اے عزم ہو نہ ہو یہی کوچہ ہے یار کا

دیگر

درد دل پر غم کی دوا لا دو کسی سے
لو دینے لگے ہجر کی شب اشک کے قطرے
مرتے نہیں جو ساقی تیرے مستانہ ادا پر
بچپن کا زمانہ مگر تیغ سے لیے ہیں
تسکین کے عوض اور بھی دل کو کیا زخمی
ہنتے رہے جھک جھک کے وہ جب تک نہ ملا دل

یا قتل کرو اپنے مریضوں کو چھری سے
آنکھیں بھی جل اٹھیں اثر سوز دلی سے
رغبت نہیں رکھتے وہ کبھی بادہ کشی سے
قتل دل عاشق کا ارادہ ہے ابھی سے
باز آئے ہم اے شوخ تیری دادرسی سے
اب بات بھی سیدھی نہیں کر سکتے کسی سے

کیا اس نے پھر اُمید دلائی ہے اے شاکرؔ
کیوں پھولا سماتا نہیں دل آج خوشی سے

غزل دیگر (بوقت صبح وبجہ)

کبھی بھولے سے بھی گھر پر ہمارے گروہ آتے ہیں
دل اپنا نذر دے کر زیر پا آنکھیں بچھاتے ہیں

وہ بکھراتے ہیں گیسو جبہ اپنے گاہ اٹھاتے ہیں
مسلماں گاہ کرتے ہیں کبھی کافر بناتے ہیں

ہمارے دل کی تسکین کے لیے وعدہ تو کرتے ہیں
یوں ہی ہمکو ستاتے ہیں نہ آتے ہیں نہ جاتے ہیں

سوا زنجیر کے دے کون نالوں کا جواب اُنکے
اسیرانِ ستم زنداں میں کیا کیا غل مچاتے ہیں

دمِ پیری ہمیں کو سرد آہیں کرتی ہیں کشتہ
چراغ صبح ہیں باد فنا سے جھلملاتے ہیں

نعتیہ غزل

یا خدا جسم میں جب تک کہ میری جاں ہے
تجھ پہ صدقے تیرے محبوب کے قربان رہے

دل وہی دل ہے کہ جس دل میں ہو الفت تیری
جان وہ جان کہ جس میں تیرا ارمان رہے

یوں تو منہ دیکھ کے ہوتی ہے محبت سب کو
جب میں جانوں کہ میرے بعد میرا دھیان رہے

شامیانہ پر جبرئیل کا ہو تربت پر
کشتۂ عشق محمدؐ کی یہ پہچان رہے

دم ہے یا نہ رہے پھر یہ دعا ہے کہ امیرؔ
نزع کے وقت سلامت میرا ایمان رہے

نعتیہ کلام (بوقت صبح)

اگرچہ معرکہ تھا امتحان کا مشکل
مگر معین شہادت ہے محبت دل

ادھر تو چھپ کے منقتل سے منہ چلا قاتل
ادھر پکار کے کہتا رہا یہ میں بسمل

بانکے سفو نیہا شدہ لہو تہہ ہری

اثر ہے سوز دروں کا کہ شعلہ ہائے فراق
یہ شمع جلتی ہیں یا ہیں یہ داغ ہائے فراق

لگی ہے آگ جو دل میں بہ انتہائے فراق | پکارتا ہے تڑپ کر یہ مبتلائے فراق

بانکے سنولیا سدھ لیو ہمری

او کھڑکے سانسوں نے چھوڑا جو ملک تن کا پاس | عزیزوں کو بھی نہیں دفن کرنے میں وسواس
غرض ہر ایک طرح ہو چکی ہے دل کو یاس | تیرے کرم کا سہارا ہے اور نہیں کوئی آس

بانکے سنولیا سدھ لیو ہمری

اگرچہ جان بھی جاتی رہے نہیں کچھ ڈر | اٹھائے دل پہ نہ صدمہ فراق کا دم بھر
کہ لوگ کہتے ہیں مرنا ہے عشق میں بہتر | بس اتنا کہہ کے شب ہجر مر گیا آخر

بانکے سنولیا سدھ لیو ہمری

غزل جناب نظامی

تلوار خوں میں بھر لو ارمان رہ نہ جائے | بسمل کے سر پہ باقی ارمان رہ نہ جائے
گر قتل کر چکے ہو پامال لاش کر دو | یہ بھی تمہارے دل میں ارمان رہ نہ جائے
شد میرے دل میں تم اپنا گھر بنا لو | یہ خانہ خدا ہے ویران رہ نہ جائے
بھر بھر کے جام دینا ہم سے کشوں کو ساقی | محفل میں کوئی پیاسا مہمان رہ نہ جائے

وہ تیغ لے کے آئے چل سر کے بل نظامی
الفت کا معرکہ ہے میدان رہ نہ جائے

شور لکھنوی گلدستہ ہند

نگاہ لطف ادھر میری جان ہو جائے | کہ عاشقوں کا کو کلشاد کام ہو جائے
گناہگار اسی آسرے پہ بیٹھے ہیں | ادھر بھی رحمت پروردگار ہو جائے

شور تمہیں ذرا انصاف کرو مفلس ہیں
یہ روز روز کا قصہ تمام ہو جائے

نعتیہ غزل

قدیمی عشق ہے میں ہوں وہ دیوانا محمدؐ کا
اجل کے دن سے ہے سر میں میرے سودا محمدؐ کا

گنہ امت کے ظاہر ہوں یہ ہرگز ہو نہیں سکتا
چھپا لیگا انہیں محشر کے دن پردہ محمدؐ کا

تمنا ہے کہیں سب اہل محشر حشر میں مجھ کو
چلو دیکھیں وہ آیا خاص دیوانہ محمدؐ کا

نہ جلتا طور موسی نہ غش آتا نہیں ہرگز
خدا سے یہ اگر کہتے دکھا جلوہ محمدؐ کا

اُدھر خالق اِدھر مخلوق بے حد اشتیاقِ عشق
تڑپتے ہیں پڑا ہے بیچ میں پردہ محمدؐ کا

خدا واحد جو تھا محبوب کو بھی کر دیا یکتا
جُدا رکھا محمدؐ سے سدا سایہ محمدؐ کا

رسول اللہ کی مدح و ثنا کیوں کر نہ وہ لکھے
کہ جان و دل سے آخر ہو گیا شیدا محمدؐ کا

دیگر

ادا بھی جس پر قرباں ہے حیا بھی جس پہ مائل ہے
اسی تیر نگاہ ناز کا زخمی میرا دل ہے

بہار آئی چمن میں رنگ الفت پھوٹ نکلا ہے
عیاں ہر ایک گل کے چہرے سے خون عنادل ہے

جگر کی کیا خطا ہے کیوں ہدف اسکو بناتے ہو
تمہارے تیر مژگاں کا نشانہ تھا میرا دل ہے

فدا اے موت پہونچا دے تو ہی ہمکو سر منزل
سنا ہے ہم نے لوگوں سے عدم کی سخت مشکل ہے

نہ ٹھکراتے چلو گور غریباں میں ہر اک مدفن
نہیں معلوم بھی ہے دفن کس میں کون بسمل ہے

تصور میں جو آتا ہے بگولا سامنے کوئی
خیال قیس کہتا ہے یہی لیلیٰ کا محمل ہے

ہوا کا ایک جھونکا اسکو جسدم چاہے گل کردے
چراغ عمر بھی شاکر مثال شمع محفل ہے

دیگر

بیٹھا ہوں در پہ آکے اسی انتظار میں
نکلیں گے آپ سیر کو محفل بہار میں

کس سے کہیں گذر گئی جو کچھ مزار میں
سب استخوان چور ہوئے ہیں فشار میں

غنچہ چٹک کے نالہ و فریاد کرتے ہیں
تیر نگاہ ناز نہ اس طرح کھینچئے
رگ رگ نے وحشیوں کا لہو خود بخود دیا

بلبل کی موت آ گئی فصل بہار میں
یہ خود نہ رہ سکے گا دلِ بیقرار میں
نشتر بھرے تھے موج نسیم بہار میں

غائب ہوئے شود ہیں کہ ملتا پتا نہیں
ڈھونڈا کیا بہت میں انہیں کوہ ہسار پر

(بھول بھلیاں)

دلدار یار چھیلا سے نیناں لگائیں جائیں گے - دلدار یار چھیلا سے نیناں لگائیں جائینگے
نیناں لگائیں گے سینہ جلائیں گے - دلدار یار -
یار میرا اعلیٰ - جوبن میرا بالا - صورت مورے سیاں کی دل کو نہ بھائے رے - دلدار یار -
دل کو نہ بھائے رے من کو نہ بھائے ارے مورے تن کو نہ بھائے رے - دلدار یار -
بات موری بھولی - عمر موری بالی - پیا پاپی کے بول مو سے سہو نہ جائے رے - دلدار یار -
یار میرا اعلیٰ - دلدار یار -

ایضاً

تیری میری جوڑی بنی مزیدار - پیا پیارے پہ جاؤں نثار -
سندر جیا پیارے آجا میں واری - میریجان - ذرا نیناں سے نیناں لا ری - سندر جیا -
یار میں جان لئے - مکان لئے - سامان لئے چل دوکان - میں قرباں ہیں قربان ہر آن -
ساری گتیاں نرالی موری بتیاں نہ جانے دینا - جیا پہ گھات یہ ٹھانی - نہیں نادان کو
پہچان میری جان کھاری - سندر جیا پیاری آجا میں واری - میریجان دلدار یار - تیری -
ذریب سیکھے نہ مجھ سے کوئی زمانے میں
بلا ہوں میں بھی لگاوٹ سے دل لبھانے میں
پھنسا رقیب کا دل میرے اک اشارہ سے
نکالا کام فقط شوخیاں دکھانے میں
کیسا نادان ملا - میرا ارمان ملا - ہو کر دل جان ملا - کیسا جوان ملا - ارے ہاں ہاں ہاں - پیا پہ
جاؤں نثار تیری میری جوڑی بنی مزیدار - پیا پہ جاؤں نثار

غزل نعتیہ ممتازہ

یثرب کے اب یا من موہن میری برہ اگن کو بجھا دینا
موری سیج میں ناؤ ڈوبت ہے موہے کندھے پار لنگھا دینا

تورے چرنوں میں سیس نواؤں پیا تورے البل پھر کرواروں جیا
مورے سپنہ میں آکے کبھی تو سجن جری چاندسا مکھڑا دکھا دینا

موہے رین اندھیری کاٹت ہے اور بجلی بھی چمک ڈراوت ہے
مورا جیا تھر تھر کانپت ہے مورے ہجر کے غم سے چھڑا دینا

مورے روتے ہی رتے عمر کٹی تورے بات نہ سننی نصیب ہوئی
تورے پیا بن پڑے واں یثرب کے دھنی کوئی بات تو مکھ سے سنا دینا

پیا ترست ہے تورے دیکھن کو اور نین مرت ہیں درشن کو
گھونگھٹ سے دکھاوے جوبن جر اپردہ کو مکھ سے ہٹا دینا

دل چھین لیا آنکھوں کو ملا مکھ پھیر لیا چتون کو دکھا
کیوں موسے پیارے روٹھ رہا میرے دوس کی بات بتا دینا

تورے دوارے پہ آکر سیس دھروں یثرب کے روضہ کی البل ہو کے مروں
ہیں آس کہ ہند میں جینا پھروں موری جان الم سے بچا دینا

مورا ماس برن کا سوکھ گیا مورے ہاڈوں کو برہہ نے کھا ہی لیا
مورے تن کو اگن نے جلا ہی دیا اسے آپ کرم سے بجھا دینا

رکھ آن پڑھ ممتاز یہ اب کرپا کی ہجر شاہ عرب
مورا ہند میں رہنا ہے اب تو عجب مجھے ملک عرب میں بسا دینا

غزل

جسے کہتے ہیں سرور جن و بشر کبھی ملے وہ مجھکو بشر نہ ملا
کیا کعبہ کو جس نے زیر و زبر ادسے ہادی دین کا ورنہ ملا

تیری لطف کی موج جو دیتی تیرا میرا بیڑا تو کچھ مجھے فکر نہ تھا
میں تو بحر گنہ میں ڈوب گیا میرا لنگر عمر ادھر نہ ملا

تجھے خواب میں جس نے دیکھ لیا وہی خوبی بخت سے جاگ اٹھا
تو ہے کانِ ضیا تو ہے نور خدا تیرے نور کو نور قمر نہ ملا

رہی چرخ کی مجھ پہ ہمیشہ جفا رہا ہائے مدام اسیر بلا
تیری پاتا میں جس میں کہ بوئے وفا مجھے ایسا خدا سے جگر نہ ملا

میں ہوں عاشق سرور ہر دو سرا مجھے جور و جفا سے فلک نہ ستا
میرے حال زبوں پہ ہے مہر خدا کبھی مہر کی مجھ سے نظر نہ ملا

نعت

عیاں خدا کو میں دیکھتا ہوں کہ خاک پائے محمدی ہوں
ہے عین احمدؐ میں ظاہر احد میں جاں فدائے محمدی ہوں

ہر اک مثل میں بے مثل دیکھا ہر اک نشاں میں جو بے نشاں کو
یہ راز مشکل کھلا کیوں مجھ پہ میں دلکشائے محمدی ہوں

مبارک ہووین وہ قصر جنت جو حور و غلماں تجھکو واعظ
سنا نہ مجھ کو میں تیر الفت کا دل پہ کھائے محمدی ہوں

ڈرا نہ مجھکو سنا نہ مسئلے کہ نار دوزخ سے ہوں نڈر میں
نہ طرف جنت بلاؤ مجھکو میں جاں شیدائے محمدی ہوں

ہے نفس بد کیش کا تو بندہ نہ چھیڑ مجھ کو لے میاں بر ملا
کمینہ عاجز غلام بیکس ہیں ناسزائے محمدی ہوں

نہ ہوں میں فاسق کہ عہد توڑوں نہ ہوں میں زانی زنا کا طالب
میں کردوں قربان ہزاروں حوریں اک التجائے محمدی ہوں

اگرچہ شیطاں لعین رہزن صریح ہے دشمن وہ نسل آدم
نہ خوف مجھکو میں رکھتا اپنا جو پیشوائے محمدی ہوں

پڑی ہے کشتی بحر عصیاں میں پار اترنا محال جس سے
نہ ڈر ہے مجھکو میں رکھتا کامل جو نا خدائے محمدی ہوں

نعت

ہم گنہ گاروں پہ تیری مہربانی چاہیے
سب گناہ دھل جائیں گے رحمت کا پانی چاہیے

پشت پر مہر نبوت کر کے خالق نے کہا
کچھ تو اے پیارے میری تجھپر نشانی چاہیے

کہتے ہیں خالق سے حضرت میں تیرا محبوب ہوں
خلد میں سب اُمتِ محبوب آنی چاہیے

دیکھ کر معراج میں ساماں فرشتوں نے کہا
ایسا مہماں چاہیے یوں میہمانی چاہیے

ہو میری پلکوں کی جاروب محمد مصطفےٰ
آنکھ کے پردوں کی واں چادر بچھانی چاہیے

ہجر شاہ نے بستر غم پر گرایا ہے مجھے
اور کیا طاقت مجھے اے ناتوانی چاہیے

داستانِ غم کہانی درد کی جز آپ کے
کس سے کہنی چاہیے کسکو سنانی چاہیے

شافع محشر نہیں میرے گناہوں کا شمار
ایسے عاصی پہ تمہاری مہربانی چاہیے

جاں بحق تسلیم ہے عشق رسول اللہ میں
تُربت اکبو مدینے میں بنانی چاہیے

قصیدۂ وفا

عرض کر جا کے دلا احمد مختار کے پاس
درد عصیاں کی دوا ہے شہ ابرار کے پاس

شافع جرم ترے جرم کو بخشا دیں گے
سرنگوں ہوگا نہ تو حضرت غفار کے پاس

اِک طرف حضرت صدیقؓ ہیں بعد اُسکے عمرؓ
دونوں یہ دفن ہیں قبر شہ ابرار کے پاس

روضۂ پاک پیمبر کی زیارت ہو نصیب
بلبل زار ہوں پہنچوں کہیں گلزار کے پاس

غزل عاشقانہ

(فراق یار بوقت شب)

عشق گیسو سے بکھرے تھے پیچ و تاب آیا نہ تھا
غم نہ تھا کوئی ہمیں جب تک شباب آیا نہ تھا

ہو گئے افسوس وہ بھی نذرِ رخسارِ خزاں
جن گلوں پر باغ میں رنگ شباب آیا نہ تھا

آنکھ نے ساقی کا تو دکھلا دیا ساغر کا کیف
کیا ہوا اگر بزم میں جام شراب آیا نہ تھا

کوئی بھی صورت ہی گزری تھی تو شام انتظار
موت تو آئی تھی پر خط کا جواب آیا نہ تھا

حشر تک ممکن نہ تھا گر ہوش آ جاتا تمہیں
طور پہ موسیٰ کہو وہ بے نقاب آیا نہ تھا

بن گیا بتخانہ کعبہ یہ خدا کی شان ہے
اس سے پہلے دہر میں یوں انقلاب آیا نہ تھا

دیکھ کر غفلت میری کہتے ہیں شاکو بعد مرگ
زندگی میں کیا اسے دم بھر بھی خواب آیا نہ تھا

(سہرا مبارکبادی)

اپنے جامے میں سماتا نہیں خوشرو سہرا
پا گیا ہے رُخ گلگوں پہ جو قابو سہرا

لڑیوں پر عقد ثریا کا گماں ہوتا ہے
موتیوں سے جو گوندھا گیا خوشرو سہرا

غش ہوئے جاتے ہیں سب دیکھنے والے سر بزم
جلوہ طور کا نقشہ ہے یہ دلجو سہرا

جھلکے حسن رخ نوشہ سے ضیا دیتا ہے
کیوں نہ مشہور زمانے میں ہو مہ رو سہرا

سر چڑھانے پہ بھی قدموں پہ جھکا جاتا ہے
خاکساروں کی صفت رکھتا ہے خوشخو سہرا

سن کے شادی کی خبر ماہِ فلک رات کی رات
لایا تاروں سے بنا کر کے منور سہرا

ہے دعا لوگوں کے سر پر ہو شہ کے سہرا
لاویں حوریں جو پرستاں سے بنا کے سہرا

کاتب محمد عبد العزیز (عزیز رقم) اولی ساکن کوٹ ڈار شا علاقہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

کیفیت

التماس } معزز ناظرین آپ کی مبارک نظروں سے ہزاروں غزلوں اور دیگر قوالیوں اور نغموں کے گلدستہ گذرے ہونگے لیکن انصاف قدر دانوں کے ہاتھ ہے آپ جس قدر چیزیں اس کتاب میں عمدہ ملی ہونگی اس قدر عمدہ دوسری کتابوں میں ملنا محال ہے گو یہ ایک معمولی غزلوں کی کتاب ہے مگر انتخاب چیدہ چیدہ غزلوں کا لاجواب ہے۔ اگر جناب کی نظر عنایت رہی تو اسکا تیسرا حصہ بھی عنقریب ہدیہ ناظرین ہوگا۔ والسلام خاکسار منا رام تشنہ تاجر کتب تکھنو مقیم لاہور

ملنے کا پتہ۔ سردار سنت سنگھ جوت سنگھ تاجران کتب و تاجر گیت لاہور

ہماری تجارت
عام بکری اور تھوڑے
منافع پر موقوف ہے
اس دکان پر روزانہ ہزاروں کتب فروخت ہوتی ہیں
نیاز مندان
جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز پبلشرز

ایک روسی زمیندار کا قصہ

جسکو

مشہور مورخ فرانس ہنری گریول نے زبان فرانسیسی مین تصنیف کیا تھا
اور اخبار سول ملٹری گزٹ لاہور نے انگریزی زبان مین اُسکا ترجمہ کراکے
عام تعلیم یافتہ اشخاص کے ملاحظہ کے لیے شائع کیا

یہ قصہ

زمانۂ پاستان سے ایک روسی زمیندار اور کاشتکار کا نہایت دلآویز اور عبرت آمیز ہے
زمیندار نے اپنی رعایاے مزارعین پر اسقدر ظلم و شدائد کیے کہ وہ سب عاجز اور
لاچار ہوگئے اور تنگ آکر اتفاق کیا زمیندار اُنکے ہاتھون سے قتل ہوا ان قاتل
مزارعین مین سے ایک شخص پر نہایت ظلم ہوا اور وہی بانی اس قتل کا تھا مگر بقول
مشہور کہ خیانۂ گناہ پدران بر سر فرزندان انکی آخری حالت قابل افسوس ہے

چونکہ قصہ

بہت دلچسپ تھا بنا بران عام شائقین کے ملاحظہ اور تفریح اور پند کے لیے
مالک مطبع کے حکم سے مسٹر ہنری فانتوم اعلی مترجم اودھ اخبار نے بہ اعانت
سید امجد حسین ترجمہ کیا

مطبع نامی منشی نولکشور مین بمقام لکھنؤ چھپکر شائع ہوا

ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۸ع

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ مسلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت ارزان ہی اس کتاب کے ٹائٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین انمین بعض کتب قصہ جات اردو کے درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قصہ جات نثر

داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہی اور اُسکے نامون کی تصریح حسب نقشہ مندرجہ ذیل ہی

نمبر شمار	نام دفتر	تعداد جلد	نمبر	نام دفتر	تعداد جلد
۱	نوشیروان نامہ	۲	۵	طلسم ہوشربا	۷
۲	کوچک باختر	۱	۶	صندلی نامہ	۱
۳	بالا باختر	۱	۷	تورج نامہ	۲
۴	ایرج نامہ	۲	۸	لعلنامہ	۱

جسکو ابوالفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امراء و سلاطین کے دربارون مین داستان گوون کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی - چونکہ نسخہ نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہفتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا ہی -

ترجمۂ داستان امیر حمزہ با تصویر - ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ مترجمۂ مولوی عبداللہ و لطف ثانی مولوی سید تصدق حسین

فسانۂ عجائب جلی قلم با تصویر مع ضمیمۂ انگیز بہ تمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور -

الف لیلہ با تصویر - کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمۂ مولانا محمد عابد علیخانصاحب مطبوعہ ۱۸۹۲ء -

ڈانیل لوکچ بگریانوف کا مکان چوبی تھا اور خوب مضبوط بنیا وانیٹ کی تھی یہ ایک وسیع صحن کے وسط مین تھا داہنی جانب اصطبل اور گاڑی خانہ اور بائین طرف شاگردپیشہ کے مکان اور تنور تھا مکان کے سامنے بڑا قطعہ زمین کا تھا جسپر سبز گھانس جمی ہوئی تھی اس تختہ پر سے گھوم کر قصبے کو راہ گئی تھی جسکا اٹھارہ ورسٹ کا فاصلہ تھا اس قطعہ زمین کے گرد درخت نسب ہوے تھے اسکی یہ شکل ہو گئی تھی جسطرح دریا مین ٹاپو ہوتا ہے یہ راستہ واسطے مالکان مکان کے بنا تھا دروازہ صحن کے قریب پہونچکر راستہ ختم ہوا تھا وہان خندق بنی تھی اسلیے کہ رات کو بھیڑیے نہ آئین آدمیون کے آنے کا یہان خوف نتھا اسلیے کہ ایک ایسی آڑ کر دی تھی کہ کانٹون کی بھی حقیقت نہ تھی ڈانیل بگریانوف کے پاس خونخوار کتے تھے جنکو کچا گوشت کھلاتے تھے اور رات کو کھلا رکھتے تھے

اِن کتّون کا خوف بھی لوگون کو اِسقدر نتھا جیسے کہ اِسکے مالک کی نظر غضب کا خوف تھا۔ بگریانوف غصہ ور شخص نہ تھا یہ تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا عہد طفلی مین بھی اسکو کبھی غصہ نہین آیا تھا چہرہ زرد تھا ابرو کے بال بہت اور چوڑے تھے ڈاڑھی کا حلقہ خوب تراشا ہوا تھا اور اوائل ہی عمر مین ابرو اور ڈاڑھی کے بال سفید ہو گئے تھے چہرے سے بزرگی کے آثار نمایان تھے۔

بیرحم نیلگون چشم اور باریک لب سے لالچ اور ظلم اِسکا مترشح تھا جسطرح کسی نے اسکو غصہ آتے نہین دیکھا اسیطرح کسی نے یہ بھی نہین دیکھا کہ جب کبھی اسکو کسی سے اتفاقیہ یا عمدًا ضرر پہونچا ہو تو اُسنے معاف کیا ہو اسکی اوائل عمر کا قصہ بھی مشہور تھا۔ ایک خوبصورت عورت نے اِنکی غیبت مین اِنپر مضحکہ کیا تھا بجاے اسکے کہ یہ اُسکے شوہر سے عذرخواہی کرتے اِنھون نے دل مین قصد کیا کہ اوس شخص سے عوض لین جسکی نسبت صحیح یا غلط خیال تھا کہ لیڈی اِسکو بہت چاہتی ہے چنانچہ عام مجمع مین اُسکی توہین کی اور اُس سے لڑے اور اُسکو مارا دو تین دن کے بعد یہ اُس لیڈی کے شوہر کے پاس گئے اور کہا کہ ذرا احسان تو مانو کہ مین نے تمھاری لیڈی کے آشنا کو مارا اِس لیڈی کے شوہر کو غصہ آیا کیونکہ وہ واقف تھا اُسنے گھونسہ مارا اور چپٹ گیا بمشکل دونون کو لوگون نے جدا کیا لیکن دوسرے دن لیڈی بیوہ ہو گئی۔

چونکہ یہ ذراسی بات مین ناراض ہو جاتے تھے اور اسیطرح لوگون سے عوض لیا کرتے تھے اعلےٰ درجے کے اشخاص صوبہ نے اِنکی صحبت ترک کی اور برسون اِنکی طرف راہ بھی نہ چلے اور اوسوقت تک نہ آئے جبتک کہ ایکدن بگریانوف نے بیان کیا کہ اب مین گھر سے باہر نجاؤنگا میرے لیے خود میری ہی صحبت کافی ہے جب یہ زیادہ عمر کو پہونچا تو اُسنے

شادی کی اُسکی زوجہ ایک مجرد مرد کی ایک ہی دختر تھی اور یہ قریب ترہمسایہ تھا اور دونون کی جائداد بھی ملحق تھی عام کو یہ خیال تھا کہ یہ اس لڑکی سے شادی کریگا جب نسبت کی خبر ملی کہ اب اس سے شادی ہو گی تو لوگون کے دلون سے خدشہ اور بار دور ہوا سکو یہی خوف تھا کہ ہماری لڑکی سے پیام نہ دے۔

اس منسوبہ کا نام الگزنڈر یا رُوڈیُوٹُوونا تھا اِسنے اپنے باپ کے یہان بڑی چاہ پیار سے پرورش پائی تھی اِسنے جلد ترسبق حاصل کیا کہ لڑکیون کی طرح جو فضولخرچی کرتی تھی اور خوش پوشاک تھی ہنسی مذاق کے سوا اور کچھ کام نتھا ان سبکو دور کرے اول تو ہنسنا موقوف کیا پھر بولنا ترک کیا رونا سیکھا یہ تمام کارروائی شادی کے دسؔ ہی دن کے اندر ہو گئی جب اُوسکا بوڑھا باپ اول مرتبہ اسکے یہان آیا تو اپنی چہیتی بیٹی کو نہ پہچانا کیونکہ یہ تو خوف زدہ دھیمی آواز سے بولتی تھی آہستہ قدم سر جھکائے آنکھ نیچی کیے چلتی تھی جب تک اُس سے کوئی نہ کہے وہ کسی سے نہ بولتی تھی بات کرنے پر بھی اگر جواب دیا تو آہستہ اور تھر تھراتے ہوے۔

بگریا نوف ہمیشہ اُس سے کہا کرتا تھا کہ میری پیاری بی بی میری جان میری دلبر میری چہیتی۔ ہر چند کہ اِن محبت آمیز کلمات سے وہ پکارتا اور بات کرتا تھا مگر اُوسکی تیز نگاہ غضب افسردہ کنندۂ دل و جگر ایک لمحہ بھی اس عورت کے ذہن سے نہ بھولتی تھی اس بوڑھے باپ کے جو کچھ ہوش وحواس باقی تھے اُس سے اُسنے معلوم کرلیا کہ اِس دنیا مین لڑکی کی قسمت پھوٹ گئی یہ مفت غضب مین پڑگئی اسکو کمال ہی صدمہ ہوا اور اس صدمے سے چند روز مین مرگیا۔

بیسؔ برس کے بعد میڈم بگریا نوف کی زندگی اوسیطرح بسر ہوتی تھی جیسی کہ ابتدا

مین ہوتی تھی دش، اولادین ہوئین اور یہ سب بچہ ہی پن مین مر گئے گیارہوین لڑکی اور ہوئی نہایت کمزور لاغر زرد تھی مان اُسکو دودھ نہ پلا سکتی تھی اسلیے کہ اُسکو اپنے خاوند کا خوف تھا پس اس لڑکی کو ایک مضبوط قوی کاشتکار کی لڑکی نے دودھ پلایا جس سے وہ لڑکی خوب موٹی تازی ہوئی اور نشو ونما پایا مان ہزار جان سے اوسکی عاشق تھی اور بہت چاہتی تھی۔

بگریانوف نے برسون سے یہی شیوہ کر لیا تھا کہ حوالی مقامات مین جو خوبصورت لڑکیان ملین اور پسند آئین اون سے اپنے گھر کو بھرا جو اُودھر سے گذری پسند آئی اوسکو دو تین روز گھر کے اندر رکھا اور نکالدیا اور چلتے وقت ایک رومال بطور انعام کے دیدیا جیسے کہ اوس گانون مین گنوارون کی عورتین اپنے سر سے باندھتی ہین اِس قسم کے رومال اِسکی الماری مین بھرے رہتے تھے۔

تمام موضع والون نے اِسکو خاموشی سے برداشت کیا وہ کہتے تھے کہ قبر کے پتھر کو بُرا کہنا فضول ہے جسمین مردہ دفن ہوتا ہے بگریانوف کو بھی اسیطرح وہ پتھر جانتے تھے بارہا کاشتکار اِسکے پاس گروہ باندھکر آئے اور دست بستہ ملتجی ہوے کہ جبتک دوسری فصل زراعت پیدا ہو ہماری مالگذاری ملتوی رہے جب فوج مین رنگروٹ بھرتی ہونیکا موقع ہوتا تو وہ التجا کرتے کہ ہمکو اِس بلا سے محفوظ رکھنا۔

اونکی یہ تمام محنت فضول تھی اونکی استدعا ظلم کے تبسم اور سرد مہری کی نظر تحقیر سے ٹالتا اوسکی روش ایسی تھی جیسے کوئی بڑا شخص پرہیزگار ہو اور اپنی عادات کو وہ ترک نکرتا تھا وہ لوگ استدعا کرکے پشیمان ہوتے کہ ناحق ہمنے اِس سے کہا یہ تو کچھ سماعت ہی نہین کرتا یہ سچ ہے کہ بگریانوف کے مزارعین مین انسانیت باقی نہ رہی تھی اور

وہ مہمان نوازی کو بھول گئے تھے اوس غریب شخص کی کمبختی تھی جو اودھر سے جلتی ہوئی دھوپ مین آتا اور ایک گھونٹ پانی مانگتا عورتین اوسکو وہان سے باہر نکالدیتین لڑکے اوسکو اینٹین مارتے اور کتون کو للکارتے وہ خیال کرتے تھے کہ ہر ایک رئیس ہمارا دشمن ہے۔

مکانات خالی اور زمینین پڑی ہوئی تھین اور چاہات پانی سے بھرے ہوے تھے مگر اس خوف کے مارے کوئی پانی نہ نکالتا تھا کہ کہین ٹکس نہ لگے اور لاغر مویشیون کو دیکھکر اوسکے حاکم کے ظلم وتشدد کی شہادت ہوتی تھی حوالی موضعون کی زمین سرسبز شاداب کثرت پیداوار تازہ جاندار قوی مویشی اور چوپایہ تھے مزارعین کی عورتین سرخ وسفید رنگ سایہ اور کرتہ پہنکر اس شخص کے موضع کی طرف جسکا نام بگریانووکا تھا گذرتین تو آپسمین باتین کرتی تھین۔

وہ کہتے ہین کہ بتاؤ جیسے ہم خوش وخرم ہین تم اسطرح کیون خوش نہین ہو تو یہ ایک میل پر آکر پانی بھرنے والی جب سر پر پانی کا گھڑا رکھ آتین تو کہتی تھین کہ ہم کیا بتائین جو کچھ ملتا ہے اور پیدا ہوتا ہے سب زمیندار لے لیتا ہے۔

بعد اسکے کسی وقت مین جب انسے پھر کوئی ویسے ہی سوال کرتا تو یہ اون خوش خرم عورتون کو جواب نہ دیتین بلکہ نگاہ غضب اور حسرت سے اونکو دیکھتی تھین۔

حوالی موضع بگریانووکا کے لوگ باہم چرچا کرتے تھے کہ یہ لوگ مثل بھیڑیون کے رہتے ہین اور ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہین یہانتک نوبت پہونچی کہ لوگون نے انپر افسوس کرنا بھی چھوڑ دیا۔

باب دوم

مزارعین بگریانووکا کے حق مین زراعت ۱۸۸۳ء کی پیداوار نہایت ناقص تھی

وہ دھوپ پڑی کہ الامان موسم بہار مین ہی زمین خشک ہو گئی دو تین مہینے کے امساک باران مین جو کچھ امید ان بیچارون کو تھی ہر طرح منقطع ہو گئی تھی بیشتر صوبون مین زمیندارون نے دور اندیشی اور عقلمندی سے ایسے موقع کے لیے گیہون جمع کر لیے تھے مگر اس موضع کے کاشتکار بالکل نادار اور محتاج تھے سنین ماضیہ مین بھی پیداوار کم ہوئی تھی اور مجبوراً اپنے مالک سے تخم ریزی کے لیے اونکو غلہ لینا پڑا استمبر کا مہینہ تھا جو کھیت مین متفرق درخت جمے تھے اونکی بالیان خشک درختون پر جھک گئی تھین پس فاقہ کش چوپائے کے سوا اور کسی کے کام کی نتھین اونکو بھوسہ ملا گیہون کی زراعت نہوئی گھانس کوڑے سے گیہون کی بالیدگی بالکل نرہی تھی ایک دن اتوار کی صبح کو کاشتکاران بگریا لوو کا کے جو بیدار ہوے تو سنائی دیا کہ زمیندار آج ہی مالگزاری مانگتا ہے موسم سرما کی نسبت گمان تھا کہ خوب شدت کی سردی ہو گی وہ سر پر آ پہونچا کسی کے پاس اتنا نتھا کہ تا آمد موسم بہار وہ اپنے بچون کی پرورش کرتے۔

قبل اِسکے کہ گرجا گھر کے دروازے وا کیے جائین اوسکے سامنے ایک گروہ جمع ہو گیا تھا موضع کا بزرگ شخص اِن لوگون سے کہتا تھا۔

اے بھائیو نمبردار نے تو کچھ بھی نہ کیا افسوس ہے اور ہمارے پاس اسقدر نہین ہے کہ روزمرہ قوت لبسری کرین کیا ہم اپنے مالک سے ملتجی نہون کہ واجب الادا مالگزاری سنہ آئندہ تک ہمسے لینا ملتوی کرے شاید خدا ہمپر رحم کرے اور عمدہ پیداوار ہو۔

اس تجویز کو لوگون نے خاموشی سے سنا سب سرنگون کھڑے رہے ولین کہتے تھے کہ ہمین تو ناکامی دھری ہوئی ہے بعض نے بظاہر شانہ ہلا کر کہا کہ یہ تو فضول تدبیر ہے۔ پھر اسنے کہا کہ کیا تم مین کوئی ایسا ہے جو باقی کی ضمانت کر سکتا ہے اگر ہے تو وہ اپنے

برادرون سے احسان کرے اپنی دولت مین حصے لگائے وہ اس احسان کو مدت العمر کبھی فراموش نہ کرینگے۔

مزارعین نے باہمدگر نگاہ کی انمین سے بعض بالکل مفلس نہ تھے لیکن مفلسی اعتبار کھوتی ہی۔

ایک شخص نے جو انمین سے کم مفلس تھا کہا کہ تمھاری تقریر اچھی نہین ہے کیا تم نہین جانتے کہ جب اونکو یہ معلوم ہوا کہ ہم مین سے کسیکے پاس روپیہ یا گیہون ہے وہ فوراً ضبط و قرق ہو جائیگا تب کیونکر ہماری مدد ہوگی۔

اسکے بعد خاموش ہوے دیکھا پادری صاحب آتے ہین۔ لوگ ایک طرف ہٹے تاکہ اونکو راہ دین۔

اس سرگروہ نے جو بول رہا تھا کہا کہ اے باپ (روس مین قاعدہ ہے کہ پادری کو باپ کہتے ہین) ہم کیا تدبیر کرین ہم مالگزاری نہین دیسکتے ہین۔

پادری صاحب کی عمر چھبیس[۲۶] برس کی بھی نہ تھی دراز قد اور تندرست تھے چہرے سے صاف دلی عیان تھی اور نیلگون چشم تھی بھوری ڈاڑھی اور بھورے لمبے بال تھے قیافہ اور روش سے جنٹلمین معلوم ہوتے تھے موجودہ مزارعین کو انھون نے نظر افسوس دیکھا یہ تازہ وارد تھے انکی بدبختی اور محتاجی سے کماحقہ واقف نہ تھے اور نہ اون لوگون کے دلی غصے سے آگاہی تھی۔

ہمارے پیغمبر کا قول ہے کہ مانگو گے تو ملیگا پس جاؤ اور اپنے حاکم سے ملتجی ہو تمھاری التجا سے اوسکے دل کے دروازے کھلینگے وہ تمھاری عرض کی سماعت کریگا۔

انمین ایک نہایت غصے سے بولا کہ وہ بہرا ہے ایسی التجا نہین سنتا اور نہ ترس

کھاتا ہے۔

اے الیونچا شاید وہ ابکی سے تم جاؤ خدا کے فضل و بخشش پر ہمیشہ بھروسہ رکھنا چاہیے اگر تم کہو تو مین بعد نماز تمھارے لیے دعا مانگون کہ خدا ے عز و جل تم لوگون کی مصیبت پر رحم کرے۔

ایک اور کاشتکار نے کہا کہ ہم ایسی نماز کی قیمت کہان سے لائینگے۔

پادری نے مسکرا کر کہا کہ اس نماز کے کچھ دام نہ دینا اے میرے بچو نماز مین شریک ہو اس سے دل کو تشفی ہو گی خدا تمھارے مالک کے دل کو روشن کرے کہ وہ تمپر ترس کھائے اور رحم کرے۔

پادری مع اپنے نائب کے گرجا مین گئے اور سب لوگ پیچھے پیچھے تھے بگریا نوف اپنے لوگون کو اپنا منتظر رکھتا تھا جبتک یہ نہ آتا نماز شروع نہوتی تھی آخر کار گرجا کا گھنٹہ بجنے لگا۔

معلوم ہوا کہ آتا ہے یہ گرجا مین داخل ہوا اور ایک لمحہ کھڑے ہو کر چارون طرف اپنے آدمیون کو دیکھا جنکو کہ وہ مثل مولیشیون کے خیال کرتا تھا اسکے بعد یہ اپنے مقام نشست کو گیا جہان جنگلہ لگا تھا اور نماز شروع ہوئی۔

جب معمولی نماز ختم ہوئی اور بگریا نوف چلنے لگا تو اوسنے دیکھا کہ پادری نے کپڑے نہین اوتارے اور ایک التجائی نماز پڑھ رہا ہے یہ چین بجبین ہوا اور یہ تصور کیا کہ ان لوگون کو کیا منصب اور اختیار تھا جو انھون نے بغیر میری اجازت کے خاص نماز پڑھنے کے لیے کہا۔

معلوم ہوتا تھا کہ اوسکی وجہ سے آدمی بڑی گرمجوشی سے نماز و دعا مین مصروف ہین۔

یہ سجدے مین جاتے اور اُوٹھتے تھے جسطرح کہ ہوا مین گیہون کی بالیان جنبش کرتی ہین جب یہ لوگ کہتے تھے کہ خداوندا ہم مصیبت زدون پر رحم کر تو معلوم ہوتا تھا کہ رجوع قلب اور کمال درد سے کہہ رہے ہین

بگریانوف نے یہ تمام کارروائی خاموشی سے دیکھی جب یہ دعا ختم ہوئی اور پادری صلیب لیے کھڑا تھا کہ حاضرین کے حق مین دعا دے اور اس غرض سے کہ لوگ بڑھکر اس صلیب کو بوسہ دین اوسوقت بگریانوف چُپ کھڑا رہا او سنے ذرا جنبش و حرکت نہ کی اور کسی کی مجال نہ تھی کہ اس سے آگے قدم بڑھائے اسکی بی بی نے حیرت سے اِسکا مُنہ دیکھا اور پھر آنکھین نیچی کرلین اور خوف سے اسکو رعشہ آگیا یہ شخص کھڑا رہا اور مغرور تھا کہ مجال نہین ہے جو بغیر میرے کوئی آگے قدم بڑھائے پادری زرد کھڑا ہوتھا اور جانتا تھا کہ یہ کیسی توہین ہو رہی ہے بگریانوف صلیب کی طرف بڑھا اور صلیب کا نشان اپنے اوپر بنایا صلیب کو بوسہ دیا مگر پادری پر غصے کی نگاہ گڑی ہوئی تھی۔

تمنے کسکی خواہش سے یہ دعا مانگی تھی ۔

پادری نے جواب دیا کہ اے لارڈ اپنی خوشی سے مجھے خیال تھا کہ اِن کمبخت آدمیونپر خدا کا غضب نازل ہے اور وہ ہماری دعا قبول نکرتا مگر اتنا تو ہوگا کہ ہماری دعا سے اِنکے دلون کو تشفی آجائیگی ۔

بگریانوف نے تبسم سے کہا کہ یہ خیال تو اچھا تھا مگر یہ یاد رکھو کہ مین نئی باتون کو پسند نہین کرتا ہون ۔ کیا تم آج ہمارے ساتھ کھانا کھاؤگے ۔

بلا انتظار اپنے اس اہانت کے نیوتہ کے جواب کے بگریانوف گرجا سے چلا گیا اور پادری اس اہانت کی وجہ سے زرد ہو رہا تھا اور برابر صلیب لیے کھڑا تھا ۔

دوسرا شخص جو صلیب کے قریب آیا وہ کون تھا یہ میڈم بگریانوف تھین نہایت ادب سے بڑھین اور صلیب کو اور ہاتھہ کو جسمین صلیب تھی بوسہ دیا مگر آنکھ سے ہاتھہ پر آنسو ٹپک پڑا پادری نے اوسوقت اِس کمبخت کے چہرے کو دیکھا۔

ایک گھنٹہ بعد ایک گروہ موضع والون کا بگریانوف کے دروازے پر حاضر ہوا وہ اِنکی آمد کے منتظر تھے اور عمداً ٹھنڈی ہوا مین جو خوب تند تھی اِنکو اپنے دروازے کے سامنے کھڑا رکھا اور خود بالائی کوٹ اور سموری ٹوپی پہنکر دروازہ کھولا اور اونکے سامنے جاکر کھڑا ہوا۔

یہ بیچارے لوگ جنکی قسمت اِنکے ہاتھہ مین تھی سب یکجا کھڑے تھے جون ہی یہ باہر نکلا سب نے جُھک جھک کر سلام کیا اور اسقدر جُھکے کہ ماتھا زمین کو لگ گیا اوسوقت موضع کے بزرگ نے یہ کہا۔

مالک۔ آپ واقف ہین کہ امسال کیسی بُری پیداوار ہوئی خدا نے ہمپر رحم نہین کیا ہمنے وعدہ کیا تھا کہ ہمنے جو تخم آپ سے قرض لیا تھا بہار مین واپس دینگے لیکن نہین دیسکتے آپ ہم لوگون کے حال پر رحم کیجیے اور آئندہ فصل تک قرضہ ملتوی رکھیے اوسوقت خدا نے چاہا تو ہم واجب الادا سے دوچند دینگے آپ کو دعا دینگے اور جبتک جیتے رہینگے احسانمند اور شکرگزار ہونگے ہمارے بنائے اب کچھہ نہین بنتا ہے۔

بگریانوف نے تبسم سے سنا اور آنکھین سب کی طرف پھرتی تھین اوسکے بعد نہایت سہولیت سے کہا۔

اے میرے بچو تم مجھکو واجب الادا سے دوچند دینا کیون چاہتے ہو کیا مین لالچی ہون کیا مینے واجب الادا سے کبھی زیادہ طلبی کی ہے اور جب یہ نہین ہے تو واجب الادا دیدو

مجھے اور کچھ درکار نہین بس اسی مین فیصلہ ہے -
سرگروہ موضع نے دھیمی آواز سے کہا ہم تو کچھ بھی نہین دیسکتے آپ خوب جانتے ہین
کہ ابکی کیسی زراعت ہوئی -
بگریانوف نے کہا کہ تمھارے اور میرے دونون کے لیے زراعت بُری تھی مجھے
بھی روپیے کی بہت سخت حاجت ہے -
سرگروہ نے دم سرد بھر کر کہا کہ یہ روپیہ کہان سے آئے اور کاشتکارون نے بھی بڑبڑا کر
کچھ کہا جس سے تصدیق ہوئی کہ بہت مفلس ہین -
بگریانوف نے خاموشی سے کہا - کہان سے آئے تم مجھسے پوچھتے ہو کہان سے آئے
اچھا سوال ہے کیا تمھارے پاس گھوڑے نہین ہین کیا تمھارے پاس مویشی نہین ہین
کیا تمھارے پاس سموری کوٹ نہین ہین کیا تمھارے پاس آلات نہین ہین مین جانتا ہون
کہ ان تمام چیزون کی ایک قیمت ہے کیون کیا نہین ہے لیکن اے باپ .... اسپر یہ
بولے کہ یہ لیکن کون کہتا ہے مین ایک جب کسیکا نہین چاہتا کیون مین کسی کا قرضدار
ہون ... کیا تمھارا انشا ہے کہ مجھکو آج تم بیباق کروگے کیا تم خالی ہاتھ آئے ہو -
ہان مالک -
خیر ایک ہفتے کی مہلت دیتے ہین اگر تم اتوار آئندہ تک روپیہ کا بندوبست کرکے
نہ آؤگے تو مین ایک تدبیر روپیہ وصول کرنیکی کرونگا کچھ میرے ہمسایہ صوبہ اُونٹز نے
مجھسے لڑکیان چاہی ہین جو بطخون اور مویشیون کی خدمت کرین اور کھانا پکائین تم مین سے
کچھ لوگون کی بیٹیان نوجوان اور مضبوط ہین اونکی قیمت کی جانچ کراکے فروخت کردونگا
اور اسطرح تم اپنے قرضے کو اپنے کیسے کا مُنہ کھولے بغیر ادا کرسکتے ہو اب میرے بچو رخصت -

یہ کہکر گھومے اور دروازہ بند کرلیا۔

صوبہ الونٹر کا لوگون کو خیال تھا کہ کیسا برفستانی مقام ہے اونکے خاندان منتشر اونکے گھر ویران تھے۔ ۔ ۔ ۔ یہ لوگ خاموش اپنے گھرون کو گئے۔

خدا کا غضب ہم لوگون پر ہے یہ آخری خرابی ہے الیونچا برابر یہی کہتا چلا جاتا تھا اسکی چھہ بیٹیان تھین ہمین تین جوان تھین۔

باب سوم

رات ہوئی نہایت شدت کی سردی تھی اور سنسان ہورہا تھا درختان بے برگ کی سوکھی اور سڑی ہوئی لکڑیان تند تیز سرد ہوا کے جھونکے سے ٹوٹ ٹوٹ کے گرتی تھین باریک ہلال پر سے ابر کے ٹکڑے روا روی سے گذرتے تھے موضع مین موت کی سی خاموشی تھی حالانکہ شام کے آٹھ بھی نہ بجے تھے جھونپڑون مین عورتین بچے منہ لپیٹ کر پڑرہے تھے اور روتے روتے دل بھاری ہوگئے تھے۔

مرد جاگتے تھے اوس تاریکی شب مین الیونچا کے جھونپڑے مین بیٹھے ہوے ہر طرح ہر پہلو سے فکر کرتے تھے کہ کسطرح اس سے بچاؤ ہو مگر کوئی صورت مفر کی نظر نہ آتی تھی آلات اور دیگر اشیاے ضروریہ یا دُبلے سوکھے مویشیون کے فروخت کرنے سے کیا بھلا ہوتا چند روز رفع تکلیف ہوتی پھر اوس سے بڑھکر مصیبت کا سامنا تھا اور موسم بہار آتا تو اوسکے ساتھ عمدہ پیداوار کی امید ہوتی جب ہل اور مویشی نہوتے تو وہ زمین کا تردد کسطرح کرسکتے یا یہ کہ اپنے لڑکون بچون کی بربادی و تباہی پسند کرتے۔

بعض ایسے تھے جنکو یہی خیال تھا کہ خیر مجبوراً جو ہوتا ہے وہ ہو اسلیے کہ روسی کاشتکارونکو

مفلسی کی وجہ سے اپنے عیال و اطفال کی محبت اور عمدہ خیالات بالکل نہین ہوتے ہین بشریت کی کوئی بات باقی نہین رہتی بس اولاد کی محبت مان کے دل مین رہجاتی ہے جنھون نے اونکو جنا اور دودھ پلایا اور پالا ہے بلکہ اونکی آنکھون مین نوجوان لڑکی جو ادھر ادھر خاموش پھرتی ہے ویسی ہی معلوم ہوتی ہے جبکہ وہ شیر خوار تھی اور زانو پر بیٹھکر کھیلتی تھی ۔

اَلیُونچا اس غضبناک اور مصیبت کی بات سے کسیطرح دل کو تسکین اور صبر نہ دیسکتا تھا کیونکہ وہ اپنی لڑکیون کو بہت چاہتا تھا اوسکے کوئی فرزند نتھا یہ لڑکیان خوبصورت تھین اور اسکا سب کام کرتی تھین یہ بخوبی جانتا تھا کہ مالک کو مجھسے رنج و عداوت ہے پہلے بھی تکرار ہو چکی ہے بس پہلے میری ہی لڑکیان فروخت ہونگی ۔ اور مجھی کو سزا ملیگی ۔ کچھ دیر تامل کرنیکے بعد اُسنے کہا کہ مین تو ہرگز گوارا نہ کرونگا اور راضی نہونگا کہ اپنی لڑکیون کو بھیڑیون کی طرح فروخت کرون تم لوگ بخوبی جانتے ہو کہ اگر فروخت بھی کیا تو یہ دغا کر کے قیمت لے لیگا اِسلیے مین پھر کہتا ہون کہ کبھی راضی نہونگا

تم کیا کروگے کیا ہم سب لوگ جان دیدین ۔

اَلیُونچا نے کہا نہین ۔ وہ مریگا ۔

کسی نے کچھ جواب ندیا صدہا مرتبہ یہ خیال ہر شخص کے دل مین گذرا تھا کہ اگر وہ مرا تو اِس غضبناک جوے سے جسکا بار عظیم ہمارے کاندھون پر ہے اُوس سے نکلجائینگے ۔ مگر زبان سے کسی نے کچھ نہ کہا تھا اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ لفظ ایسے لوگون کے کان مین پڑا جنکو کچھ پروا نتھی ۔

بعد ایک لمحہ کے تامل کے اَلیُونچا نے کہا یہ معاملہ کچھ مشکل نہین ہے صرف عورتین ہی مکان مین ہین اور مرد شاگرد پیشہ مکانون مین رہتے ہین ایک لمحے کا کام ہے پھر ہم سب

آواد ہو جائینگے -

اوسکے بعد ایک شخص بولا کہ پھر کیا ہو گا -

بعد کو کیا ہو گا جو ہماری مالکنی ہے اوسکو جائداد ملیگی اور وہ رحم دل ہے -

اور قانون اور خون کا کیا مواخذہ ہو گا -

اَلیونچا نے خاموشی سے کہا کہ اگر ہم اوسکو پھانسی دینگے تو کوئی خون نہ نکلے گا -
معلوم ہوتا ہے اپنے دور اندیشی سے سب پہلو سوچ لیے تھے اور سب کے جواب بھی تجویز کر رکھے تھے -

ایک شخص اندھیرے مین بولا - تاریکی سے معلوم نہوا کہ یہ کون بولا - کہ کیا وہ تنہا سوتا ہے -

ہان اپنے کمرے مین تنہا سوتا ہے ہماری مالکنی اور نوجوان لیڈی پیشخدمت عورتون کے ساتھ دوسرے کمرے مین سوتی ہے ہم کچھ شور و غل نہ کرینگے -

لیکن کتے جو موجود ہین -

ہم کچھ تازے مرے ہوے مرغ کے بچے اپنے ساتھ لیجائینگے وہ کتون کی طرف پھینکدینگے کتے خاموش ہو جائینگے اِسکے بعد پھر خاموشی ہوئی -

اَلیونچا نے کہا کہ سب کے جانے کی ضرورت نہین ہے پانچ شخص کافی ہونگے اور مین تو چار ہی کو پسند کرتا ہون -

انمین سے ایک شخص بول اُٹھا کہ وہ بہت مضبوط ہے ضرور زور آزمائی ہو گی -

خیر پانچ آدمی چلین بس ایک دفعہ مُنھ مین کپڑا ٹھونس دیا تو گویا اوسکو مجبور کر لینا ہے کیون اب سب ٹھیک ہو گیا -

پھر دیر تک لوگ خاموش رہے۔

الیونچا نے غصے سے کہا کہ کیون کیا یہ ممکن ہے یا نہین۔

پھر کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔

تم تو سب عورتون کا جامہ پہنے ہو اور یہ کہکر زمین پر حقارت سے تھوکا اور کہا تھوک ہے

انمین سے پانچ چار جو ذرا دلیر تھے بولے کہ خیر اچھا جو کہتے ہو وہ ہوگا لیکن آواز مین رعشہ تھا

الیونچا نے کہا اپنے نام بتاؤ۔

اسپر ہر ایک نے اپنے نام بتائے۔

کیا تم قسم کھاتے ہو آج شب کے مشورے کو مخفی رکھوگے چاہے جان جاتی رہے

مگر ظاہر نہ کروگے۔

آہستہ سے انھون نے جواب دیا کہ ہم قسم کھاتے ہین۔

جسطرح تمکو اپنی روح کی مغفرت کی امید ہے ویسی ہی قسم کھاتے ہو۔

ہان جیسے ہمکو اپنی ارواح کی مغفرت کی امید ہے ویسی ہی ہم سچی قسم کھاتے ہین۔

میرے ساتھ کون چلتا ہے۔

جسکو چاہو پسند کرو اور ساتھ لو یہ کام تو عام کی بہبود اور فلاح کے لئے ہے یہ کام

عوض لینے کا نہین ہے جسکو تم پسند کروگے وہی بلا عذر تمھارے ساتھ ہو جائیگا۔

الیونچا نے چار مضبوط اور ناراض کاشتکارون کو نامزد کیا جنپر اوسکی غضب کی دھمکی تھی

الیونچا نے کہا کہ ابھی دو گھنٹے تامل کرنا پڑیگا چاند غروب ہو مالک خوابگاہ کو جائے

جب وہ سو جائے تو اوسوقت اوسکو حیرت مین ڈالین اور گھوم کر اورون کی طرف کہا

کہ تم سب جاؤ اور سو رہو صبح کو اوٹھنا تو بدستور اپنے کامون پر جانا اور بالکل عدم واقفیت

ظاہر کرنا۔

آدھی رات کو آلیو نچا ساتھیون سمیت بگریانوف کے مکان پر پہونچا اور خندق پھاند کر صحن مین گئے کتون نے شور کیا اونکو وہ کھانا دیا جو ساتھ لے گئے تھے اسکا پھینکنا تھا کہ وہ خاموش ہوے یہ آگے بڑھے سامنے کا دروازہ جسمین صرف سٹکنی لگی تھی آہستہ سے کھولا اور اندر پہونچے یہ لوگ مکان کا گھوماؤ جانتے تھے برابر چلے گئے اور آخر کار بگریانوف کے دروازے پر پہونچگئے۔

ایک گوشہ کمرے مین مسیح کی شبیہ تھی اوسکے آگے ہمیشہ ایک شمع روشن رہتی تھی اِس روشنی کو دیکھکر یہ لوگ ٹھٹکے تاکہ دیکھین کوئی جاگتا تو نہین ہے مگر کسیکی آواز نہ آئی ایک شخص کی اندر سے خراٹے کی آواز آتی تھی یا اُنکے پاؤن سے تختے چرچراتے تھے یا دور میدان مین کسی چڑیا کے بولنے کی آواز آجاتی تھی۔

یہ لوگ اندر گئے۔

بگریانوف چونک پڑا اور چاہا کہ غل مچائے مگر فوراً کپڑا مُنھ کے اندر تھا یہ لاچار ہو کر پلنگ پر گرا۔

اُسوقت یہ قاتل رُکے اور ایک دوسرے کا مُنہ دیکھنے لگا۔

بگریانوف اونکے آگے مجبور پڑا تھا صرف مارڈالنا باقی تھا۔

بگریانوف کی مخوف آنکھین اونکو دیکھتی تھین یکایک اوسکے چہرے کا رنگ جو ذرا رومال سے ڈھکا ہوا تھا بدل گیا اوسکا داہنا ہاتھ کھُلا تھا اوس سے سینے پر اوسنے صلیب کا نشان بنایا معلوم ہوتا تھا کہ گویا نماز آخر ادا کرتا ہے۔

ایک کاشتکار نے کہا کہ کیا ماجرا ہے۔

دوسرا بولا کہ شاید یہ مرنے سے پہلے نماز پڑھنا چاہتا ہے

اَلیُوشچا نے کہا کہ سُنو مالک تم مرنے والے ہو تمنے ہمیشہ سختی کی ہے ہمنے جب التجا کی تمنے اپنا دل ہماری طرف سے پتھر کر لیا۔

اِس شخص نے بے سوچے سمجھے یہ الفاظ کہے اوسنے وہی الفاظ کہے جو گرجا گھر مین سلوانک کی زبان مین سنے تھے۔

ہم تمھاری جان لینگے کیونکہ تمھارے ظلم سے محفوظ رہنے کا یہی ذریعہ ہے ہم تمھاری روح کو ایذا نہ پہونچائینگے پس تم اپنے دل کو خدا کی طرف رجوع کرو اور اپنے گناہونکی بخشش چاہو اور اوس سے دعا مانگو کہ وہ تمھاری روح کو جنت بھیجے۔

بُلریانوف کی اونگلیون سے اوسکے سینے پر پھر ایک اشارہ ہوا۔

اُنمین سے ایک شخص بولا کہ یہ صلیب کا نشان نہین بنا سکتا ہے ذرا اسکا داہنا ہاتھ ڈھیلا کر دو۔

اَلیُوشچا نے فوراً اگریا نوف کا ہاتھ ڈھیلا کیا تب اوسنے متبرک شبیہ اور انجیل مقدس کیطرف جو کھلی ہوئی میز پر رکھی تھی اشارہ کیا۔ یہ شخص جو اصلا رحم سے واقف نتھا صبح اور شام دعا مانگتا تھا اور سونے سے پہلے کچھ بیبل بھی پڑھ لیتا تھا۔

اُنمین سے ایک نے کہا کہ کیا تم پڑھنا چاہتے ہو بہتر ہے کہ تم دعا مانگو۔

اُوسوقت اسنے اشارہ کیا یعنے یہ نہین بلکہ وہ چاہتا ہون بیبل کے قریب چھوٹی سی صلیب پڑی ہوئی تھی۔

اِس سے پوچھا کہ کیا تم یہ صلیب لوگے۔

اوسنے اشارے سے کہا ہان۔

اَلیُونچا نے کہا اِسکے پاس لے آؤ تاکہ یہ بوسہ دے - مگر سنو اگر تمنے زبان سے کچھ بھی نکالا تو فوراً تم پھانسی پاجاؤ گے تم مین سے کوئی مجھکو رومال دو جب رومال ملا تو اوسکا پھندا بنایا اور گلے مین بگریانوف کے ڈالا ایک سرا اوسکا اَلیُونچا پکڑے رہا اوسوقت ایک کاشتکار صلیب لایا اور دوسرے نے اوسکے مُنہ سے رومال نکالا -

بگریانوف نے بڑی سانس بھری اور آنکھین بند کرلین تاکہ جو خوشی اِسکو ہوئی ہے وہ آنکھون سے معلوم نہو حقیقت مین بہت بڑی کارروائی تھی کہ کلام کرنے کی نوبت تو آئی اسکو یقین ہوا کہ اب مین اپنی جان بچا لونگا -

اِسنے آہستہ سے کہا میرے دوست حقیقت مین مینے تمہاری نسبت ظلم اور اپنے خدا کا گناہ کیا ہے لیکن اگر تم مجھکو مہلت دوگے تو مین قسم کھاتا ہون کہ اپنی عادات کو سنبھالونگا اور جسقدر مینے تمکو ضرر پہونچایا ہے اوسکو باقی عمر مین دل سے دور کرونگا

یہ تقریر بہت طویل تھی اور اسکی گزہت کا وقت بھی ملا تھا مگر خوب ہی تقریر تھی -

اَلیُونچا نے حقارت سے کہا ہان ہم تمکو خوب جانتے ہین آج تو آپ میٹھی میٹھی باتین کرتے ہین لیکن کل ہمکو ضرور سیبیریا بھیجدوگے -

بگریانوف نے صلیب کا نشان بناکر کہا کہ مین قسم کھاتا ہون کہ کبھی دغا نہ کرون گا اب مجھکو اپنی بُرائی معلوم ہوتی ہے اور کسقدر یہ بُرائی ہوگی جب تم لوگ مجبور ہوے کہ ایسا سخت جرم کرو جو خون ہے اور خدا کی نگاہ مین نہایت غضبناک ہے اسکا مواخذہ مجھپر ہو اگر مین رحم دل حاکم ہوتا تو تم ایسی حرکت پر کیون آمادہ ہوتے جس حرکت کو کلیسا کبھی معاف نکریگی جس سے تمہاری روح ہمیشہ خدا کی ناراضی سے خدا کے غضب مین پڑی رہیگی -

اَلیُونچا نے کہا کہ خیر آپ ہماری روحون کی فکر نہ کرین پہلے اپنی خبر لیجیے ابھی ہمارا زمانہ

بہت ہے تمہارا وقت آخر ہوا آلو آؤ نماز پڑھو بس قصہ تمام ہوا۔

بگریانوف نے شیرین زبانی سے کہا کہ اے میرے معاف کرنیوالون اگر تم میری جان بچاتے تو مین تمہارا قرضہ معاف کرتا اور اسقدر گیہون دیتا کہ تمام موسم سرما مین کھانے کو کافی ہوتا تم جانتے ہو کہ میرے کھتے غلے سے بھرے ہوے ہین اونکے ساتھ ایک گٹھہ آلو بھی دیتا

انمین سے ایک بولا کہ یہ تو کافی نہین ہے۔

الیونچا آہ معاملہ ختم بھی کر دو اور یہ کہکر رومال کو سخت پکڑا۔

کاشتکار کے بولنے سے بگریانوف سمجھا کہ اگر بڑے بڑے وعدے کرونگا تو جان بچ جائیگی الیونچا کے مانند اور مستقل مزاج نتھے وہ قتل کرنے سے تامل کرتے تھے اور انجام کا خوف تھا جیسا کہ اونکے سامنے کیا تھا۔

میرا مطلب یہ تھا کہ ہر شخص جو موضع مین ہے اوسکو ایک گٹھہ آلو اور ہر ایک عورت یا بچہ کو نصف گٹھہ دونگا اور سال آئندہ کی مالگزاری معاف کردونگا۔

الیونچا نے غصے سے کہا کہ لو جھگڑا تمام کر دو اور سمجھا کہ دشمن بچا جاتا ہے اسنے چاہا کہ پھندے کو کھینچے کہ اور لوگون نے اوسکا ہاتھہ تھام لیا۔

اگر مالک اپنے وعدون پر قائم رہے اور ہمکو انعامات بھی دینے کہتا ہے تو کیا لازم ہے کہ ہم اوسکو مار ڈالین۔

الیونچا نے کہا خیر یہی ہوگا مگر مین ابھی سے دیکھتا ہون کہ میری پشت تازیانے سے فگار ہے اور اگر بچ بھی گیا تو میرے استخوان سیبریا مین پڑے سڑتے ہونگے مینے تمہاری بہتری کے لیے یہ تدبیر کی تھی جو تمہاری خوشی ہو وہ کرو اور یہ کہکر ایک کرسی پر بیٹھا اور اونکی طرف سے پشت پھیر لی۔

ایک کاشتکار بولا کہ اگر ہم تمکو چھوڑ دین تو تم ہمکو کیا دو گے اور کاشتکار بیقراری سے الیونچ
کو دیکھتے تھے جسنے اِنسے اپنا تعلق دور کیا ۔
مین تمکو دریا کے کنارے چراگاہ مویشیون کے لیے دیدونگا ۔ اوسنے جانا کہ اب مین بچگیا
یہ چراگاہ نہایت عمدہ زمین تھی سارا ضلع اسکو دیکھکر لالچ کرتا تھا اسکا ثانی کوئی مقام
وہان نتھا اسمین آبپاشی ہوتی تھی اور نہایت زراعت ہوتی تھی اور صرف ایک ہزار نقرہ
ڈالر زراعت کی قیمت ہوتی تھی ۔
اِن آدمیون نے باہم گر نظر کی اور لالچ مین آگئے تھے ۔
انہین سے ایک چالاک تھا بولا کہ آج تم وعدہ کرتے ہو مگر کل اوسکو توڑ دو گے ۔ تم کِسکی
قسم کھاتے ہو ۔
مین اپنی روح پاک کی قسم کھاتا ہون ۔
کاشتکار نے کہا کہ یہ تو کافی نہین ہے کیونکہ ایک گناہ کرتا ہے اور ایک عفو چاہتا ہے
خدا معاف کرتا ہے تمکو کوئی زبردست قسم کھانا چاہیے ۔
بگریا نوف بولا آنکھون سے خوشی ظاہر تھی کیا مین صلیب کی قسم کھاؤن ۔
صلیب سامنے لائے ۔
تم قسم کھاتے ہو اِسپر کہ آئندہ اور گذشتہ سنہ کا قرضہ مالگذاری معاف کرو گے ۔
مین قسم کھاتا ہون ۔
کاشتکار بولا جو ہم کہین وہی لفظ بہ لفظ کہو ۔
بگریا نوف نے پورا فقرہ کہا اور قسم کھائی ۔
اور تم تمکو گیہون اور آلو حسب وعدہ دو گے ۔

جو مینے وعدہ کیا ہے قسم ہے اس صلیب کی مین تمکو گیہون، اور آلو دونگا۔
اور دریا کے کنارے کی ترائی جو موجود ہے۔
ہان جیسی موجود ہے یون ہی دیدونگا بلکہ مین قسم کھاتا ہون کہ گھانس کی ٹال بھی اوسکے ساتھہ تمکو دیدونگا اور کیا چاہیے۔
اُلیُونچا بولا کہ تم یہ قسم کھاؤ کہ آج کی شب کی کارروائی کو کسی جاندار سے نہ کہوگے اور یہ قسم کھاؤ کہ اپنی رعایا سے برحم و بخشش پیش آؤ گے۔ اور تم ہماری لڑکیون کی بے آبروئی نکروگے ہمسے کام لوگے تو مزدوری دوگے بیگار نہ کراؤ گے۔
تم اپنی روح کی قسم کھاؤ اور تمام مغفرت کی امیدونکی قسم کھاؤ اور صلیب پر اپنے پیغمبر کی قسم کھاؤ جو تمھارے اور ہمارے لیے صلیب پر چڑھا تھا۔
مین اپنی روح کی قسم کھاتا ہون اگر خلاف کرون تو ہمیشہ کے لیے جہنم مین رہون اور لاش مسیح کے لیے جسنے ہم سب کے لیے قضا کی تھی۔
سب کاشتکارون نے صلیب کا نشان بنایا اور بوسہ دیا بگریانوف نے بھی یہی کہا۔
بگریانوف نے کہا اے میرے چھوٹے کبوترون اب ذرا مجھکو کھولدو۔
اُنھون نے اسکو کھولدیا یہ اوٹھا اور جسطرح بھیگا ہوا کتہ بدن ہلاتا ہے اسطرح اپنے جسم کو ہلایا اِسکی نگاہ مین عداوت نہ تھی یا بی تھی اُلیونچا سے چار آنکھین ہوئین جسکی نگاہ مین بے اعتباری تھی الیونچا نے گھومکر یکایک دیکھا کہ کوئی ہتھیار تو نہین ہے مگر وہان کوئی ہتھیار نہ تھا۔
اُلیُونچا نے کہا اے میرے ساتھیو تم سب تباہ ہوگئے یہ تمھارا ہی کردار ہے خیر تو میرا رخصتی سلام ہے۔
کاشتکارون کو اوسوقت یکایک خوف پیدا ہوا اونھون نے کہا کہ اپنی قسم کو یاد رکھنا۔

بگریا نوف نے کہا ہاں میرے دوستو مجھپر بھروسہ کرو یہ کہکر راستہ باہر کا بتایا اور کہا کل اوس کاغذ پر دستخط ہونگے جس سے یہ تزائی تمکو دیجائیگی۔

گوڈنیٹ۔

یہ کاشتکار الیونچا کے پیچھے چلے اور الیونچا اسطرح مستحکم مزاجی سے جاتا تھا کہ جسطرح کوئی شخص کارروائی کر گذرتا ہے اور اپنی قسمت اور اوسکا ثمرہ بھگتنے کو جاتا ہے۔

جب یہ لوگ سڑک کے گھوماؤ پر گذر گئے تو بگریا نوف نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور اصطبل مین گیا اور آہستہ سے کوچبان سے مہربانی کے ساتھ کہا۔

نہایت تیز گھوڑا نکالو اوسکے سمون پر گھانس باندھو اور گاڑی کے پہیون پر گھانس لپیٹو مجھکو شہر مین نہایت ضروری کام ہے مین اپنے جانے سے کسیکو مطلع کرنا نہین چاہتا ہون۔

آدھ گھنٹے کے بعد یہ گاڑی بلا شور و غل سڑک پر جاتی تھی مکان اور میدان تاریکی مین تھے آسمان پر ہوا تیز تھی جب گاڑی صدر کی پختہ سڑک پر پہونچی تو بگریا نوف گاڑی کے گوشہ مین بیٹھا اور دل سے ہنسکر کہا کہ کیا ہی بیوقوف تھے۔

باب چہارم

جب بگریا نوف شہر مین پہونچا تو سات بجے ہونگے یہ سیدھا ایوان کو چلا گیا اسکی اطلاع دی گئی اور گورنر نے سرد مہری سے اس سے ملاقات کی۔

تم بیان کرتے ہو کہ کل شب کو تمھاری رعایا نے تمکو مار ڈالنا چاہا تھا اوسکی ناراضی کا باعث کیا ہے مجھے گمان ہے کہ ایسی سخت کارروائی پر جو وہ آمادہ ہوے تو اونکو ضرور کوئی شکایت ہوگی وہ نہ تو مجھکو مالگزاری دیتے ہین نہ میرا قرضہ دیتے ہین جو مین نے اونکو تخم ریزی کے وقت

دیا تھا وہ اپنی نجات کا آسان ذریعہ یہی سمجھے کہ مجھے مار کر اپنے قرضے سے پاک ہون۔

کیا تمھارے یہان تمھارے ہمسایون سے بڑھکر بہتر زراعت ہوئی تھی۔

نہین حضور۔ بگریانوف نے ہونٹ دبا کر زبان سے کہا۔

گورنر نے کہا کہ خیر تم آخر کار انکے مالک ہو یہ معاملہ میرا نہین ہے پھر تم کہتے ہو کہ اُنھون نے مجھے چھوڑ دیا۔

بگریانوف نے کہا کہ حضور ہی اس امر کو تحقیق کر سکتے ہین۔

گورنر نے کہا تمنے اونسے کیا شرطین کین۔

اس معاملے مین شرطون سے کچھ واسطہ نہین ہے جو وعدے زبردستی دھمکا کر لیے جاتے ہین وہ تو قانون مین محض باطل و لغو ہین۔

گورنر نے کہا کہ ہان بالکل درست ہے غالبًا اُنھون نے تمسے اول شرطیہ کی ہوگی کہ رات کو جو ماجرا گذرا ہے ہرگز زبان سے نہ نکالوگے اور تم سیدھے یہان چلے آئے کہ اونکو ماخوذ کراؤ۔

بگریانوف نے کہا حضور آپ کو تعجب ہے۔ یہ الفاظ حسب معمول طنز کے کہے اوسکا خون جوش کھا رہا تھا کہ یہ اعلیٰ درجہ کا شخص مجھسے کیسی باتین کرتا ہے۔

نہین صاحب مجھکو تعجب نہین ہے تم تحقیقات چاہتے ہو۔

مین خیال کرتا ہون کہ اس امر کے لیے میرے ہی اظہار کافی ہین۔

نہین کافی نہین ہین۔ شاید تمھارے پاس ہو۔

بگریانوف کے چہرے سے غصہ نمایان ہوا کیونکہ یہ خیال کرتا تھا کہ مین تو رئیس ہون اور حیف ہے کہ رعایا کے مقابلے مین جو مین بیان مین کردن مجھسے اوسکا ثبوت چاہا جائے

بگریانوف نے کہا ایحضور آپ جو چاہین تحقیقات کرین وہی کافی ہے مگر مجھے ایک گارد ملے تا کہ مین ادن دیوانون سے محفوظ رہون۔

درحقیقت تم جانتے ہو کہ سزاے بیدا ورسیبیریا ہی ان بدنصیبون کی قسمت مین ہے۔

بگریانوف بولا مجھے تو یہی امید ہے۔

خیر صاحب تمھاری درخواست کی تعمیل ہو گی۔ تمھارے موضع پر جاکر آج سپاہی قبضہ کرینگے

بگریانوف بولا کہ مین حضور کی مرحمت کا مشکور ہوا۔ اور رخصت ہونے کو اوٹھا۔

اِسکا ہاتھہ دروازے کے بازو پر تھا اوسوقت جنرل نے اتفاقیہ ہاتھہ کے اشارے سے کتاب کو گرادیا جو میز پر رکھی ہوئی تھی بگریانوف نے گھومکر دیکھا اور دونون کی آنکھین چار ہوئین۔

صاحب تم جانتے ہو کہ تمھارے کاشتکار نہایت ہی بیوقوف تھے کہ قابو پاکر اونھون نے تمکو نہ مارا۔

بگریانوف نے کہا کہ حضور میرے خیالات آپکے خیالات کے مانند نہین ہین۔

یہ کہکر جھک کر سلام کیا اور باہر کا راستہ لیا۔

گورنر کمرے مین نہایت غصے سے ٹہلتا رہا یہ غصہ ویسا ہی تھا جیسا کہ نیک آدمیون کو ہوتا ہے جبکہ اونکو کسی شیطانی حرکت سے سابقہ ہوتا ہے مگر کوئی چارہ نتھا اسکے ہاتھہ مین کچھہ کاغذ تھا جسکو غصہ او رخیال مین مل دل ڈالا تھا۔ اُوس حالت مین میز پر بیٹھا اور حکم دستخط کیا کہ گارد موضع بگریانوؤکا کو جاے

گورنر نے کہا ہمارے ملک مین بہت کم بدذات رہ گئے ہین یہ الفاظ اوسوقت زبانپر تھے کہ جب یہ بگریانوف کا نام لکھتے تھے اور کہا کہ گو کم ہین مگر ہمارے ملک کی بدنامی

ہوتی ہے اور غیر ملک کے لوگ بھی ہنستے ہین اگرچہ وہ مار بھی ڈالتے افسوس سے لگ کہ کیا خوب ہوتا۔

بگریانوف میان سے گاڑی پر سوار ایک عمدہ ہوٹل کو گیا جو شہر مین تھا یہ بہت بڑی عمارت تھی اور خوب قلعی وغیرہ کی ہوئی تھی۔

جانور گوبریلا اور لال بیگ میزون پر پھرتے تھے اور نمی کی ایسی بو آتی تھی کہ دماغ پراگندہ ہوتا تھا ہوٹل کے ملازم سرخ قمیص پہنے میلے رومال ہاتھون مین لیے کاندھون پر ڈالے اِدھر اودھر پھرتے تھے کوئی پیالہ تشتری لیے جاتا تھا۔

بگریانوف کے جانے سے موجودہ لوگون کو حیرت ہوئی ہر شخص نے گردن بڑھا کے دیکھا کہ سفید ڈاڑھی اور سفید ابرو والا رئیس کیسا ہے جسکا نام لیکر بچون کو کھلائیان ڈراتی ہین جہان کوئی بچہ رویا یا ضد کی تو اوسکو ڈراتے تھے کہ فلان شخص کو بلا لینگے بجاے اِسکے کہ یہ کسی سے کچھ کہتا اسنے ٹوپی اوتار کر سب طرف گھومائی اور کہا گوڈوے اسلام دن کا اسکے سلام کا جواب خاموشی سے لوگون نے دیا گویہ لوگ نہین چاہتے تھے کہ اسکو یہ ظاہر ہو کہ انھون نے دیکھا ہے گو سب یہ بھی چاہتے تھے کہ یہ ناراض بھی نہو۔

ایک خدمتگار ایک میز کے صاف کرنے کو بڑھا جو مَیلی تھی اور بگریانوف، وسکے پیچھے بیٹھا تھا اور ایسا خاموش تھا کہ اگر پن بھی گرتی تو آواز آجاتی۔

اوسوقت مالک ہوٹل سلام کرتا ہوا سر جھکا کے اسکے پاس آیا۔

اسنے آہستہ سے پوچھا کہ آپ لارڈ کا کیا حکم ہے۔

مین لارڈ کچھ کھانا چاہتا ہون عمدہ سے عمدہ جو کھانا تمھارے پاس تیار ہو لاؤ۔

اوسوقت بہت عمدہ عمدہ کھانے کی تیاری کا حکم ہو گیا

بگریانوف نے کہا کہ کھانے کے ساتھ مربا بھی ہو مین بہت چاہ سے کھاتا ہون -

مالک ہوٹل وہان بجلی کی طرح چلا گیا -

اس عرصے مین ایک سوداگر پارچہ جو شہر مین اعلیٰ درجے کا تھا بگریانوف سے باتین کرنے لگا -

آپ شہر مین سیر کے لیے آئے ہین یہ کہکر اسکو خود ہی اپنے کلام سے حیرت ہوئی -

بگریانوف نے کہا کہ یہ تو ظاہر ہے یہ کہتے وقت اپنی ٹانگین دوسری کرسی پر پھیلا دین

قصور معاف کچھ عرض کردن آپ کام کے لیے یا تفریح کے لیے تشریف لائے ہین -

بگریانوف نے کہا دونون وجہ سے آیا ہون مگر آیندہ روپے کو وچھہ مین تمسے آج کچھ نہ خریدونگا -

سوداگر نے کہا کہ مین نے تو یون ہی عرض کیا تھا - معلوم ہوا کہ آپ لارڈ کچھ خریدنے نہین آئے ہین -

اسوقت کھانا آگیا بگریانوف نے کوئی جواب نہ دیا خوب مزے سے کھانا شروع کیا -

رات کی تشویش اور اکتوبر کی سرد ہوا سے اشتہا بڑھ گئی حلق تک خوب کھایا اور اپنے حلق کو ایک بوتل بورڈیا کی پی کر دھو دیا فرانسیسی شرابون کو بڑی چاہ سے پیتا تھا اوسکے بعد قہوہ کا پیالہ مانگا اِسکے بعد دیوار کی طرف مُنہ پھیرا اِس صورت مین نظر حقارت سے لوگونکو دیکھ سکتا تھا اور یہ بیٹھا رہا -

پس پیارے کیوٹرون تم واقف ہونا چاہتے ہو کہ مین یہان کیون آیا ہون -

ایک موٹے تازے دوکاندار نے جو اوسکے قریب تھا جواب دیا - ہان لارڈ -

بگریانوف نے کہا کہ اے پیارے بھائیو مین تمہارا اشتیاق پورا کرونگا -

میرے آنیکی یہان وجہ یہ تھی کہ میرے کاشتکارون نے کل رات مجھے مارڈالنا چاہا تھا
پس وہ حیرت کی جو واویلا ہوئی تو حیرت ہی حیرت تھی اور کوئی بات نتھی۔
بگریا نوف بولا مجھکو اونھون نے مارڈالنا چاہا تھا۔ شراب جو پی تو نشہ کی ترنگ مین
لگے بکنے۔ مگر جو کچھ اونھون نے مجھسے مانگا مینے دینے کا وعدہ کیا اونھون نے مجھے
چھوڑدیا کیا ہی بیوقوف تھے اوسنے اپنے فربہ ہمسایہ سے پوچھا کہ کیون تمھارے نزدیک بھی
وہ بیوقوف تھے ایک کھرے پن سے اوسنے یہ پوچھا۔
جتنے لوگ بیٹھے تھے پیچھے ہٹے اور خوف کرتے تھے کہ یہ کیسا بلا کا شخص ہے انمین سے
کوئی ہنستا نہ تھا۔
بگریا نوف کی تیوری پر بل آیا جب اسنے ہر شخص کے چہرے کی طرف دیکھا اور خیال
کیا کہ یہ میری رعایا نہین ہین اور پھر خوش مزاجی سے باتین کرنے لگا اور کرسی پر جھوم رہا تھا
خیر اونھون نے مجھے چھوڑدیا مین گورنر کے پاس سیدھا پہونچا تھا۔ اگورنر اچھا شخص
نہین ہے وہ تو ایک بوڑھا بیوقوف شخص ہے ہر چند وہ ایسا ہے مگر اوسکے سپاہی کل
میرے موضع مین رہینگے اور وہ عمدہ عیسائی جنھون نے مجھکو جنت رسید کرنا چاہا تھا اب
سیبریا کو بھیجے جائینگے اور پہلے اونکی پشت تازیانون سے خوب گرم کیجائیگی۔ اسیوجہ سے
مین نے کہا تھا کہ مین کام کو اور سیر کو آیا ہون۔
خاموشی بدستور رہی اور بگریا نوف کے گرد جو حلقہ تھا اوسکو اور وسعت ہوئی۔
آدمی مین باجا سننا چاہتا ہون کھانے کے بعد مجھے باجا پسند ہے۔
کمرے مین جو باجا رکھا تھا خدمتگار نے اوسکو کوک دیا یہ باجا ہر ایک روسی ہوٹل مین
ہوتا ہے۔

بگریانوف نے کہا جلدی جلدی سجاؤ مین چاہتا ہون کہ کوئی ناچنے والا بھی ہو کیا تم میری رائے پسند نہین کرتے ہو۔

اسنے گھومکر دیکھا کہ کوئی مجھے جواب دے مگر کمرہ خالی تھا صرف خدمتگار کاندھے پر رومال ڈالے کھڑا ہوا اسکی طرف خوف سے دیکھہ رہا تھا۔

بگریانوف نے ڈپٹ کر کہا کہ اپنے مالک کو بُلا لا۔

مالک ہوٹل جھکتا اور سلام کرتا ہوا آیا۔

بگریانوف نے کہا تم کیون چلے گئے تھے۔

اے مالک آج کادن کام کا ہے اسلیے مین کام کرنے چلا گیا تھا۔

بگریانوف نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو آج بازار کا دن نہین ہے۔ تم مجھسے اسلیے خوف کرتے ہو کہ مین اپنی رعایا کی پشت کے تسمے اوڑاؤنگا اونکو سیبریا بھیجونگا مجھے افسوس ہے کہ تم میری رعایا نہین ہو نہین تمکو بھی سیبریا بھیجدیتا جلدی اپنا بل (حساب) لاؤ اور کہدو کہ میرا گھوڑا جوتین مین بھیڑیون کو اپنے گانؤن مین پسند کرتا ہون تم منہماتے ہوے گوسفند ونکو پسند نہین کرتا ہون ہرچند مالک ہوٹل نے عذرات کیے بگریانوف نے نہ مانا اور فوڑا روانہ ہوا۔ کوچبان سے کہا آہستہ آہستہ چل جلدی نکرجب صبح صادق مین اپنے گھر پہونچا توسپاہیون کی چمکتی ہوئی ٹوپیون کو دیکھا جو موضع کے دروازے پر پہرا دے رہے تھے گھرمین پہونچا تو خوشی سے ہاتھ ملے بی بی نے چاء کا پیالہ بنادیا سوال کرتے ڈرتی تھی۔

باب پنجم

تحقیقات بہت کم ہوئی اخفا کا غلاف خاموشی کی ... سے ثابت ہوا کہ

یہ شہادت اونکے جرم کی ہے صرف الیونچا نے گفتگو کی ۔

اگر ہمنے مالک کو مارڈالنا چاہا تو کیا - یہ جواب اِن لوگون کو دیا جو اِس سے سوالات کرتے تھے ۔ اول تو یہ تمھارا معاملہ نہین ہے تم شہر کے لوگ ہمارے پاس نہین آئے تھے بجز اسکے کہ ہمارے ہاتھہ پاؤن باندھکر ہمکو سیبریا روانہ کرو تم کیونکر جانتے ہو کہ ہمپہ تکلیف اور مصیبت کیا گذرتی ہے اور ہم کیا خیال کرتے ہین تم کسی بات مین ہمسے واقف نہین ہو اور تم ہمکو گروہ بدذاتون کا جانتے ہو کہ یہ دنیا مین غلط کام کرنے کے لیے پیدا ہوا ہے اگر ہم ہمیشہ غلطی پر ہین تو یہ کیونکر ہے ہمارے ہمسایے مین اور کاشتکار بھی تو ہین جو اپنے مالک سے ہمیشہ خوش و خرم ہین اور ہر کام وفاداری سے کرتے ہین ہمنے اس کام کو پہلے ہی کیون نہ کیا جو کل شب کو کرنا چاہا تھا صرف اسوجہ سے ایسا ارادہ ہوا ہے کہ ہمنے مدتہاے دراز تک تمام مصائب اور اذیت کو مثل بے زبان بھیڑون کے برداشت کیا ہے وراے اِسکے ہم کچھہ تنہا نہین ہین جو اپنے مالک کے مارڈالنے مین کوشش کی پہلے بھی یہ حرکت ہوئی اور جبتک ہمارا پیغمبر بچانے والا ہم مصیبت زدہ کاشتکارون پر رحم نکریگا پھر یہی واردات شدنی ہے ۔

افسر تحقیقات کنندہ عقیل اور رحیم تھا ہمیشہ اوس فرقہ مین تھا جو ہر ایک کی بندی خلاص ہونا چاہتا تھا پس مجرم کو بیان کہنے دیا اور خود سُنا کیا جب اُلیونچا باتین کر کے تھما تو اسنے اوسکو رحم کی نگاہ سے دیکھا دوسری طرف بگریانوف غصے سے مٹھی باندھے کھڑا تھا افسر نے کہنا چاہا مگر کچھہ نہ کہا کیونکہ بجز عفو قصور کے اور کچھ کہنا فضول تھا ۔

یہ پانچ مجرم اور وہ لوگ جنپر بگریانوف کو عداوت کا ظن غالب تھا چاہتا تھا کہ یہ سب ماخوذ ہون کوئی باقی نرہے انکو سزا ملے کہ دو دو سو بید اور ہمیشہ کے لیے جلا وطن

ہوکر سیبیریا کی گانون کو جائین۔

انھون نے حکم سزا سنکر ذرا بھی جنبش نہ کی مگر تمام دن موضع مین صداے بازگشت رونے پیٹنے عورتون بچون کی آتی تھی عورتین اپنی خانہ ویرانی اور بیوہ پنے پر روتی تھین۔

یہ سب اپنے مکانون کے دروازے پر اوسیطرح بیٹھی تھین جسطرح کوئی مردے کے لیے بیٹھتا ہے جب اِن عورتون کو دھاڑین مار کر روتا سُنتا تو بگریانوف کو خوشی ہوتی اور کہتا کہ مجھکو علانیہ فتحیابی ہلی مگر ایک عرصے کے بعد اسکو بھی برابر رونے کی آوازین سنکر بُرا معلوم ہونے لگا۔

یہ چاہتا تھا کہ اونکے رونے کو روکے جسوقت اِسنے افسر اسٹانووا سے ذکر کیا جسکو اِس عدے کی تعمیل کا حکم تھا اوسنے فوراً جواب دیا کہ یہ معمول نہین ہے کہ کسیکے ذاتی رنج والم کو روکین اور نہ مجھکو اسکی ممانعت کا حکم ہے بگریانوف کو ایک یہ بھی خوشی تھی کہ سزاے بید ملتے ہوے آنکھون سے دیکھون اسکو وہ کبھی فراموش کرتا۔

یہ بڑے اشتیاق سے دیکھتا تھا کہ اون بیوقوفون کی پشت برہنہ کی گئی جنھون نے اسکو زندہ چھوڑ دیا اور بید مارنے والے سپاہیون کے گرد حلقے کیے عام تماشائی کھڑے تھے اور یہ لوگ تازیانے لیے ہوے تھے کہ ٹکٹی سے بندھ چکین تو ہاتھ صاف کرین۔

اول ہی صداے واویلا کے ساتھ بگریانوف کا زرد چہرہ خوشی سے سُرخ ہو گیا ظالمون کی سی خوشی اوسکی نیلگون آنکھون سے عیان تھی چارون طرف دیکھتا تھا۔

انکے ملازم مکان کے روبرو بطور گارد آف آنر کے جمع تھے مگر میڈم بگریانوف وہان نتھی۔

یہ مکان کے اندر گیا اور اپنی زرد رنگ بی بی کو گھسیٹتا ہوا لایا جسکو غش آیا جاتا تھا

اسنے دیکھا تھا کہ شبیہ مسیح کے سامنے سر جھکائے نماز پڑھ رہی ہے۔

بگریا نوف نے اپنی بی بی سے کہا کہ تمھارا دل نہایت کمزور ہے اور آہنی پنجہ سے اوسکا بازو پکڑ کر کھڑا کیا پھر کہا کہ اے میری پیاری جب شریر اپنی شرارت کا ثمرہ پائین تو اوسکا دیکھنا اچھی بات ہے تم یاد رکھو میری پیاری کہ انھون نے تمھارے شوہر کو مار کر تمسے چھین لینا چاہا تھا۔

میڈم بگریا نوف اپنی آنکھین بند کیے کھڑی تھی اور شخص مضروب کی آواز پر کانپ جاتی تھی جب بید پڑنے لگے تو چیختے چیختے تھک گئی آواز نہ نکلتی تھی کراہنے لگی اور یہ کم نصیب لیڈی ہونٹون سے دعا کرتی تھی۔

اسٹانو واے نے کہا ستو ہوے جو کھڑا ہوا شمار کر رہا تھا۔ ٹھہرو۔

میڈم بگریا نوف نے آہستہ سے کہا کہ کیا ابھی بید لگا نہین چکے نہایت افسوس کی نظر اوٹھا کر اپنے شوہر سے پوچھا تھا۔

بگریا نوف نے کہا کہ اے میری قمری ابھی سو ضرب اور باقی ہین۔

ڈانیل لوبخ انکو معاف کرو جسطرح تمکو اپنے خدا سے امید معافی کی ہے۔

اسکے جواب مین اسنے یہ کہا کہ تمکو افسوس ہوگا کہ انھون نے مجھکو نہ مار ڈالا۔

یہ بولی کہ اوہ انپر رحم کرو اور ایسی بدحواس تھی کہ یہ نہ جانتی تھی کہ مُنہ سے کیا نکلتا ہے

بگریا نوف نے ہاتھ اوٹھا کر لوگون سے کہا کہ بید لگائے جاؤ۔

ہوا مین بید کی سنسناہٹ سنی زور سے چیخ مار کر میڈم بگریا نوف بیہوش زمین پر گری۔

بگریا نوف بولا کہ کیا ہی اسکا چڑیا کا سا دل ہے اور چپشیدمتون سے کہا کہ اسکو

اندر لیجاؤ اور پرچلا کر دھوئی دو کیونکہ بیہوش کا عمدہ علاج ہے۔

اس کامل سزا کی تعمیل خاموشی سے ہوئی عورتین روتے روتے تھک گئی تھین اور بعض بیہوش مٹی مین لوٹتی تھین اور بعض پڑی ہوئی تھین۔

جنکو بید لگے تھے غش آگیا تھا اور کچھ نشہ کی سی حالت مین گنگ تھے پسینہ ماتھے سے جاری تھا اور پشت سے سیاہ قطرے خون کے ٹپک رہے تھے۔

جب سزا ختم ہوئی تو ٹکٹی سے کھولے گئے زبردستی برانڈی پلائی گئی اور کمیون کے دفتر کو لے گئے یہی مقام جیلخانہ کا کام دیتا استانوواے کے مزاج مین بہ نسبت بگریانوف کے زیادہ رحم تھا گو کہ وہ ایسی باتون کا عادی تھا تاہم اوسنے کمبخت عورتون کو اونکے شوہرون کے پاس بھیجدیا تاکہ اونکی خدمت اور زخمون کی مرہم پٹی کرین۔

اس تنگ کمرے مین عورتین پھرتی تھین اور یہ کم نصیب مجروح سوکھی گھانس پر پڑے تھے عورتین زخمون کو پونچھتین اور اونپر مرہم لگاتی تھین۔

بگریانوف بھی دیکھنے گیا تھا کچھ رحم و ترس کیوجہ سے نہین بلکہ اس غرض سے کہ کچھ اور ایذا پہونچائے لیکن اوسکو اندر نہ جانے دیا اور کہا حکم نہین ہے۔

اوسنے کہا کیون یہ تو میری خود جائداد ہے اسکو حیرت ہوئی اور غصے سے یہ کہا تھا اور نہین دریافت کرسکتا تھا کہ میری خوشی کا روکنے والا کون شخص ہے۔

استانوواے نے کہا کہ مجھکو جیلخانے کا اختیار ہے مین نہین چاہتا کہ میرے جیلخانے کے لوگون کو کوئی ستائے۔

بگریانوف نے کہا کہ یاد رکھو تم موقوف کردیے جاؤگے اور غضب کی نگاہ سے دیکھا اور گوڈ نیٹ کہکر روانہ ہوا۔

سر جو چاہے کیجیے بہتر ہے تم درخواست کر کے اس نوکری پر مقرر ہو جاؤ۔

اخیر کارروائی دوسرے دن ہوئی مجرمون کی مشکین بندھی تھین دو گھوڑے کی گاڑی مین سوار ہوے اور زبردست گارد سپاہیون کا گرد تھا اوسوقت اسٹانووا ے نے بڑھنے کا حکم دیا۔

جو لوگ وہان موجود تھے ناامیدی کے ساتھ زور سے واویلا کا شور کرتے تھے یہ تمام موضع والے ماتم کرتے تھے کہ جن لوگون نے اس موضع مین پرورش پائی اور یہان پیدا ہوے آج وہ جاتے ہین گو زندگی مصیبت مین گذری تھی اور متروک والوطن سکتے کے عالم مین تھے کسیکی آنکھ سے آنسو نہ نکلتا تھا کوئی بیمار ہو گیا کسیکو بخار تھا اور کوئی درد زخم سے پڑا تھا رونا تو انکو تھا جو پیچھے رہ گئے تھے۔

جب یہ لوگ چلنے لگے تو پادری صاحب گرجا گھر کے دروازے پر نظر آئے یہ سر برہنہ تھے لمبے لمبے بال اوڑتے تھے ہاتھ مین صلیب تھی چہرہ نورانی تھا انھون نے اول ارسال کو جاتے دیکھا۔

خدا نے ہمکو ہدایت کی ہے کہ ہم اون لوگون کے لیے دعا مانگین جو خشکی اور تری کی راہ سفر کرین خدا تم پر اپنی برکتین نازل کرے۔

صلیب مجرمون کے سر پر رکھکر اونکے لیے دعاے استغفار طلب کی۔

بگریانوف بغل مین ہاتھ دیے خاموش کھڑا تھا یہ دیکھکر اوسکو کمال حیرت ہوئی۔

کیا یہ وہی پادری ہے جسکو مین تنخواہ دیتا ہون اور اپنے گرجا گھر مین رکھتا ہون اور یہ میری ہی چاندی کی صلیب سے ان لوگون کو برکتین دے رہا ہے جنھون نے مجھکو مار ڈالنا چاہا تھا یہ تمام حرکتین اِسنے میری بلا اجازت کی ہین۔ اِس ناتجربہ کار کے جلد ترین

ہوش درست کرونگا۔

جب گاڑی آگے بڑھتی جاتی تھی تو اَلیُونچا نے سر اوٹھا کر بہ آواز بلند کہا۔

سنو مالک ہمنے تمکو معاف کیا تھا اور تمنے ہمسے دغا کی مگر تم بچ نہین سکتے جو ہمنے کیا تھا وہی اور لوگ بھی کرینگے۔

تمام موضع کے لوگ جسقدر قوت تھی گاڑیون کے ساتھ گئے صرف بچے عورتین اور بیمار کمزور اپنے گھرون مین رہے بلکہ کتنے بھی چوراہون پر جمع ہوکے روتے تھے اور بگریانوف انکو اینٹھین مار کر بھگاتا تھا اسکے بعد بگریانوف گرجا کے روبرو پادری کے دروازے پر گیا دیکھا تو وہ اپنے دروازے پر کھڑا اوسکو دیکھہ رہا ہے۔

دونون کی آنکھین چار ہوئین بگریانوف کی نگاہ مین سردمہری اور سختی تھی پادری کے چہرے پر نور اور نظرمین تیزی صحیح ناراضی کی تھی۔

بگریانوف پادری کے پاس گیا۔

استفسار کیا کہ ورلڈ میرانیڈ رچ تم کون ہو اور تمھارا پیشہ کیا ہے۔

پادری نے جواب دیا کہ ناچیز ملازم خدا اور اوسکے کلیسا کا ہون۔ ایک ہاتھ دروازے کی سِٹکنی پر تھا اوسکو کھینچ لیا۔

مین خیال کرتا ہون کہ تم میرے گرجا کے ملازم ہو۔

مائی لارڈ۔ بیشک مین خدا کا ملازم گرجا مین ہون تمنے گرجا اس کام کے لیے بنایا ہے تم جانتے ہو کہ عمدہ پادری کا یہ کام ہے کہ گرجا کے کام مین مصروف رہے اور اپنے مالک کے کامون مین مداخلت نہ کرے۔

پادری نے کہا مین تو کسی کے معاملات مین مداخلت نہین کرتا۔

مین خیال کرتا ہون کہ تم میرے معاملات مین مداخلت کرتے ہو مین تمھاری کارروائی
سے ناراض ہون - مین صلاح دیتا ہون کہ تم اپنے عادات سنبھالو - اس علاج سے
فائدہ ہوگا - بہت سے لوگ یہان مرتے ہین کہین شادی ہے کہین ولادت ہے خود
تمھارے ہی خاندان مین ایک شادی ہونیوالی ہے -

پادری نے سر ہلایا -

بہتر ہوگا اگر تم یہان رہو اور اپنے عادات سنبھالو مین تمکو اس امر پر غور کرنے کے لیے
آٹھہ روز کی مہلت دیتا ہون -

پادری نے سر جھکا لیا اور خاموش اپنے مکان مین چلا گیا اسکی بی بی یہ ماجرا
دیکھہ رہی تھی اوسنے پادری کے گلے مین باہین ڈالدین اور رونے لگی کیونکہ اسکی عمر تو
پوری اٹھارہ برس کی بھی نتھی اور کہنے لگی کہ یہ بدبخت تمسے کیا کہتا تھا -

اے میری جان مین خیال کرتا ہون کہ ہمکو یہ جگہ چھوڑنا پڑیگی -

اے خدا کیا اس مقام کو چھوڑنا پڑیگا کسقدر سردی پڑتی ہے ہم کہان جائینگے اور
بچہ جو پیدا ہونیوالا ہے کیونکر جیےگا اگر ہم یہان سے گئے تو کہان جائینگے -

مین نہین جانتا کہ مین کہان جاؤنگا خدا پر بھروسہ کرو جسکو ہر ایک جاندار کی فکر ہے
وہی ہماری بھی فکر کریگا -

لیکن ولودیا کیا تم عمدہ انتظام نہین کرسکتے ہو...... تم اوسکو مخالف کرکے
ناراض کرتے ہو...... کیا تم نہین کرسکتے ہو -

پادری نے بی بی کے سر پر ہاتھہ رکھکر کہا -

تابعدار خدا کو سب کے ساتھہ یکسان کام ہین سب سے بڑا کام یہ ہے کہ جو کوئی برائی کرے

اوسکی بُرائی کو ظاہر کرے اور اوسکی اصلاح کرے تم مجھسے پھر کبھی ایسا ذکر نہ کرنا کیونکہ ایسا ذکر کرنا بہت بڑا گناہ ہے پس ایسی باتون سے اوسکی بی بی کو ندامت حاصل ہوئی کہ کیون ایسے الفاظ زبان پر لائی تھی اور خاموش رہی۔

باب ششم

اِٹیو بگریانوف کو رضامند ہونا چاہیے تھا مگر وہ راضی نہین ہوا وہ سزا جو کہ مجرمون اور بے قصورون کو دی گئی تھی اوسکو اوسنے کافی نہین خیال کیا اوسکا قول تھا کہ سزا بید کے دینے اور سیبریا کے بھیجدینے سے کیا فائدہ ہوگا کیونکہ تمام لوگ اونپر ترس کھاتے تھے اور جبکہ یہ کاشتکار جو سیبریا کو جلاوطن کیے گئے تھے تو جس موضع سے یہ لوگ گذرتے تھے موضع والے تازہ پانی اور تازہ دودھ اور تمباکو اور گرم چاے اِنکے واسطے لاتے تھے کبھی کبھی اِنکو نقدی بھی دیا کرتے تھے تاکہ آئندہ کو ہمارے قیدیون کے کام آئے سپاہیون کا گارد جو ہمراہ تھا وہ ان باتون کو دیکھکر چشم پوشی کرتا تھا کیونکہ یہ قیدی قابل ترحم تھے اور کل موضع والے انپر رحم کرتے تھے اور بگریانوف کو توسب لوگ نگاہ حقارت سے دیکھتے تھے اِسکے بعد بگریانوف اپنی طبیعت مین تمام ان باتون کو غور کرتا تھا کہ گورنر نے کیسی نگاہ حقارت سے میری طرف دیکھکر اخیر گفتگو کی تھی اور افسر اسٹانووا نے کیسی جھڑکی دی تھی اور قیدیون کو کیسا جدا رکھا اور اخیر مین خیال کرتا تھا کہ پادری نے علانیہ عدول حکمی کی کیسی کارروائی کی۔

منجملہ اِن سب لوگون کے جنھون نے اسکو ناراض کیا تھا پادری بھی تھا یہ چاہتا تھا کہ اوسکو بھی سزا دے پس جو کچھ غصہ تھا اوسی کے واسطے تھا۔

جیسے یہ پادری اوس موضع مین آیا تھا اوسیوقت سے اوسنے بگریانوف کی صحبت سے پرہیز کیا تھا اور جہانتک ممکن تھا وہان تک علیحدہ رہتا تھا اسکو بگریانوف قیمتی خیال کرتا تھا جب کبھی اسکو بگریانوف طلب کرتا تھا کہ نماز پڑھائے یا اوسکے لئے دعاے برکت مانگے تو یہ مجبوراً جاتا تھا مگر کھانے کے وقت تک نہین قیام کرتا تھا کسی نہ کسی بہانے سے چلا آتا تھا اس پادری سے پہلے اس موضع مین جو پادری تھا وہ تو ایک بُڈھا خالی دماغ شخص تھا اور اوسکے مزاج مین اولوالعزمی نہین تھی جو کچھ اوس سے کہدیا جاتا تھا اوسکو وہ منظور کرلیتا تھا اور کہتا تھا کہ بگریانوف مالک موضع ہے چوچاہے سو کرے پادری کا کام مداخلت کا نہین ہے جبکہ اوس بُڈھے شخص نے انتقال کیا تو بگریانوف نے اوسوقت اور ایک پادری کو طلب کیا اوسوقت یہ نوجوان پادری اوسکے پاس گیا تھا اس پادری نے حال مین شادی کی تھی اور بالکل ناواقف تھا کہ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے یا دیدہ و دانستہ عدم واقفیت ظاہر کرتا تھا یہ بات تو ممکن نہین کہ وہ اس امر سے ناواقف تھا کہ پادری کا تعلق بالفعل بگریانوف سے ہے اگر اوسکی کبھی دعوت ہوگی تو اوسکو بخوشی قبول کرنا پڑیگا اور ہمیشہ مالک کی اطاعت کرنا ہوگی اور اپنی کارروائی سے اور لوگون کے واسطے نظیر قائم کریگا۔

بہر صورت اِسکی عدم واقفیت گو اصلی تھی یا نقلی مگر خود وہ ایک جرم تھا علاوہ اِسکے اس عجیب اور غریب پادری نے بجاے اِسکے کہ اوسکا بدل کرے بیشک وشبہ اِسنے موضع کے لوگون کی طرفداری کی اور اونکے واسطے دعاے خیر مانگی گویا یہ ممکن تھا کہ خداوند کریم اونکو دیگا جنھون نے چاہا تھا کہ اپنے مالک کو مار ڈالین۔

بگریانوف کو اس خیال سے ہمیشہ تشفی ہوا کرتی تھی کہ جب مین چاہونگا پادری سے کامل بدلا لے لونگا اور اِس غرض سے کہ بدلا عمدہ لے سکے یہ آمادہ ہوا کہ فی الحال انتقام لینا نچاہیے جب اُسمین سخت کلامی ہوا وسوقت بدلا لینا چاہیے اور یہ پادری ان باتون کو بھول جائے جبکہ یہ وقت ٹل جائیگا تو پادری بھی بھول جائیگا لہذا اوسنے ایک چٹھی شکایتی آرک بشپ کو تحریر کی اور اوسپر مہر لگا کر اپنی میز کی دراز مین جہان سے یہ مناسب وقت پر روانہ ہوسکتی تھی بند کردی جبکہ یہ کارروائی ہوچکی تو بگریانوف کو ایک تسکین سی ہوگئی اب تو صرف وہی کاشتکار باقی ہین جنھون نے افسوس ظاہر کیا تھا اون لوگون کی نسبت جو کہ ایک زمانے مین جلاوطن کیے گئے تھے اوسکو خیال تھا کہ تمام لڑکیان جو موضع مین ہین اونکو فروخت کریگا مگر اوسوقت مین اوسکو یہ خیال ہوا کہ شاید خریدار کے ملنے مین دشواری ہے۔

بگریانوف کے سزا دینے کے لیے ایک خراب ذریعہ معلوم ہوا تھا کہ لوگون کو زبردستی سپاہیون مین بھرتی کروادیتا اس صورت مین جس کسی خاندان کو چاہتا ایذا پہونچاتا۔

دو مہینے تک برابر اسکا خیال اسی بات پر رہا۔

پس ایک فرصت کے وقت اِسنے بارہا نوجوان شخصون کو اپنے علاقے مین اون خاندانون مین سے انتخاب کیا جنکو جلاوطنی کی سزا دی تھی اپنے دل سے یہ بھی کہا تھا کہ اسقدر تو مجھکو خدمت گورنمنٹ کی کرنا چاہیے کہ ان سپاہیون کو اپنے علاقے سے بھیجون۔

جبکہ بگریانوف کا ارادہ ظاہر ہوا تو ایک بہت بڑی ناراضی ہوئی اور لوگون نے اُسمین کہا کہ کیا یہ بات کافی نہین ہوئی اور یہ جھوٹ بولا اور بدعہدی کی اور اپنے پیغمبر کی قسم کھائی اور بے گناہون اور مجرمون کو سزا دلائی۔ مجرم تو اسوجہ سے ہوے

کہ اونھوں نے اوسکو قتل نہین کیا جبکہ یہ اونکے قابو مین تھا لوگ کہتے تھے کہ بگریانوف کا غصہ ایسا ہے کہ کسی صورت سے دور نہین ہو سکتا ہے جبکہ وہ باپون کو سزا دے چکا ہے تو کیا لازم ہے کہ اب بیٹون کو بھی ایذا دے ان خاندانون سے پہلے تو لوگون کو فوج مین بھیجدیا ہے اب جو لوگ رہ گئے ہین اونکو بھی بھیجا چاہتا ہے کیا اب کسی باپ سے رضامند نہین ہو سکتا ہے بجز اسکے کہ خاندان کے خاندان تباہ کر دے جبکہ بگریانوف اول مرتبہ اپنا حکم مشتہر کرا کے گرجا گھر گیا تو اوسنے دیکھا کہ تمام کاشتکارون کی نگاہ بدل ہوئی ہے ۔

اوسوقت تک یہ سب لوگ بگریانوف کے سامنے سرنگون کھڑے رہا کرتے تھے اور اوسکو جھک جھک کر سلام کیا کرتے تھے مگر اوسدن تو بہت سے لوگون نے اسکو آنکھ بھر کے دیکھا اور بعض لوگون نے مخالفانہ نظر ڈالی یہ تو گرجا مین ایک اونچی جگہ بیٹھا کرتا تھا اور وہان سے سب لوگون کو دیکھ سکتا تھا اسکی نگاہ غضب آلود کے سامنے سب لوگ اپنی نگاہ نیچے کر لیا کرتے تھے مگر آجتک کبھی ایسا نہین کیا اونکی نظرین یہ کہ رہی تھین کہ اے ظالم تو کبتک ایذا پہونچا ویگا۔

جبکہ نماز ختم ہوئی اور لوگ اپنے اپنے گھرون کو جانے لگے تو بگریانوف گرجا گھر مین جابجا آہستہ آہستہ پھرنے لگا کچھ موم شمعین روشن تھین اونکو گل کیا اور آخر کار یہ گرجا گھر سے روانہ ہوا پادری نے چاہا تھا کہ اس سے گفتگو نکرے ٹال دے مگر نہین ٹل سکا بگریانوف نے خیال کیا کہ اب پادری وہ باتین بھول گیا ہوگا جو گذشتہ تین مہینے مین ہوئی تھین۔

بگریانوف نے پادری کی بی بی کی مزاج پرسی کی اور کہا کہ طبیعت کیسی ہے اور کچھ سوالات گرجا گھر کی نسبت کیے کیونکہ بعض آرایش ایسی تھی کہ اوسکی تبدیلی مناسب تھی

پادری نے خلاصہ طور پر سب سوالون کا جواب دیا اسی طرح سے دونون باہم باتین کرتے ہوے اوس صحن مین پہونچے جہان پر موضع والے کھڑے ہوے تھے۔

جون ہی بگریانوف کو دیکھا اِن لوگون نے اپنی اپنی ٹوپی اوتاری یہ چپ کر خاموش کھڑا ہوا اوسوقت شمالی سرد ہوا سخت چل رہی تھی اور یہ لوگ ننگے سر کھڑے ہوے تھے سردی نہایت شدت سے تھی موسم جنوری کا تھا جس موسم کی برف مشہور ہے اسقدر برف گرتی تھی کہ چلتے وقت پیر کے نیچے ایک دَر دراہٹ کی آواز آتی تھی چھتون اور مکانون اور درختون پر سب جگہ برف دکھائی دیتی ہے بگریانوف تو اپنا گرم کوٹ اور سر پر گرم ٹوپی پہنے ہوے آرام سے کھڑا ہوا تھا اور اِن بیچارون کو دیکھتا تھا جنکی سردی اور برف کے مارے حالت متغیر تھی پھر اون لگاہون سے جو اسنے گرجا گھر مین دیکھی تھین یہان بھی مقابلہ ہوا ہر ایک کو اسنے خوب غور سے دیکھا۔

بگریانوف ان سب کو وحشی سمجھتا تھا اسنے دیکھا کہ ایک نوجوان شخص اِن لوگون مین سے اپنے گھر روانہ ہوا جبکہ تھوڑی دور اِس غول سے وہ شخص گیا تو اوسنے اپنی سموری ٹوپی اپنے سر پر رکھی اور تیزی سے اپنا قدم بڑھایا۔

بگریانوف نے تیزی کے ساتھ اوسکو آواز دی اور کہا سویل سویل مگر اوسنے نہین سنا اور وہ چلا گیا۔

بگریانوف نے پھر بہ آواز بلند اسکا نام لیکر پکارا۔

نوجوان نے ٹوپی نہین اوتاری اور کہا کہ تم کیا چاہتے ہو۔

اسپر بگریانوف نے ایک نہایت ملائمت سے کہا کہ یہان آؤ۔

یہ نوجوان بگریانوف کے قریب آیا۔

بگریانوف نے استفسار کیا کہ تم کیون چلے گئے تھے۔

جواب دیا کہ مین سردی کی وجہ سے چلا گیا تھا۔

بگریانوف بولا کہ سردی نہین معلوم ہوتی ہے مین کچھ گفتگو کرنے والا ہون لیکن تم تو گفتگو نہین کرتے ہو اور مجھکو یہ خیال تھا کہ تم کچھ گفتگو نہ کروگے بگریانوف نے کہا کہ مین گفتگو کرون خواہ نہ کرون مگر کیا تم نہین ٹھہر سکتے اوس نوجوان نے جواب دیا کہ ہان مین ٹھہر سکتا ہون جیسا کہ اب منتظر ہون بگریانوف نے آنکھ دبا کر غضب کی نگاہ سے دیکھا اور انگلی اوٹھا کر کہا کہ مین نے تجھکو سپاہی قرار دیا۔

سویل نے اپنا سر اوٹھا کر اوسکو دیکھا اور کہا کہ تم مجھکو سپاہی قرار دوگے کیون نہین۔ کیونکہ بے انصافی ہے میرا باپ تو مرگیا میرے بڑے بھائی کو تمنے سپاہی قرار دیا چھوٹے بھائی کو سیبریا بھیجدیا میرے بعد سوائے عورتون کے اور کوئی نہین باقی رہیگا یہ بے انصافی نہین تو کیا ہے بگریانوف نے پھر انگلی سے کہا کہ تجھکو سپاہی قرار دیا۔

اسکے بعد اسنے کہا کہ تم سب لوگ سنو جسطرح مین نے اسکو سرکشی کی وجہ سے سزا دی تھی ایسی ہی تم سب کو بھی سزا دونگا اگرچہ تم مین سے کسی نے شکایت کی تو سب لوگ خواہ بڑھے ہون یا جوان سب سپاہی قرار دیے جائینگے اوسوقت کوئی شخص موضع مین نہین رہیگا مین پسند کرتا ہون کہ کوئی شخص موضع مین نہ رہے کیونکہ تم سب لوگ باغی ہو یہ بطور نظیر کے اسکو سزا دی اور یہ کہکر سویل کیجانب اونگلی اوٹھائی جو کہ ایک گھمنڈ کی نگاہ سے اوسکی جانب دیکھ رہا تھا اور کہا کہ مین تجھکو سزا دیتا ہون تاکہ تمام روس مین یہ بات مشہور ہو کہ بگریانوف اپنی باغی رعایا کو کسطرح سزا دیتا ہے یہ کہکر پادری کیطرف مخاطب ہوا جو کہ خاموش کھڑا ہوا تھا۔ کیا آج دعوت آپ ہمارے یہان قبول کرتے ہین۔

پادری نے بعد ادائے شکریہ کہا کہ میری بی بی علیل ہے مجھکو آج فرصت نہو گی۔

بگریانوف نے استفسار کیا کہ تمھارے یہان شادی کب ہوگی پادری نے جواب دیا کہ ہر روز انتظار ہے۔

خیر بہتر ہے آج اچھی طرح سے رہنا میرا سلام اپنی بی بی سے کہدینا اور اسکے بعد دوسری طرف پھر کر کہا سلام سب بچون۔

بگریانوف اپنی رعایا سے رخصت ہوکر خوشی خوشی اپنے گھر گیا یہ سب بہین سربرہنہ کھڑے رہے۔

جبکہ بگریانوف ایک گھوماؤ سڑک پر سے گذر گیا تو ان لوگون نے اپنی اپنی ٹوپیان پہن لین۔

اسٹراچینا نے کہا کہ اے برادر سویل تمنے سب کو خراب کیا۔ سویل نے خاموشی سے کہا کہ مین سپاہی بنکر نہین جاؤنگا۔

پھر جسنے سوال کیا تھا کہا کہ تم نہین جاؤگے۔

اسنے پھر ویسے ہی خاموشی سے کہا کہ نہین مین نہ جاؤنگا۔

اوسوقت ہر ایک نوجوان لڑکی جسکی عمر سولہ برس کی بھی نہوگی موضع سے نکلی اور اوس مقام پر آئی جہان پر سب لوگ کھڑے ہوے تھے پھر عورتین بھی رفتہ رفتہ آئین اور ان آدمیون مین کھڑی ہوئین سویل نے اپنے منسوبے سے کہا کہ فیڈوشا تو خوف نہ کر یہ خوبصورت لڑکی آب دیدہ اسکی طرف دیکھ رہی تھی سویل نے کہا کہ بگریانوف نے دھمکی دی ہے کہ مجھکو سپاہی قرار دیگا لیکن مین نہین جاؤنگا۔

فیڈوشیا نے اسپر اپنے دونون ہاتھ مُنھ پر رکھ لیے اور خوب چیخ مار کر روئی اوسکو یہ بات سنکر نہایت صدمہ ہوا تھا۔

سویل نے کہا کہ تو خوف مت کر مین نہین جاؤنگا شاہنشاہ روس سے جا کر کہونگا وہ ہمارے باپ ہین اور کبھی اپنی رعایا کو اسقدر بیبس نہ جانے دینگے یہ کہکر اور لوگون سے کہنے لگا کہ نہین معلوم تمکو کیا خوف ہے کہا کہ شاہنشاہ روس ہمارے نہین ہین اونسے عرض کرنا چاہیے کاشتکارون نے کہا کہ بلاشک وہ ہین۔

سویل نے کہا کہ اسصورت مین ہمکو اونکے روبرو جانا چاہیے وہ کبھی لاپروائی کا برتاؤ ہمسے نہ کرینگے۔

فڈوشیا سے کہنے لگا کہ تو مت رو اور اپنے مکان جا مین سپاہی نہین ہونگا۔

پادری کھڑا کھڑا خاموشی سے سویل اور فڈوشیا کو دیکھا کیا جبکہ یہ لوگ چلے گئے تو یہی اپنے گھر کو آیا منجملہ اور فکرون کے یہ بھی فکر پیدا ہوئی کہ موضع مین کہین غدر نہو جائے۔

باب ہفتم

سویل کے مکان مین لوگون کا بہت بڑا ہجوم ہوگیا تھا یہ تو ایک بڑا سا جھونپڑا تھا جسکے گرد چار دیواری تھی۔ چیر کی لکڑی اسمین لگی تھی اور بالکل دھوئین سے مکان کالا ہوگیا تھا لکڑی کی بنچین بھی رکھی ہوئی تھین اور حضرت عیسیٰ مسیح کی تصویر کے روبرو ایک شمع روشن تھی اوس تصویر کے بیچ مین سویل بطور میزبان کے بیٹھا ہوا تھا اور جو مہمان آتے جاتے تھے اوسکا استقبال کرتا تھا کوئی اوسکے چہرے کو دیکھ کر دریافت نہین کرسکتا تھا کہ اوسکے دل پر کیا گذرتی ہے۔ مگر عورتون کے چہرون سے ایک قسم کی افسردگی معلوم ہوتی تھی سب فڈوشیا کے گرد بیٹھی تھین حال مین اسکی نسبت سویل سے ہوئی تھی اور جو وقت اوسکی شادی کا مقرر ہوا تھا وہ قریب تھا صرف انتظار تھا کہ مالک کی اجازت حاصل ہوجائے

ایسے معاملات مین بگریانوف تو ہمیشہ اجازت دیدیا کرتا تھا اور شادی بیاہ اور بہت سے بال بچون کو پسند کیا کرتا تھا یہ بات کچھ اس وجہ سے نہین تھی کہ اوسکی رعایا کو ترقی ہو کیونکہ اوسکی رعایا تو نہایت مفلس تھی صرف چار لڑکون مین سے ایک لڑکا پرورش پاکر جوان ہوتا تھا مگر اسکو بھلا معلوم ہوتا تھا کہ لوگ اسکے پاس آئین اور اسکی خوشامد کرکے شادی کی اجازت حاصل کرین۔ مگر اب تو سب باتین بدل گئی تھین سچ تو یہ ہے کہ سویل شل ایک سپاہی کے اپنی بی بی کو ساتھ لیجا سکتا تھا اس بات کی تو مشکل نہ تھی اور سپاہیون کی بیبیان خوش وخرم بھی رہتی ہین لیکن مشکل یہ تھی کہ سویل سے بگریانوف ناراض تھا وہ شادی کی اجازت کیونکر عطا کرے گا۔ بیشک یہ مشکوک بات تھی اور یہ بیچاری لڑکی بیدل ہو رہی تھی کیونکہ فڈوشیا سویل کو بہت چاہتی تھی۔

سویل کو اس خوف کی اصلا پروا نہ تھی اس شخص نے تو اپنی طبیعت مین ایک بات ٹھان لی تھی اور بگریانوف کو بچپن ہی سے برا کہتا تھا کہ جب یہ دیکھتا تھا کہ بگریانوف لوگونکی بے عزتی کرتا ہے اور سب لوگون کو گھنٹون سردی مین برہنہ سر کھڑا رکھتا ہے اسیوجہ سے اسکو برداشت نہوئی اور سرکشی کی۔

سویل کو یاد تھا کہ قبل از وفات میرے باپ کے بگریانوف ایک ادنے امر سے ناراض ہو گیا تھا اور کسی طرح پر اوسنے بدلا لیا جتنے لوگ اوسکے خاندان کے تھے یکے بعد دیگرے سب کو تباہ اور برباد کیا۔

سویل کبھی کبھی قریب کے موضع مین ضروری اشیا کے خریدنے کے لیے جایا کرتا تھا یہان اوسکو ایک بساطی ملا تھا یہ بھی ایک کسان تھا اور چونکہ وہ باشندہ شاہی علاقہ کا تھا وہ ایک آزادانہ طور سے باتین کرتا تھا لیکن پرویٹ لوگون کے علاقے کی اسکو

کچھ خبر تھی بساطی نے سویل کو اپنے آزادانہ خیالات ظاہر کر دیے تھے اور سویل تو بگریاتوف کے ظلم سے نہایت ہی ناراض تھا۔

یہ بساطی کہا کرتا تھا کہ اے بھائی جب تم ناراض ہو اور ظلم کی برداشت نہ کر سکو تو میرے پاس بھاگ آنا مین تمھاری خدمت کرونگا اور مین تمھارا حال کسی سے نہ بتاؤنگا۔

سویل کہا کرتا تھا کہ یہ تو خوب بات ہے مگر دوسرے روز جب پولیس سُراغ لگاتے لگاتے مجھ تک پہونچ جائیگی تو مین تمھارے گھر مین ملونگا اور تمپر خرابی آئیگی کیونکہ تمنے مجھکو چھپایا تھا تم خیال نہین کر سکتے ہو کہ مالک کسقدر خوش ہوگا جب مین اوسکے قابو مین ہو جاؤنگا میرا کوئی ارادہ نہین ہے کہ مین ایسا موقع اوسکو دون۔

چپکے سے اس بساطی نے کہا میرا بھائی میرے ساتھ لجنی نیوگرو کو گیا تھا اور اوسنے وہان قضا کی افسر بھول گئے اور انھون نے اسکی راہداری کا پروانہ مجھسے طلب نہین کیا اور حقیقت مین ایک مرے ہوے شخص کا پروانہ اونکے کس کام آتا مجھکو خیال ہوا کہ شاید یہ پروانہ میرے کام آئے جب گھر پہونچا تو مین نے ظاہر کیا کہ مین ایک راہ اور میرا بھائی دوسری راہ سے گیا کوئی شخص ہم غریبون کی نسبت کچھ بہت بڑا خیال نہین کرتا ہے علاوہ اسکے ہم دونون بھائیون نے تھوڑے دن پہلے اپنی آزادی کو خرید کر لیا تھا میرے پاس وہ راہداری کا پروانہ ہے جب تمکو درکار ہو میرے پاس سے لے آنا مین تمکو چاہتا ہون اور جتنے سردار یا رئیس ہین اونسے مجھکو دلی نفرت ہے۔

سویل اس وعدے کو کبھی نہین بھولا تھا وہ جانتا تھا کہ یہ بساطی وعدے کا پکّا ہے اور ایسا تھا کہ جسپر کامل بھروسہ کر سکتے ہین کیونکہ غریب آدمیون کو کبھی ٹھگتا نہ تھا اور

جبکہ سویل نے کہا تھا کہ مین سپاہی نہین ہونگا تو اوس وقت اسٹین فسل بیچ
لسباطی کا وعدہ یاد تھا۔

اور فڈوشیا کی نسبت یہ خیال تھا کہ کیا اسکو گھر ہی مین رہنا پڑیگا تا وقتیکہ خداوندکریم
رحم کرے اور بگریانوف کے پنجے سے اسکو نجات دے۔

اسپر بھی سویل کو تشویش نہ تھی اسکو یہ اچھا معلوم ہوتا تھا کہ جو عداوت اسکو
بگریانوف سے تھی اسکی وجہ سے اوسکو ضرر پہونچائے اور اب تو بگریانوف سے نفاق
ہی ہوگیا تھا لہذا یہ غور کرتا رہا تھا کہ یہ حالت کیسی ہے۔

تمام لوگ موضع کے اسکے گرد جمع تھے اسپر لوگ ترس تو کھاتے تھے مگر تہمت بھی
لگاتے تھے۔

یہ لوگ کہتے تھے کہ تمکو اوسے غصہ نہ دلانا چاہیے تھا اب بھیڑیے کی زبان کو
لہو لگا ہے دیکھیے کس کس کو چکھتا ہے سویل جانتا تھا کہ اونکی یہ تہمت صحیح ہے مگر
جب اسکو یاد آتا تھا کہ صبح کو کیا کارروائی ہوئی ہے تو اوسکا خون غصے کے مارے
جوش کرتا تھا۔

سویل ہر ایک سے یہی کہتا تھا کہ شاید تم سچ کہتے ہو لیکن اگر پھر ایسا ہی واقعہ
درپیش ہوا تو بجز اسکے اور کارروائی نہ کرونگا۔

اوسوقت فڈوشیا کا باپ جھوپڑے مین آیا۔ یہ ایک بہت لمبا تڑنگا شخص تھا اور
ابھی تک خوب مضبوط اور چالاک شخص تھا اسکے ہاتھ مین ہمیشہ لکڑی رہا کرتی تھی یہ
اوسکا عادی تھا۔ جون ہی یہ بڑھا آیا سب لوگون کی آنکھین رجوع ہوئین یہ سیدھا
اوس جگہ پر گیا جہان اوسکی بیٹی کھڑی تھی۔

اور اس سے کہا کہ گھر جا تو ایک سپاہی کے ساتھ شادی نہین کر سکتی مین ایک ایسے بچے کو اسطرح جدا نہین کر سکتا سویل سے رخصت ہو تو اب اسکی منسوبہ نہین ہے۔ اسپر فدوشیا بولی کہ اے میرے باپ مجھکو مار ڈالو مگر یہ نکہو کہ سویل کو چھوڑ دے یہ بڈھا شخص جواب دینے والا تھا کہ سویل لوگون کو ہٹا کر آیا اور بڈھے کے قدمون پر سر رکھکر کہا۔

جبری مایا اینٹی پوف تمنے اپنی لڑکی کی نسبت میرے ساتھہ کی تھی اب اوسکو مجھسے جدا نکرو۔ تمنے ہم لوگون کے لیے دعا مانگی تھی کیا اپنی اس دعا کو واپس لوگے نہین بلکہ ایک مرتبہ اور بھی ہم لوگون کو دعا دینا چاہیے۔

تین مرتبہ فدوشیا اور سویل اسطرح پاؤن پر گرے اور جب اوٹھکر برابر کھڑے ہوے تو فدوشیا کے باپ نے کہا کہ۔

مین نے اپنی لڑکی کی شادی ایک کسان سے کی تھی نہ ایک سپاہی سے۔

سویل نے کہا کہ مین سپاہی نہین ہون مین خداوند کریم اور تمام پیغمبرون کی قسم کھاتا ہون اپنی بیٹی کو مجھسے جدا نکرو۔

بڈھے نے انکار سے سر ہلایا۔

سویل نے کہا کہ اوسوقت تک اوسکو مجھسے باتین کرنے سے منع نہ کرو جب تک مین سپاہی نہو جاؤن مین وعدہ کرتا ہون کہ اوسوقت مین خود کنارہ کشی کرونگا جب سپاہی نبجاؤنگا اوسوقت تک مہربانی سے انتظار کرو دیکھو وہ کیسی روتی ہے۔

اوسوقت اوسکا چہرہ زرد تھا۔

بیچاری فدوشیا دونون ہاتھ اپنے چہرے پر رکھے زار زار رو رہی تھی۔ سر سے

پیرون تک تھرتھر کرتی تھی اور نہایت صدمہ تھا کل لوگون کو اوسکی حالت پر رحم آتا تھا۔
جرمی مایا نے آخر کار کہا کہ خیر اچھا مگر یاد رکھنا کہ اگر تم سپاہی ہوے تو تمکو یہ نہین
ملیگی سویل نے کہا خیر ایسا ہی سہی ہم دونون تمھارا شکریہ ادا کرتے ہین اور دونون
ملکر پھر پانون پر گرے کیونکہ ایک امید تو ہوئی۔
سویل کا اطمینان دیکھکر ہر ایک کو حیرت ہوئی تھی۔
ہر شخص نے کہا کہ بڑا مستقل مزاج آدمی ہے۔
بعضون نے کہا کہ شاید اسکے پاس روپیہ ہی اگر یہ سپاہی بھی ہوا تو روپیہ دیکر یہ اپنی آزادی خرید کریگا۔
بعضون نے کہا کہ یہ جادو جانتا ہے۔
بعضون نے کہا کہ ہان جادو ضرور جانتا ہوگا اور اگر ایسا ہوا تو خوب ہی عمدہ بات ہے۔
رات ہوگئی تھی اور جو آگ ان کاشتکارون کے جھونپڑون مین جلتی تھی وہ بجھ گئی
تھی۔ اور کسان لوگ گرم چولھون پر جاکر سوے کیونکہ روسی کسانون کو بجز سردی
کے اور کوئی تکلیف نہین ہوتی اور وہی کھلتی ہے اور گو کیسا ہی مفلس ہو مگر اوسکے
یہان آگ ضرور ہوتی ہے اور اون موضعون مین بھی جہان پر قحط پڑتا ہے اور آدمی
کثرت سے مرتے ہین چولھون مین آگ ضرور ہوتی ہے۔
تمام موضع کے لوگ سو رہے تھے سویل صرف بیدار تھا تمام دن کی کارروائی کو
یاد کر رہا تھا اور ایک اور تدبیر بھی سوچی تھی جو کسی پر اسنے ظاہر نہین کی تھی اور خیال
کرتا تھا کہ اگر مین سو گیا تو کیونکر جاؤنگا ان باتون کی فکر مین اسکو ایسی گھبراہٹ ہوئی
کہ یہ اوٹھا اور اپنا سموری چغہ پہنکر باہر نکلا یہ بہت تیزی سے بڑھا حتے اکہ
جرمی مایا کے مکان پر پہونچگیا یہ ایک کھڑکی کے پاس کھڑا ہوا جس کمرے مین

فدوشیا ون کو مبتھیا کرتی تھی۔
سویل نے آہستہ دستک دی فدوشیا نے کھڑکی کھولکر باہر دیکھا کیونکہ وہ جاگتی تھی اور جانتی تھی کہ سویل کے سوا اسوقت کون آئے گا یا کہ سویل کے آنے کا اسکو انتظار تھا۔
سویل نے فدوشیا کے کان مین کہا کہ مین تمسے کچھ کہنا چاہتا ہون۔
فدوشیا نے کہا کہ اچھا کہو۔
کہا تم میرے ساتھ بھاگ چلوگی اور مین قسم کھاتا ہون کہ مین تمھارے ساتھ شادی کرونگا اور اسکی تصدیق مین اپنے اوپر صلیب کا نشان بنا یا تم میرے ساتھ خفیہ رات کو بھاگ چلو تاکہ مین سپاہی نہ بنایا جاؤن کیون تم اس کام کو کروگی یا نہین۔
فدوشیا نے کہا کہ او سویل مین سوا اس کام کے اور سب کرنے کو موجود ہون یہ کہکر اسکو ایک خوف پیدا ہوگیا۔
مین کیونکر بھاگ سکتی ہون اور اپنے والد کو تنہا چھوڑ سکتی ہون وہ توجھکو دعا دینگے جب مرینگے بلکہ بددعا دینگے اور کہینگے کہ یہ بُری بیٹی تھی نہین سویل ایسا نہین ہو گا اگر تم چاہو تو مین تمھارے واسطے مرجانے کو موجود ہون مگر اپنا گھر کسیطرح نہین چھوڑ سکتی یہ کہکر رونے لگی۔
خیر مجھکو تو یہ خیال تھا کہ تم ایسا نہ کروگی اس سے تو بہتر کوئی اور تدبیر نہین ہے۔
فدوشیا نے کہا کہ پھر ہم کیا کرین اسکا دل برابر شش و پنج کیوجہ سے دھڑکتا تھا اسنے اوسوقت کان لگا کر سُنا کہ کوئی بولتا تو نہین ہے تمام گھر مین اوسوقت خاموشی تھی پھر وہ چھوٹا سا سر جسکے گرد رومال بندھا ہوا تھا کھڑکی کے پاس نظر آیا۔

سویل نے سرہلا کر کہا کہ مین نہین جانتا کہ کیا کیا جاوے اگر کوئی نہ کوئی بات مین دریافت کرونگا۔

اگر مالک سے خطا معاف کرائی جاوے تو وہ معاف نہ کرینگے۔

سویل نے جواب دیا کہ یہ تو محض تضیع اوقات ہے اونسے تو کبھی کسی کو معاف نہین کیا ہے اور نہ معاف کریگا اور اگر معاف کیا تو گویا معجزہ ہوا گڈ ڈ نائٹ۔ اسکے بعد سویل اپنے مکان کی جانب چلا گیا جبکہ سویل اپنے مکان کی طرف جارہا تھا تو فڈوشیا کھڑی دیکھ رہی تھی اور دل بھرا ہوا تھا کہ یہ اسقدر جلد مجھسے جدا ہونے والا ہے۔ فڈوشیا کو برابر وہی یاد تھا جو سویل نے کہا تھا کہ معجزہ ہوگا اگر مالک نے معاف کیا اور ہر وقت لیٹنے کے اسکی زبان پر یہی دعا تھی کہ اے حامی مصیبت زدگان میری مدد کر۔

وہ سوگئی اور خواب مین بہت بےچین رہی صبح کیوقت اوسنے یہ خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ بگریا نوف کے پاس جا اور سفارش کر۔

فوراً خواب سے بیدار ہوئی اور چارون طرف دیکھا کوئی وہان نہ تھا چارون طرف خاموشی تھی شمع جو بی بی مریم کی تصویر کے سامنے روشن تھی وہ ویسی جلتی تھی جیسی کہ صبح کو جلتی ہے یہ اوٹھی اور اوٹھکر تصویر کے روبرو سجدہ کیا اور دعا مانگی اور دل اسکا کہتا تھا کہ بگریا نوف کے پاس جانا چاہیے۔

اسنے کہا کہ یہ تو الہام غیبی ہے اسکی تعمیل نہ کرونگی تو گناہ ہوگا مین جاکر مالک سے التجا کرونگی تاکہ وہ سویل کی خطا کو معاف کردے اس امر کو مین کسی سے نہ کہونگی نہین تو وہ روکیگا اور اگر انکار کیا تو جیسی حالت ہے ویسی ہی رہیگی اسطرح پر اوسنے اپنے دل کی

تشفی کی اور اس عرصے مین سویلی کوئی فکر کریگا۔

جبکہ اسبات کا اوسنے اطمینان حاصل کر لیا تو فدوشیا کو تشفی حاصل ہوئی اور سورہی اور اسقدر بیخبر سوئی کہ اوسکے باپ کو اوٹھانا پڑا کہ معمولی پانی صبح کو دریا سے لائے۔

باب ہشتم

بڑا دریا برف کی وجہ سے بالکل منجمد ہو گیا تھا۔ کنارے بھی دریافت نہین ہو سکتے تھے اسکے داہنے اور بائین جانب جھاڑیان بہت کم تھین۔ پگڈنڈی کا کچھ پتہ نہین سا نشان معلوم ہوتا تھا برف سے بالکل پوشیدہ تھی۔

یہ دریا بھی اوسی قدر نزدیک تھا جیسے کہ موضع سے کنوئین قریب ہوتے ہین ایک راستہ دریا کو گیا تھا یہ وہان جانے کے لیے نہایت آسان تھا۔

جب فدوشیا ڈول بہنگی کاندھے پر رکھے دریا پہونچی تو دیکھا کہ کچھ موضع والے کدال سے بڑے بڑے چہار برف کے نکال رہے ہین فدوشیا نے موضع والون سے دریافت کیا کہ تم اس برف کو کیون نکالتے ہو۔

ایک نے اونمین سے جواب دیا کہ مالک نے گذشتہ موسم گرما مین اس قدر برف صرف کی کہ کھتے خالی ہو گئے لہذا ہمکو اس موسم سرما مین حکم ملا ہے کہ اون کھتون کو برف سے بھردین یہ کہکر ایک برف کے چہار پر اس زور سے کدال ماری کہ اوسکے پرخچے اوڑ گئے۔

فدوشیا کھڑے کھڑے اوس چہار کو دیکھا کی جو مثل بلور کے تھا اور جسکو ان دونون کاشتکارون نے لڑھکا کر ایک گاڑی مین کر دیا جسمین گھوڑا جتا ہوا تھا پس یہ گاڑی اوس چہار کو بگریانوف کے مکان کو لے گئی۔

اوس مقام پر جہان سے یہ برف کا چہار نکالا تھا پانی چمکنے لگا اور جو برف کے ٹکڑے جا بجا تھے وہ دھوپ مین عجیب کیفیت دکھاتے تھے۔

فڈوشیا نے کہا کہ آج کا دن کیا ہی عمدہ ہے۔

اِسکے دل مین اوسوقت نہایت خوشی تھی کیونکہ مطلع صاف تھا نیلگون آسمان نظر آتا تھا اور یہی یقین تھا کہ جو درخواست کرونگی وہ تسلیم کیجائیگی ایک بُڈھا کسان جو برف نکال رہا تھا اوسنے بھی کہا کہ ہان آج کا دن اچھا ہے مگر یہ دن گھر مین آرام کرنے کے لیے بہتر ہے اے خوبصورت لڑکی تو اپنے گھر جا نہین تو سویل شا کی ہوگا کہ اوسکی منسوبہ کا چہرہ بوجہ برف کے بگڑ گیا۔

کِسان نے مسکرا کر فڈوشیا سے یہ کہا تھا تمام موضع والے نیک عادتون کے باعث اوسکو بچپن ہی سے چاہتے اور محبت کرتے تھے جو وحشی کُتّے تھے وہ بھی اوسکے سامنے دُم ہلاتے تھے اور اوس موضع مین یہ جہان جاتی تھی لوگ اِسکو دیکھکر خوش ہوتے تھے۔

اِس لڑکی کو حباب سا آیا اور ڈول بھر کر بہنگی کاندھے پر رکھی گو ڈول لبریز بھرے ہوے تھے مگر ایسی سُبکی اور تیزی سے جاتی تھی کہ ایک قطرہ پانی کا زمین پر نہ گرتا تھا۔

جب یہ باغ کے کنارے ہوکر گذری تو اِسنے دیکھا کہ بگریانوف صبح کی ہوا کھا رہا ہے اس بات کو دیکھکر یہ خوش ہوئی اور کہا یہ بھی شگون اچھا ہے یہ تھوڑی دیر اِس لیے ٹھہر گئی کہ بگریانوف راہ سے گذر جاے پھر تیزی کے ساتھ اوسیطرح بڑھی ایک عجیب انداز سے یہ اوسوقت جا رہی تھی اور گوروئی کی مرزائی پہنے ہوے تھی لیکن اسکا خوبصورت قدوقامت پوشیدہ نہ تھا۔

جون ہی پانوُن کی آہٹ بگریانوف کو معلوم ہوئی اوسنے پھر کر دیکھا اوسکا دیکھنا تھا

فدوشیا نے جھک کر سلام کیا۔

فڈوشیا کو سلام کرنے کے ساتھ ہی خود اپنی آواز سے خوف معلوم ہوا مگر دل مین اسنے کہا کہ چونکہ یہ مالک ہے اور اس سے ایک درخواست کرنا ہے اور اوسکی منظوری ضرور ہے اسلیے مین نے اچھا کیا جو کہ سلام کیا۔

بگریا نوف نے دل مین کہا کہ یہ نوجوان ہو گئی اور نہایت خوبصورت لڑکی ہے۔

یہ صبح فڈوشیا کو نہایت بھلی معلوم ہوتی تھی اوسنے دل مین کہا کہ ایک تو مالک سے ملاقات ہوئی اور دوسرے دن بھی اوس ارادے کے پورا کرنے کے لیے نہایت موزون ہے ایک عرصے سے میرے دل مین تھا آخر کار جب دن کا کھانا ختم ہوا تو مٹی کے برتن اور ڈوئی دھو کر اوسنے ایک طرف رکھدی اور اسکا باپ بھی باہر چلا گیا تھا جب فڈوشیا اپنے کام سے فارغ ہوئی تو فوراً اوٹھکر اپنے چھوٹے صندوقچے سے رومال اور کنگھی نکالی بالون مین کنگھی کرکے رومال سر سے باندھا اور مرزائی کو اچھی طرح جھاڑ کر پہنا اور روزمرہ پہننے کے جوتے کو اوتار کر عمدہ جوڑہ جوتے کا پہنا اوسکا دل اوس وقت اوسی طرح دھڑکتا تھا جسطرح کہ چڑیا کے بچے کا دل اول مرتبہ پرواز کرنے مین دھڑکتا ہے ایک کسان کی عورت نے جب فدوشیا کو جاتے ہوے دیکھا تو کہا کہ فڈوشیا تم کہان جاتی ہو سویل اوسطرف نہین ہے وہ تو پروکوفی کے گھر مین ہے اور واسطے رسی بٹنے کے سن صاف کر رہا ہے۔

اسنے جواب دیا کہ مین سویل کے دیکھنے کو نہین جاتی ہون۔

تو تم کہان یہ عمدہ پوشاک پہنکر جاتی ہو۔

فدوشیا نے کسی قدر غرور سے کہا کہ مین کام کو جاتی ہون اور قدم بڑھایا کہ جلد

واپس آئے۔

جون ہی فدوشیا نے بگریانوف کے مکان کے احاطے کے اندر قدم رکھا اوسکو ایک قسم کا خوف سما گیا کتے جو وہان موجود تھے اسکے گرد آئے اوسوقت ایک خوف اسکو ایسا پیدا ہوا کہ ارادہ اسنے پلٹ جانے کا کیا لیکن بگریانوف کے ایک نوکر نے اسکو آتے ہوے دیکھ لیا تھا اور وہ باورچی خانے کے دروازے پر کھڑا تھا۔

پس فدوشیا کو واپس جانے مین خوف پیدا ہوا۔

یہ آگے بڑھی اور اوسنے پوچھا کہ کیا ہمارے مالک ہین مین اونکے سلام کو حاضر ہوئی ہون

یہ ملازم ایک بڈھا شخص تھا جسکی پرورش بگریانوف کے علاقے مین ہوئی تھی مگر بعض مرتبہ بگریانوف اسکو اسقدر ستاتا تھا کہ زندگی اسکو تلخ ہو جاتی تھی۔

یہ بڈھا دل مین کہا کرتا تھا کہ کب تک حاکم کے ظلم سہونگا۔ چونکہ اِس بڈھے کا لڑکا آوارہ تھا بدین سبب یہان پڑا ہوا تھا اور بڈھا اس بات کا قائل تھا کہ بگریانوف شیطان سے زیادہ شریر ہے۔

جبکہ اس لڑکی کا سوال اوس بڈھے ٹموتی نے سُنا تو اپنا سر افسوس سے ہلایا اور کہا کہ اکثر نوجوان اوسوقت اِس مکان پر آتی ہین جب وہ طلب کی جاتی ہین مگر یہ تو خود بخود آئی ہے۔ زمانہ نہایت بدل گیا۔ کیا حجاب نوجوان لڑکیون سے بالکل اوٹھ گیا۔

ٹموتی نے کہا کہ ہان اندر آؤ۔

مگر تم جاکے دریافت تو کر لو۔

ٹموتی نے کہا کچھ حاجت دریافت کرنیکی نہین۔ نوجوان لڑکیون کے لیے ممانعت نہین ہے داہنے کو جو اول دروازہ ہے وہی کمرہ ہے چلی جاؤ۔

فدوشیا ایک حیرت سے ٹھٹک رہی اور اوس بڈھے کو دیکھا کی اور اسقدر حیرت آلود معصومیت اسکی آنکھون مین تھی کہ ٹموتی سمجھ گیا کہ اسنے غلطی کی۔

ٹموتی نے اس سے پوچھا کہ تم مالک کو کیون دیکھنا چاہتی ہو۔

مین اسواسطے یہان آئی ہون کہ سویل کو مالک نے دھمکی دی کہ تمکو سپاہی بناکر بھیجدینگے اوسکو معاف کراؤن تم جانتے ہو کہ وہ میرا منگیتر ہے اور میری شادی ایسٹر کے روز ہوگی مجھکو اوسدن کے لیے شادی ہونیکی اجازت بھی لینا ہے۔

ٹموتی نے کہا کہ تم اسی بات کے واسطے آئی ہو۔ اے خوبصورت لڑکی اپنے گھر فوراً چلی جاؤ اور اس مکان مین نہ جاؤ۔

فدوشیا نے کہا کہ خداوند کریم نے مجھسے کہا ہے کہ تو نگریانوف سے درخواست کر اوسوقت اوسکے ہاتھہ پاؤن مین رعشہ تھا اسنے بدقت تمام اپنے آنسوؤن کو جو آنکھون مین بھرے ہوے تھے ضبط کیا۔ کل رات مین نے اپنے نگہبان فرشتے کی آواز سنی تھی کہ تو نگریانوف کے پاس جا۔ مین نے اوسی وقت دعا مانگی تھی کہ مجھکو مدد ملے اور پھر وہی آواز میرے کان مین آئی تھی۔ بی بی مریم مجھپر رحم کرین۔

اس نوجوان لڑکی نے یہ کہکر اپنے اوپر نشان صلیب کا بنایا بڈھے کو بہت رحم آیا۔ بڈھا بولا کہ میری بچی تو یہان سے چلی جا۔ اگر تیرا نگہبان فرشتہ تجھکو اس مکان مین جاتے دیکھیگا تو بہت گریہ وزاری کریگا اور اوسکے کندھے پر آہستہ سے ہاتھہ رکھکر پوچھا کہ کیا سویل جانتا ہے کہ تو آئی ہے۔

فدوشیا نے جواب دیا نہین۔

اسکے بعد ٹموتی نے کہا کہ تو جا اور سویل سے صلاح لے اگر وہ کہے تو تو آ اوسوقت

مین تجھکو مکان کے اندر جانے دونگا۔

یہ کہکر ٹموتی نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تو باہر جا۔

فدوشیا ایک پژمردہ خاطری سے آبدیدہ ہو کر اپنے مکان کو پھری مگر ٹھٹھکی جاتی تھی اور مکان کی طرف دیکھتی جاتی تھی کیونکہ اسکو یہ امید تھی کہ اگر مین بگریانوف سے جاکر التجا کرونگی تو سویل کی خطا معاف ہو جائیگی اوسوقت بگریانوف نے ایک کھڑکی سے اسکو دیکھا اور اشارے سے بلایا۔

اسپر فدوشیا نے خوش ہو کر ٹموتی سے کہا کہ مالک مجھکو بلاتا ہے مین جاکر اس سے گفتگو کرونگی۔

فدوشیا اتنا کہکر اسکے قریب سے اسقدر تیزی سے گذری کہ گویا اسکے پانوٴن زمین پر نہین لگتے تھے اور دو چھلانگ مین اوس زینے پر چڑھ گئی جو مکان کی کرسی کا تھا اور اوسکے بعد اندر ہو گئی۔

ٹموتی نے یہ دیکھکر افسوس سے سر ہلایا جیسا کہ روسیون کا قاعدہ ہے جس سے ناامیدی غصہ۔ لاپرواہی اور بہت سے معنی پیدا ہوتے ہین اسکے بعد وہ باورچخانے کے اندر چلا گیا۔

مگر یہ بڑبڑاتا جاتا تھا کہ ایسی خوبصورت اور کمسن لڑکی جو مکان کے اندر گئی یہ نہایت بری بات ہے۔

جبکہ فدوشیا کمرے کے اندر گئی تو حیرت سے یہ دروازے پر کھڑی تھی جو فرش لکڑی کا تھا وہ خوب چمک رہا تھا۔ دوسری جانب ہتھیار دیوار پر چنے ہوے تھے اور اسکے سامنے ایک جلتی آئینہ رکھا ہوا تھا جسمین اسکی صورت سر سے پا تک دکھائی دیتی تھی

اسکو حیرت تھی کہ یہ کیسکی صورت ہے - یہ بھول گئی تھی کہ یہ میری صورت ہے اسکا ہاتھ دروازے کے ہتھے پر تھا اور چاہتی تھی کہ اوسکو کھولے مگر خوف کی وجہ سے ارادہ کرتی تھی کہ واپس جاوے اوسوقت پھر بگریانوف نے کھڑکی سے اپنا سر نکال کر اوس سے کہا کہ کہاں جاتی ہے اندر آ۔

یہ کہکر بگریانوف نے دروازہ کھولا۔

استفسار کیا کہ کیا چاہتی ہے اور تو ٹموتی سے کیا باتین کرتی تھی۔

فدوشیا نے جواب دیا کہ مین اوس سے دریافت کرتی تھی کہ کیا مین تمسے باتین کرسکتی ہون۔

بگریانوف نے مسکرا کر کہا کہ ظاہر ہے کہ گفتگو کرسکتی ہے کیونکہ تم یہان موجود ہو۔

اوسنے مجھسے کہا تھا .... بہتر ہے کہ مین اپنے مکان کو چلی جاؤن۔

بگریانوف نے مسکرا کر کہا کہ وہ بیوقوف ہے تم مجھکو دیکھنا چاہتی تھین۔

مین جانتی تھی .... اے مالک سویل کو تم معاف کرو جبتک مین جیونگی تمکو دعا دونگی یہ کہکر فدوشیا آبدیدہ ہوکر بگریانوف کے قدمون پر گر پڑی اور تین بار پاؤن کو بوسہ دیا۔

بگریانوف بولا کہ سویل وہی بُرا شخص ہے جسنے مجھسے تمام موضع کے لوگون کے سامنے بُراپن کیا تھا۔

فدوشیا نے کہا کہ اے مالک وہ پھر ایسا بُراپن نہ کریگا اور آبدیدہ ہوتی جاتی تھی۔ اوسکو معاف کردو اور سپاہی بناکر نہ بھیجو اگر تمنے اوسکو بھیجا تو مین مرجاؤنگی۔ تم تو مجھسی لڑکی کو مارنا پسند نہ کروگے۔

بگریا نوف نے کہا کہ کیا وہ تمکو ایسا پیارا ہے۔

میری اوس سے نسبت ہو گئی ہے اور اب عنقریب شادی ہو گی۔ مجھکو امید ہے کہ تم اسکی اجازت دو گے اور سویل کو معاف کرو گے۔

بگریا نوف نے سادہ لوحی سے کہا کہ کیا اوسنے تمکو بھیجا ہے۔

نہین مالک وہ جانتا بھی نہین کہ مین یہان آئی ہون۔

بگریا نوف نے کہا کہ خیر بہتر ہے مین تمھارے منگیتر کو کیونکر معاف کرون مین تو اوسکو کسی صورت سے نہین چاہتا۔

فڈوشیا حیران تھی کہ کیا جواب دون ایک لمحہ تامل اور فکر کی اور پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ یعنے مین تمکو تازیست دعا دونگی اگر تم اوسکو معاف کرو گے

بگریا نوف بولا کہ مین اوسکے معاف کرنے کو تیار ہون یہ برابر اوسکو دیکھ رہا تھا اور نظر اوسپر سے نہ اوٹھاتا تھا مگر یہان تو سردی ہے۔ آؤ اندر چلکر باتین کرین۔

یہ کہکر پرپوٹ لکھنے پڑھنے کے کمرے مین لیگیا یہ ایک بڑا کمرہ تھا اور اوسمین دو گھڑیان لگی تھین اور اوسمین سے ایک بڑا میدان نظر آتا تھا اس کمرے مین ساگون سیاہ لکڑی لگی ہوئی تھی سبز زری سے تمام کرسیان و میز وغیرہ منڈھی ہوئی تھین میز پر بہت سے اخبار رکھے تھے کیونکہ بگریا نوف کو اخبار پڑھنے کا نہایت شوق تھا اور امور سلطنت سے بخوبی واقف تھا۔ ایکطرف ایک نیچی سی کوچ رکھی ہوئی تھی جیسے ہی یہ کمرے کے اندر آیا اوسنے دروازہ کمرے کا بند کیا اوسوقت بگریا نوف نے کہا سنو اور دونون ہاتھ اوسکے اپنے ہاتھون مین لیکر۔ کیا تم درحقیقت چاہتی ہو کہ سویل کی خطا معاف کراو۔

خیر اوسکی خطا معاف ہو جائیگی۔

اسپر فڈوشیا نے کہا کہ ہان مالک مین مشتاق ہون اور اسکے سوا دنیا مین کوئی بات نہین چاہتی

خیر تو اوسکی خطا معاف ہوگئی ۔

ایک عالم خوشی مین فڈوشیا نے اپنی تئین بگریا نوف کے قدمون پر ڈالا۔ کبھی ہنستی تھی اور کبھی روتی تھی اور بگریا نوف کے دامن کو بوسہ دیتی تھی ۔

بگریا نوف نے کہا کہ تم میرے کپڑون کو بوسہ ندو یہ فضول امر ہے سویل تو معاف ہوگیا اب مجھکو اپنا انعام ملنا چاہیے ۔

فڈوشیا نے کہا خداوند کریم تمپر اپنا رحم نازل کرے اور ہمیشہ تمپر اپنی مہربانی رکھے اور ویسی ہی دعا دی جیسے روسی کاشتکار دیا کرتے ہین ۔

بگریا نوف بولا کہ مین اس قسم کا شکریہ نہین چاہتا تم ایک اچھی لڑکی بنجاؤ اور شور وغل نہ مچاؤ ۔ یہ کہکر اسکی کمر مین ہاتھ دیکر اوٹھا لیا ۔

بگریا نوف نے کہا کہ اگر تو چیخے گی تو تجھکو باہر نکالدونگا اور سویل کو سیبریا بھیجدونگا ۔ کوئی لفظ منھ سے نہ نکالنا ۔

فڈوشیا خاموش تھی ۔

باب سیزدہم

فڈوشیا جب بگریا نوف کے کمرے سے نکلی تو سایہ کی طرح زرد تھی اور قدم اسطرح اوٹھاتی تھی جیسے کوئی حالت نیند مین اوٹھاتا ہو ۔

بگریا نوف نے دروازہ بتاکر کہا کہ ٹھہرو تمکو مین رومال دونگا یہ کہکر ایک الماری کھولی اوسمین سے ایک رومال نکالا اور اوس لڑکی کے کندھے پر ڈالدیا اسنے ایک لفظ بھی زبان سے نہین نکالا

بگریا نوف نے کہا گوڈبائی ۔ فڈوشیا اور اوسکو باہر نکال کر اپنے کمرے مین واپس

آیا۔ جبکہ فڈوشیا تنہا ہوئی تو اسکے ہاتھہ پیر کانپنے لگے اسنے اوسی حالت مین دروازیکو
کھولا اور اوس سڑک پر جو گانوٗن کی طرف گئی تھی روانہ ہوئی اور رومال کاندھے
پر پڑا تھا جبکہ یہ صحن مین پہوچی تو اوسکو وہ لوگ ملے جو اوس مکان سے آتے تھے
جہان وہ صحن صاف کرتے تھے اوسوقت تک یہ اپنا سر جھکائے ہوے اور اپنے دونون
ہاتھہ جوڑے ہوے چلی جاتی تھی نہ کچھہ سنتی تھی اور نہ دیکھتی تھی یکایک اسنے آنکھہ اوٹھاکر
جو دیکھا تو سویل اسکو نظر آیا فڈوشیا اسکو دیکھکر چیخی اور کہا کہ تو الگ رہ۔

سویل نے ایک نرم آواز سے کہا کہ تجھکو یہ رومال کسنے دیا اور ہاتھہ بڑھاکر چاہا کہ اوس
رومال لے لے۔

فڈوشیا پیچھے ہٹتی جاتی تھی اور دردناک آواز سے کہتی تھی کہ مجھکو ہاتھہ نہ لگاؤ۔

سویل نے اوسوقت نہایت غصہ اور درد سے کہا کہ تو کہان گئی تھی۔

فڈوشیا نے آنکھہ اوٹھاکر دیکھا تو سویل کی آنکھین غصے سے مثل شمع کے روشن تھین
اوسوقت یہ گھوم کر تیزی سے دریا کی طرف بھاگی تمام نوجوان آدمی اسکے پیچھے دوڑے
تاکہ اسکو پکڑلین اور سب کے آگے سویل تھا۔

سویل پکارتا جاتا تھا کہ فڈوشیا فڈوشیا مگر اوسکے منھہ سے کچھہ آواز نہ نکلتی تھی اُسنے
کچھہ نہین سنا اس تیزی کے ساتھہ دریا کی طرف بھاگی جاتی تھی کہ برف پر اوسکے پانون
کا نشان بھی نہ بنتا تھا آناً فاناً مین اوسی مقام پر جہان اسنے پانی بھرا تھا کود پڑی
سویل بھی فوراً اوسکے ساتھہ کود اپنے اوسکا سایہ اسکے ہاتھہ کے قریب تھا کہ وہ ڈوبگئی
اور جو رنگین رومال بگریانوف نے اوسکو دیا تھا وہ پانی پر تیرنے لگا۔

جیسے ہی یہ کودی تھی سویل نے پانوٗں اور ہاتھوں کے زور سے ایک طرف پھینکدیا تھا

اور کوتے ہی غوطہ لگایا اور ایک لمحہ کے بعد دم لینے کو اوبھرا بعدہ پھر غوطہ لگایا جب یہ اوبھرا تھا تو اسکے ساتھیون نے خیال کیا تھا کہ مرگیا برف و سردی کیوجہ سے نیلا ہوگیا تھا دوسرے غوطے مین فڈوشیا کو باہر نکال لایا مگر یہ طاقت نہ تھی اسکے ساتھیون نے اسکو اور فڈوشیا کو کھینچکر باہر نکالا روتے روتے فڈوشیا کی آنکھین سوجگئی تھین اور بالکل یخ ہوگئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد سویل کے ہوش و حواس درست ہوے یہ اسی بات پر آمادہ تھا کہ اسکو اپنے کندھے پر ڈال کر اپنے گھر لیجائے اور کسی کو چھونے نہ دے اور جیسے جیسے لوگ گانؤن کی طرف بڑھتے تھے آدمیون کا ہجوم ہوتا جاتا تھا اور اوسوقت تک بڑا مجمع ہوگیا تھا جبکہ یہ سویل جرمی مایا کے مکان پر پہونچا۔

جب فڈوشیا کو سویل نے میز پر بٹھایا تو کہا کہ مین قصوروار نہین ہون مین اسکو محفوظ نہین رکھہ سکتا تھا اور مین موجود نہ تھا مگر مین قسم کھاتا ہون کہ مین اسکا بدلا لونگا۔

تھوڑی دیر کے بعد تمام موضع مین ایک شوروغل مچگیا جرمی مایا تو اپنے دروازے کے سامنے خاموشی کے ساتھہ کھڑا ہوا تھا اور اپنی مردہ بیٹی کو غضب کی نگاہ سے دیکھہ رہا تھا مگر آنسو نہین نکلتے تھے موضع کی عورتین جمع ہوگئی تھین اور فڈوشیا کے ہاتھہ اور پانؤن دباتی تھین تاکہ اِسکے ہوش و حواس درست ہون مگر تھوڑی دیر کے بعد اونھون نے یہ حرکت موقوف کردی کیونکہ اوسکے مرنے مین کوئی شک نہ تھا اور ہاتھہ پانؤن اوسکے سخت ہوتے جاتے تھے اوسکے بعد کمرے سے مرد چلے گئے تاکہ عورتین غسل و کفن کرکے اسکو دفن کے لیے تیار کرین تمام نوجوان اور بچے جرمی مایا کے گرد جمع ہوگئے تھے اور یہ سب کے بیچ مین بیٹھا تھا اور بالکل خاموش تھا اور سوچ رہا تھا کہ بدلا لینے کے واسطے

کیا تدبیر کرنا چاہیے ۔

سویل کے کچھ ساتھیون نے اوسکو کہہ سنکر راضی کیا تھا کہ جاکر اپنے کپڑے بدلے جری مایا نے ایک آدھ مرتبہ آنکھ اوٹھا کر دیکھا اور دریافت کیا کہ سویل کہان گیا جب کہا گیا کہ کہین گیا ہے تب اوسنے اپنا سر ہلایا اور خاموش ہو رہا ۔

ابر تھا اور رات ہوتی جاتی تھی شمعین لوگون کے گھرون مین روشن ہونے لگی تھین اوسوقت ایک بڈھی عورت آئی اور اوسنے مردون سے کہا کہ اندر آؤ سب سے اول فدوشیا کا باپ اندر گیا بعد اوسکے یکے بعد دیگرے سب مکان مین داخل ہوے ۔

چیر کی لکڑی کی میز جو وسط کے کمرے مین تھی اوسپر فدوشیا کو لٹا دیا تھا اور عمدہ سے عمدہ پوشاک اوسکو پنھائی گئی تھی اور پاؤن مشرق کی جانب کر دیے گئے تھے تاکہ منھ اسکا اس جانب رہے جدھر سے سورج نکلتا ہے ۔

جبکہ کنواری لڑکیان قضا کرتی ہین تو اونکے بال گوندھے نہین جاتے ہین مگر اسکے بال گوندھکر باندھ دیے گئے تھے اوسکے ہاتھون کے سیدھا کرنے مین کسیقدر دقت ہوئی تھی لہذا ہاتھ سیدھے کرکے ایک فیتہ سے باندھ دیے گئے تھے اور جابجا چیر کے درخت کی ڈالیان پتون سمیت پڑی ہوئی تھین ایک چھوٹی سی متبرک تصویر بھی ہاتھون کے پاس رکھدی گئی تھی جو شمعین کہ متبرک تصویر کے روبرو رکھی تھین وہ جل چکی تھین اور کسیقدر اونکی روشنی دھیمی تھی ۔

جری مایا کھڑا ہوا اپنی بیٹی کو دیکھ رہا تھا ایک آدھ مرتبہ اوسکی آنکھونکو جنبش ہوئی ۔ لیکن آنسو نہ نکلا تاکہ جو دلی صدمہ تھا وہ کم ہو جاتا ۔ تھوڑی دیر کے بعد کھڑے کھڑے اسنے کہا کہ پادری کو بلانا چاہیے ۔ موجودین نے ایک دوسرے کو دیکھا اور کہا کہ پادری تو اوس مردے کی نماز پڑھتے ہین جو ... گئے ہین

کاشتکار تو کبھی اس بات کا خیال نہین کرتے کیونکہ اونکے پاس دام کہان۔

جری مایا نے کہا کہ جاؤ پادری کو لاؤ۔

کسی شخص نے حس و حرکت نہ کی گو اوسنے سب کی طرف آنکھ اوٹھا کر دیکھا۔ اسکے بعد بولا کہ مین خود اوسکو جا کر لاؤنگا۔

اسنے اپنی لکڑی لی اور گیا۔

اندھیرا بالکل ہو گیا تھا اور جو ابر چھایا ہوا تھا اوس سے معلوم ہوتا تھا کہ ایک بہت بڑا طوفان برف کا آئیگا۔

یہ بڈھا شخص خوب تیزی سے پادری کے مکان کی جانب بڑھا چلا گیا۔

اور دیکھا کہ ایک کھڑکی مین شمع روشن تھی۔

سوبل دروازے پر ملا اوسوقت وہ بھی پادری کے مکان کے اندر جانیوالا تھا۔

جری مایا نے کہا کہ تم کسلیے آئے ہو۔

سوبل نے کہا کہ پادری کو لینے آیا ہون تاکہ چلکر جنازے کی نماز پڑھے۔

بڈھے شخص نے دروازے کی زنجیر کھول لی اور خاموشی سے اندر چلا گیا۔ پادری اپنے کمرے مین تھا اور بیوی اوسکی سوتی تھی اور یہ پلنگ کے برابر بیٹھا تھا اور لڑکا جو اسکے یہان پیدا ہوا تھا وہ پالنے مین سو رہا تھا۔ جب اسکے آدمیون کو اطلاع دی تو وہ خاموشی کے ساتھ اندر گئے اور پادری کو اطلاع دی کہ دو کاشتکار آئے ہین۔

پادری نے کہا کہ کیا معاملہ ہے اور کیون آئے ہین پادری کا چہرہ شب بیداری کے باعث زرد ہو گیا تھا۔

گانون مین کوئی خرابی پڑی ہے۔

پادری نے کہا خاموش اور یہ کہکر اوٹھا
یہ اسقدر تھک گیا تھا کہ اسکو کھڑا ہونا نہایت دشوار تھا۔
یہان بچے کے پاس تم رہو اور دیکھتے رہو کہ یہ اپنی مان کو نہ جگائے اور کاشتکار کہان ہین۔

باہر کے کمرے مین۔

پادری گیا اور کاشتکارون سے کہا کہ کھانے کے کمرے مین آؤ اس کمرے مین سادی آرایش تھی۔ جب پادری نے سویل کو پہچانا تو فوراً کھٹک گیا کہ کیا ہوا تشویش و فکر جو چوبیس گھنٹے سے پادری کو تھی اور جسکی وجہ سے بالکل تھک گیا تھا وہ اور زیادہ ہوئی۔

پادری نے کاشتکارون سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو۔
جبری مایانے کہا کہ میری بیٹی نے قضا کی۔ مین چاہتا ہون آپ اوسکے جنازے کی نماز پڑھین اور وہ مکان پر ہے اوسکی روح پر صدمہ ہے اور امید ہے کہ آپکی دعا سے دور ہوجاوے۔

فدوشیا۔

ہان فدوشیا۔
کیا گناہ اوس نیک لڑکی نے قبل مرنے کے کیا کہ جس سے اوسکی روح پر صدمہ ہے۔
یہ سوال جو پادری نے کیا تو اوسکو دریافت ہوگیا تھا کہ کیا جواب ملیگا۔
اوسنے اپنے تئین مارا تھا

جری مایا نے پادری سے چار آنکھین کر کے یہ بات کہی کو تم انکار نہ کرو کیونکہ اوسنے خودکشی کی - کیون تم انکار کروگے - تمتو پادری ہو تم بُرے شخص نہین ہو - تم اس گناہ کا صدمہ اوسکی روح پر نرہنے دوگے -

جری مایا نے یہ باتین کہکر پادری کی طرف دیکھا اور لکڑی جو اوسکے ہاتھہ مین تھی وہ غصہ کے باعث ہلتی تھی نہ کہ کمزوری کے سبب سے -

کسطرح اور کیونکر اوسنے خودکشی کی -

مین جانتا ہون جو کچھہ جانتا ہون وہ یہ ہے کہ وہ مردہ میرے پاس لائی گئی اور اوسنے اپنے تئین مارا تھا - اگر آپ اور زیادہ دریافت کرنا چاہتے ہین تو اس سے دریافت کیجیے یہ مفصل بیان کریگا -

اُسوقت سویل آگے بڑھا - پادری نے شمع کی روشنی سے اوسکو دیکھا کہ چہرہ بالکل زرد ہو رہا تھا -

سویل نے بیان کیا کہ مین پروکونی کے مکان سے واپس آتا تھا جہان پر ہم لوگون نے سن صاف کیا تھا اور لوگ بھی میرے ساتھہ تھے چوراہے پر یکایک مجھکو فدوشیا ملی وہ مالک کے مکان کی طرف سے آتی تھی وہ اوسوقت وہان اسطرح چلتی تھی جیسے کوئی نیند مین چلتا ہو - گو آنکھین کھلی ہوئی تھین مگر کچھہ دکھائی نہین دیتا تھا یکایک میری نگاہ اوسپر پڑی تو دیکھا مین نے کہ اوسکے کاندھے پر ایک رنگین رومال پڑا ہوا ہے -

تم ان رومالون سے واقف ہو جو بگریانوف لڑکیون کو دیا کرتا ہے مجھکو اوسوقت ایسا معلوم ہوا کہ گویا کسی نے مجھکو گھونسہ مار کر گرا دیا مین نے کہا کہ یہ کیا ہے فدوشیا جیجی اور مجھسے کہا کہ مجھکو مت چھوؤ اوسوقت مین نے کہا کہ تم کہان گئی تھین اوسنے

مجھکو جواب نہ دیا اور گھوم کر دریا کی طرف بھاگی ہم سب اوسکے پیچھے دوڑے کہ اوسکو روکین مگر وہ دریا مین کود پڑی اور مین نے کود کر اوسکو باہر نکالا مگر اوسکا کام تمام ہو چکا تھا پس یہ سرگذشت ہے جو مین نے بیان کی۔

پادری نے بعد کسی قدر تامل کے کہا کہ تم بیان کر سکتے ہو کہ کیونکر یہ تمام کارروائی ہوئی۔ مین خیال کرتا ہون کہ یہ بگریانوف کے پاس گئی تھی تاکہ وہ مجھکو معاف کرے۔

جری مایا نے پادری سے کہا کہ مین تو ضرور نماز پڑھواؤنگا آؤگے یا نہ آؤگے۔ یہ کلمہ اوسنے غصے سے اپنی لکڑی کو زمین پر مار کر کہا تھا۔

پادری نے جواب دیا کہ میری بی بی کے یہان آج صبح لڑکا ہوا ہے لیکن مین آؤنگا تم آگے بڑھو مین آتا ہون۔ ایک لحظہ کے لیے مین گرجا گھر جاتا ہون۔

یہ دونون کاشتکار اپنے مکان کی طرف روانہ ہوے جب تھوڑی دور چلے تو جری مایا نے ٹھہر کر سویل سے دریافت کیا۔

کیا تمنے کہا تھا کہ بگریانوف کے پاس جاوے۔

نہین نہین۔ قسم کھاتا ہون۔ مین نے نہین کہا تھا۔ فدوشیا نے مجھسے کچھ ذکر جانے کا کیا تھا۔ مین نے کہا تھا فضول ہے کیونکہ اگر اوسنے مجھکو معاف بھی کیا تو ایک معجزہ ہوگا۔

اسپر بڈھا بولا کہ معجزہ یہی ہوا کہ مین بے اولاد ہو گیا اور یہ بھی کہا۔ بہتر ہوا کہ تمنے نہین کہا ورنہ تمھاری ہڈیان لاٹھیون سے توڑ دیتا قبل اسکے کہ بگریانوف کی ہڈیون کو توڑتا۔

ان لوگون کے گھر پہونچنے کے بعد پادری پہونچا اسنے انگیٹھی لوبان کی ایک شخص کو دیدی کیونکہ قاعدہ ہے جبکہ نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے تو لوبان سلگایا جاتا ہے بعدہ اوسنے

اپنا جبہ پہنا۔
یہ کسی شخص کو اپنے ساتھہ نہین لایا تھا اور نہ یہ چاہتا تھا کہ اور کسی کو خرابی مین ڈالے
کیونکہ معلوم تھا کہ ضرور خرابی پڑیگی۔
انگیٹھی سے دھوان خوب اوٹھا پادری نے اوسوقت نماز پڑھی جو کاشتکار اوسوقت
موجود تھے اونھون نے آمین کہا۔

بعد نماز کے پادری کچھہ کلمات تشفی آمیز کہکر اپنے گھر کو روانہ ہوا
جری مایا نے بڑھکر پادری کے ہاتھہ کو بوسہ دیا اور کہا کہ مین آپ کا شکریہ
ادا کرتا ہون۔
سویل نے بھی بڑھ کر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اِسکو کس روز اور کسوقت دفن کرین
جبکہ تم لوگ چاہوگے مین اسکی تدفین مین شریک ہونگا۔
سویل نے کہا کہ کیا آپ کو کچھہ خوف نہین ہے۔
پادری نے چارون طرف دیکھکر کہا کہ خداوند کریم کا تابعدار کسی کا خوف نہین کرتا۔
کیا آپ پرسون اسکو دفن کردینگے اور نماز جنازہ پڑھدینگے ہم اسکے لیے دام
دینے کو موجود ہین۔
پادری نے کہا کہ مجھکو تمھارے روپیے کی حاجت نہین ہے مگر سوچتا تھا کہ کسقدر
تکلیف ہے یہانتک کہ بعض وقت کھانیکی دقت ہوتی تھی۔
اِسکے بعد کاشتکار اپنے اپنے گھرون کو گئے۔
دوسرے روز موضع کے تمام لوگ کچھہ نہ کچھہ تحفہ لیکر پادری کے یہان پہونچے تاکہ فرزند
پیدا ہونیکی مبارکباد دین اور تحفہ پیش کرین۔

باب دہم

دو دن کے بعد دس بجے بگریانوف بیٹھا ہوا چاء پیکر اخبار پڑھ رہا تھا۔ اسکو گرجاگھر کے گھنٹون کی آواز سنکر حیرت ہوئی۔ اسنے دوسری جانب میز کے جسطرف اسکی بی بی بیٹھی تھی دیکھا جو حسب معمول نہایت زرد ہو رہی تھی۔ اسنے تمام حال سنا تھا اور اوسکو خوف تھا کہ آفت آنیوالی ہے۔ اسنے اشارہ کیا چھوٹی لڑکی اسکے کمرے مین چلی گئی۔

میڈم بگریانوف کو لڑکی کے چلے جانے سے تشفی ہوئی۔ منتظر تھی کہ اسکا شوہر اس سے کیا سوال کریگا۔

بگریانوف تھوڑی دیر کے بعد بولا کہ کیا کوئی تہوار کا دن ہے اور مہینے کی کونسی تاریخ اور کونسا دن ہے۔

میڈم بگریانوف نے جواب دیا کہ ۲۲۔ تاریخ ہے۔

کیون نماز گرجاگھر مین ہوتی ہے۔

یہ بیچاری عورت کسیقدر رُک رُک کے بولی کہ ایک جنازے کی نماز ہوتی ہے جبکہ اوسنے یہ کہا تھا اوسوقت یہ نہایت خوف زدہ ہو رہی تھی۔

بگریانوف بولا کہ کیا جنازے کی نماز وہ اپنے مُردے پر پڑھاتے ہین۔ ہان اوسکی روح کو ثواب ملتا ہوگا۔ میری راے مین تو اسقدر غریب نہین معلوم ہوتے جیسا کہ وہ ظاہر کرتے ہین کیونکہ وہ نماز پڑھا سکتے ہین اور اسکی قیمت دے سکتے ہین کون سی میری روح جنت کو گئی ہے۔

وہان پر فقط روح مردون اور لڑکون کی قرار دیجاتی تھی اور عورتون اور لڑکیون کی

روح نہین قرار دیجاتی تھی کیونکہ عورتین ٹکس نہین دیتی تھین اسلیے اونکی روح نہین قرار دیجاتی تھی۔

بگریانوف کی بیوی بولی کہ ایک لڑکی مری ہے۔

بگریانوف بولا کہ ایک نوجوان لڑکی وہ یہ کہکر رنجیدہ معلوم ہوا تھا کیونکہ لڑکیون کے مرنے سے اوسکا نقصان ہوا کرتا تھا یعنے جب وہ شادی کرتین تو عمدہ عمدہ لڑکے پیدا ہونیکی امید ہوتی جو کہ روح شمار کیجاتی تھین۔

بگریانوف نے سوال کیا کہ یہ کون ہے اور اسطرح دریافت کیا کہ جیسے کوئی مالک اپنے مال کو کسی نقصان کے وقت دریافت کرتا ہے۔

میڈم بگریانوف نے بہت بڑی کوشش کے بعد کہا فڈوشیا جری مایا یونا اوسکو سنکر بگریانوف جو اخبار پڑھتا تھا اوسکو رکھ دیا اور بیوی کی طرف ایک نگاہ غضب سے دیکھنے لگا۔

تم دیوانی ہو دو دن ہوے کہ یہ لڑکی تندرست تھی کیونکہ یہ لوگ آج اوسکو دفنانے جاتے ہونگے کس عارضے سے وہ مری تھی۔

میڈم بگریانوف تو خاموش تھی اسپر اسنے زور سے گھنٹہ ہلایا اور اوسکا ملازم ٹموتی چپکے چپکے مودبانہ آیا گرجا کا گھنٹہ برابر بج رہا تھا۔ تابوت گرجا گھر مین آچکا تھا۔

بگریانوف نے تیزی سے سوال کیا کہ یہ جنازہ کسکا ہے۔

یہ بڈھا شخص بولا کہ حضور فڈوشیا جری مایا یونا کا جنازہ ہے۔

یہ لڑکی تو صرف دو دن کا عرصہ ہوا یہان آئی تھی۔

ہان حضور وہی ہے۔

وہ کیونکر مری۔

میڈم بگریانوف اور ٹموتی نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

بگریانوف نے پھر کہا کہ کیونکر مری یہ اوسنے ہونٹ بھیچکر استفسار کیا تھا اور اِس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ایک طوفان آنیوالا ہے۔

حضور اوسنے اپنے تئین ڈوبا کر مارا۔

اتفاقیہ۔

کوئی جواب نتھا۔

کیا عمداً ڈوبی۔

پھر کچھ جواب نتھا گھڑی کی کھٹکھٹاہٹ صاف سننے مین آتی تھی اور باہر گرجا کا گھنٹہ بجتا تھا۔ ٹموتی نے سر اوٹھاکر اپنے مالک کو دیکھا اور کہا۔

اے حضور عمداً۔

بگریانوف اوٹھا اور کمرے مین ٹہلنے لگا اوسکی بی بی بھی کسی قدر ہچکچاتی اور خوف زدہ اوٹھی مگر بگریانوف نے زور سے بٹھا دیا کہ کیون نہین بیٹھتی جا جب اکو وتی پھرتی ہے کیا فائدہ۔

میڈم بگریانوف اسکو شنکر چپکے سے کرسی پر بیٹھ گئی۔

بگریانوف نے دانت پیسکر کہا کہ بیوقوف۔

گرجا گھر کے گھنٹون کا بجنا ملتوی ہوا لاش اوسوقت گرجا گھر کے اندر پہونچگئی تھی۔

بگریانوف دو تین مرتبہ کمرے مین ٹہلا۔

پھر اپنے بڈھے ملازم کی طرف پھر کر کہا کہ موضع مین لوگ کیا کہتے ہین۔

حضور مین نہین جانتا موضع مین نہین جاتا اور مین نہین جانتا کہ کیا کہتے ہین۔
بگریانوف نے کہا کہ اچھا جا اور دریافت کر۔ یہ کہکر کرسی پر بیٹھ گیا اور بی بی سے کہا کہ
مجھکو ایک پیالہ چاہ کا بنا دو جو کہ گرم اور نہایت شیرین ہو۔
ٹموتی تو اپنے خیال مین سر نیچے کیے ہوے گھر سے نکلا اور اوسی راستے پر گیا جس طرح
فدروشیا اوسوقت گئی تھی جبوقت کہ اوسکے کاندھے پر رومال پڑا تھا جبکہ موضع کے
وسط مین پہونچا تو دیکھا کہ خالی ہے کوئی نہین ہے بجز دو ایک بچون کے جو کہ پانی مین
پڑے ہوے چلا رہے تھے اوسکو اوسوقت حیرت ہوئی اور نہین جانتا تھا کہ کیا کرے
اگر بے خبر بغیر واپس گیا تو بڑی خفگی ہوگی اور اگر گرجا گھر مین گیا تو موجب مضرت کا ہے کہ
کہین وہ لوگ جو وہان ہین اونکو غصہ تو آہی رہا ہے اوسکے ٹکڑے ٹکڑے نہ کردین۔
پس اسنے ایک درمیانی کارروائی کی اوسنے دروازہ احتیاط سے گرجا گھر کا کھولا
اور دیکھا کہ ایک عورت اوسکے روبرو سجدے مین ہے اوس عورت سے سوال کیا کہ ای
نیکبخت عورت اس لڑکی کے مرجانے کے باب مین موضع کے لوگ کیا کہتے ہین۔
اس عورت نے غضب کی نگاہ سے کہا کہ ہین کیا کہتے بہت افسوس کرتے ہین کہ ایسی
خوبصورت لڑکی اور ایسی کم عمر مری۔
اسکے بعد وہ عورت اپنی نماز مین مشغول ہوئی۔
ٹموتی کو جو بات دریافت کرنا تھی وہ معلوم ہوگئی یہ اپنے گھر کو واپس آیا اور جو کہ
سنا تھا وہ اسنے کہا بگریانوف کو یہ سنکر تشفی ہوگئی تھی یہ اپنے کمرے مین چلا گیا اور انتظار
کیا کہ پھر گرجا گھر کا گھنٹہ بجے تو سُنے۔
جبکہ یہ کمرے مین آہستہ آہستہ ٹہل رہا تھا تو اسکے دل مین کچھ افسوس تھا کیونکہ ایسے

بڑے رئیس کو افسوس سے کیا کام تھا۔

گھنٹہ پھر بجنے لگا۔ جنازہ گرجاگھر سے قبرستان کی طرف چلا۔

یہ جی مین سوچتا تھا کہ کسی نے مجھکو کیون اطلاع نہین دی کہ کیا ہوا کیونکہ یہ بات تو ایسی تھی جسکی طرف اسکا خیال بہت کچھ رجوع تھا کیون یہ خرابی کی بات احتیاط سے اوس سے پوشیدہ رکھی گئی تھی کیا لوگ خیال کرتے تھے کہ یہ موجب میری نارضی کا ہوگا لڑکی نے اپنے تئین ڈبو دیا مین ناراض کیون ہوتا۔ میرا قصور کیا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ میرا قصور ہے اگر کسی نے ایسا کیا تو دراصل خوب کارروائی کی۔

بگریانوف دروازے کے قریب ٹھہر گیا باہر جاتا تھا۔ گرجاگھر کا گھنٹہ افسوسناک طور سے بج رہا تھا اور اوسکی صدمہ انگیز آواز آرہی تھی۔ بگریانوف پھر آیا اور کمرے مین ٹہلنے لگا اور دل مین کہنے لگا۔

میرا قصور کیونکر ہوسکتا ہے اس خاص مقدمہ مین بہر صورت مجھپر کوئی تہمت نہین لگا سکتا وہ اسلیے آئی تھی کہ اوسکے عاشق کو چھوڑ دون اور سپاہیون مین بھرتی کرکے نہ بھیجون اس صورت مین مین اوسپر زیادہ تر عاشق تھا اور وہ تو حرف اوسکا سنگیتر تھا پس اسکو یقین ہوگیا کہ یہی اوسکا عاشق تھا اسنے کہا کہ کسی صورت سے مجھپر تہمت نہین لگائی جاسکتی کچھ حاجت نہ تھی کہ اسطرح پر وہ اپنے تئین ضایع کرتی۔ یہ کون کہہ سکتا ہے کہ مجھپر تہمت لگائی جاسکتی۔

یہ خیال کرکے پھر بڑھا تاکہ جو شخص ایسا بیان کرتا ہے اوس سے مقابلہ کرے۔

اوسوقت اسکو یاد آیا کہ ٹموتی نے لفظ عمداً کا استعمال کیا تھا یعنے اوسنے کہا تھا کہ اپنے تئین عمداً ڈبو دیا چونکہ ٹموتی نے ایسا کہا تھا لہذا ٹموتی کو اسکا ثمرہ فوراً ملیگا۔

ہان پادری بھی ہو جسنے اس لڑکی کو بڑے جلوس سے دفنایا ہو اُسکو بھی سزا ملنی چاہیے۔

بگریانوف کھڑا ہوا تھا آخر کار گھنٹہ بجنا موقوف ہوا اس خاموشی سے اُسکو ایک بہت بڑی اہانت ملی اور یہ آمادہ ہوا کہ کسطرح پر سزا دینا چاہیے اور جو کچھ غصہ اسکے مزاج مین تھا وہ دور ہوا۔

یہ اپنی کرسی پر بیٹھا اور میز کے ایک بڑے کو کھینچکر ایک چٹھی نکالی جو آرک بشپ کے نام لکھی تھی اُسکو کھولکر اسنے اپنے آگے رکھا اور چرٹ اپنا سُلگایا اور چٹھی کو پڑھنے لگا کہ اسمین کیا لکھا ہی مگر ایک لفظ بھی نہ سمجھا۔

فڈوشیا کا دھوم دھام سے جنازہ اُٹھا اور بجز شیر خوار بچون کے موضع مین کوئی نہ تھا سب اسکے جنازے کے ہمراہ گرجا گھر مین تھے۔

فڈوشیا کے باپ نے چاہا تھا کہ ایک بہت بھاری نماز پادری پڑھائے اور پادری نے اُسکی درخوست اپنی ذمہ داری سے قبول کی تھی۔ پادری واقف تھا کہ اُسکی نوکری جاتی رہیگی جو بچہ پیدا ہوا تھا وہ بھی دن بدن تندرست ہوتا جاتا تھا۔ بگریانوف اگرچہ ظالم تھا مگر وہ پادری کو کم از کم ایک مہینہ تک نکال نہین سکتا تھا اُسکو پروا نہ تھی کہ کہان بھیجا جائیگا اس بات پر بھی آمادہ تھا کہ اگر سیبیریا بھی بھیجیگا تو وہان جاؤنگا اسکو دولت کی پروا نہ تھی بہر حال اپنے بی بی بچون مین خوش تھا۔

جب یہ پادری جنازے کے قریب کھڑا نماز پڑھ رہا تھا تو اسقدر موضع والے اسکے گرد جمع ہوے تھے کہ باوجود موسم سرما کے گرمی معلوم ہوتی تھی۔ آدمی گو نماز مین مشغول تھے مگر خوب جانتے تھے کہ ضرور بدلا لیا جائیگا۔ جو لاش اس مری ہوئی لڑکی کی تھی اُسکو عمدہ سے

عمدہ لباس پہنایا گیا تھا اور اُسکا منہ آسمان کی طرف کردیا گیا تھا وہ ان لوگون کا نشان تھا جسکو لیکر یہ لوگ جنگ کے واسطے بڑھینگے اور کچھ رومن کیتھلک ہی کے لوگ نہ تھے جس نے ایک عورت کی لاش کو دیکھکر جنگ کی تھی بلکہ اور لوگ بھی لڑے تھے جنازے کی نماز خاموشی سے ختم ہوئی سُویل جری مایا اور دیگر کاشتکار اس تابوت کو گرجا گھر سے باہر لے گئے جون ہی فڈوشیا کی لاش گرجا گھر سے باہر گئی گھنٹے بجنا شروع ہو گئے بگریانوف کو گھنٹے کی آواز سنکر غصہ آیا تھا قبرستان وہان سے قریب تھا بہت سی پہاڑ پر پُرانی پُرانی قبرین تھین اور جنگلی گلاب کے پھول لگے ہوے تھے۔

تمام پہاڑیان اور اونچے ٹیلے وغیرہ برف سے بھرے ہوے تھے صرف فڈوشیا ہی کی قبر ایک سیاہ گڑھا معلوم ہوتی تھی کیونکہ چارون طرف سفید سفید برف پڑی ہوئی تھی۔

جب یہ تمام لوگ تابوت لیکر پہونچے اور قبر مین رکھا تو پادری نے ایک مٹھی بھر خاک اس کھُلے ہوے تابوت مین ڈالی جری مایا اور سویل آگے بڑھے اور جھکے کہ آخر وقت اسکا چہرہ دیکھین اُسکے بعد دیکھنا تابوت کا بند کیا گیا اور مٹی پڑنا شروع ہوئی تھوڑی دیر کے بعد قبر بھر کر زمین برابر ہو گئی اور کچھ بھی نہ تھا۔

جری مایا نے اُن لوگون کو نیوتا جو کہ موجود تھے کہ ماتمی دعوت کھائین خاموشی سے یہ اُنکے ساتھ گئے ہر ایک کو خیال تھا کہ کچھ نہ کچھ ہونیوالا ہی۔

باب یازدہم

جنازے کی دعوت نہایت خاموشی کے ساتھ شروع ہوئی پادری کو بھی جری مایا نے اس بہانے سے نیوتا دیا تھا کہ میری بیوی بیمار ہی وہ مثل اور لوگون کے واقف تھا کہ

کوئی طوفان ضرور آنے والا ہی یہ کاشتکار معمولی دعوت خاموشی کے ساتھ کھا رہے تھے جسمین اُبلے ہوے انڈے اور چاول ہوتے ہین۔

عورتون کے لیے دوسرے جھونپڑے مین دعوت کا سامان مہیا کیا گیا تھا برانڈی کا جام خوب چل رہا تھا اور خاموشی رفتہ رفتہ بڑھتی جاتی تھی جا بجا لوگ گفتگو کرنے لگے تھے لیکن گفتگو کچھہ گرمجوشی سے نہ تھی ہر ایک شخص اُویری دل سے باتین کرتا تھا لوگ جانتے تھے کہ خواہ مذاق سے گفتگو کیون نہ کی جاے مگر کوئی لطف نہین ہی سب انتظار مین تھے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی سہ پہر اسی فکر مین گذر ے۔ شام ہونے آئی مغرب کا وقت قریب تھا اُسوقت فڈوشیا کا باپ گفتگو کرنے کیواسطے اُٹھا جسوقت اُسکی آواز سننے مین آئی فوراً سب لوگ خاموش ہوگئے اور ہر ایک شخص کا خیال اسکی گفتگو کی طرف رجوع ہوا۔

جری ما یانے کہا میرے بھائیون ایک اولاد میری باقی رہی تھی اُسکو بھی مین نے کھو یا تمنے اُسکو دفنا دیا اُسکی یاد تم لوگون کو ہمیشہ رہیگی حسب معمول موجودین نے کہا کہ ہان اُسکی یاد ہمیشہ رہیگی اور پھر خاموش ہوگئے۔

میری فڈوشیا نے کبھی کسی جاندار شئے کو نہین ستایا تھا جبکہ یہ کہا تھا تو اُس بڈھے کی آنکھون مین آنسو بھر آئے تھے وہ از بس حلیم الطبع اور پاک وصاف تھی تم لوگ واقف ہو کہ اُسکی نسبت اس نوجوان شخص سے ہوئی تھی یہ کہکر سٹویل کی طرف جو اُسکے داہنی جانب بیٹھا تھا اشارہ کیا اُسکی شادی اس سے ہو جاتی اور وہ عمدہ نیکبخت بیوی بنتی وہ ایک نوجوان اور مضبوط لڑکی تھی اب یکایک اُسنے قضا کی یہ کیونکر ہوا۔

یہ سوال کرکے چارون طرف موجودین کیجانب دیکھا سب لوگ خاموش بیٹھے ہوئے تھے

بعض لوگ جنکو برانڈی کا نشہ زیادہ ہوگیا تھا غصے مین بھرے بیٹھے تھے۔
جبری ماپا نے کہا یہ کیونکر ہوا کہ ایک خوبصورت نوجوان لڑکی نے اپنے تئین دریا مین ڈبو دیا اور اپنے بڈھے باپ کو تنہا اس دنیا مین چھوڑ گئی کیا نوجوان لڑکیان معمولی طور سے اسطرح کام ناپسند کرتی ہین مین تم سے دریافت کرتا ہون کہ کیا یہ بات ذاتی ہی کہ جب نوجوان لڑکی کے سامنے اسکا منگیتر آئے تو وہ اپنا منھ چھپا لیتی ہی اور ایک نعرہ مارتی ہی اور یہ کہتی ہی کہ تو مجھکو مت چھو اور جب زیادہ موجب حجاب کا ہو تو وہ دریا مین ڈوب مرے یہ بات ذاتی نہین ہی کہ بلا وجہ وہ ایسا کرے یہ اسنے نہایت غصہ سے بآواز بلند کہا اور لکڑی کو زمین پر مارتا تھا۔
یہ سب لوگ اسوقت چونکے۔
میری بیٹی نے قضا کی اور چارون طرف غصہ کی نگاہ کرکے کہا کہ اسنے بوجہ مالک کے قضا کی۔ اسکو اتنی بھی شرم و حیا نہین ہی جتنی کہ ایک کمبخت کتّے کو ہوتی ہی۔ اس صورت مین ممکن نہ تھا کہ وہ اپنے عاشق سے چار آنکھین کرے اور نہ ممکن تھا کہ اپنے بڈھے باپ کے مکان کو واپس آئے پس اسنے اپنے تئین دریا مین ڈبو دیا کیا اب کوئی اگر کہہ سکتا ہی کہ تمھاری بیٹی نے جو اپنے تئین مار ڈالا ہی تو گناہ کیا ہی اگر مجھسے کوئی ایسا کہے تو وہ جھوٹ بولتا ہی۔ میری بیٹی نے گناہ نہین کیا وہ نہین ہی جسنے کہ اپنے تئین مارا ہی بلکہ یانوف نے اسکو مارا ہی اور بلکہ یانوف ہی اسکا قاتل ہی اس بڈھے شخص نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور اپنی لکڑی کو گھمایا اور زور سے لکڑی کو زمین پر دے مارا۔ اسکو دیکھ کر سب موجودین استادہ ہوئے اور ایک آواز سے کہا کہ بیشک وہ قاتل ہی۔

اسکے بعد کوئی علامت خوف کی نرہی وہ غول بھیڑون کے غول کی طرح مسکین تھا بدلا لینے والا فرشتہ یہان موجود تھا اور بدلا لینے کا وقت بھی قریب تھا۔

جری مایا نے کہا کہ وہ قاتل ہی اور اُسنے یہ حرکت اول ہی مرتبہ نہین کی بلکہ اُسنے ہمارے بھائیون کو مارا اور اُنکو سیبیریا بھیجا جبکو تین مہینے ہوے تم لوگون نے کیا اُس بید کو بھولا دیا جو اُنکی پیٹھ پر پڑتا تھا اور اُس سے سنسناہٹ کی کیسی آواز آتی تھی کیا تمنے اُن خون کے فوارون کو فراموش کردیا جو اُنکی پشت سے جاری تھے اور وہ گاڑیان جو سوار کر کے اُنکو مشرق کیجانب لیگئین کیا تمکو اُنکی یاد نہین کیا بیوہ عورتین اور یتیم بچے اپنے شوہرون اور اپنے باپون کو یاد نہین کرتے ہین تم نہین جانتے ہو کہ اُسمین سے کچھ لوگ جو روانہ ہوئے تھے مرگیے ہونگے اور جو لوگ زندہ ہین وہ بھی اپنے وطن کی جدائی مین مرجاوینگے ہم کبھی نہین جان سکتے کہ آیا زندہ ہین یا مرگئے! اور کوئی اُنکے مرنے کے بعد اُنکے مرنے کی دعوت نکریگا۔

پھر برانڈی کے جام کا دور شروع ہوا اور فدوشیا کی یادگاری ہوئی۔

جبکہ لوگ خاموش تھے اُسوقت جری مایا نے کہا کہ وہ لوگ جو راستون پر مادور کسی سرزمین پر مرے یا جو لوگ آیندہ مرینگے اُن سب لوگون نے اس ہاتھ سے قضا کی اور کرینگے جس ہاتھ سے میری بیٹی نے قضا کی۔

بگریانوف نے ہمارے موضع کو تباہ کیا ہم لوگون مین آدمیت نہین رہی تمام گردو نواح کے لوگ ہمکو بھیڑیا کہتے ہین حقیقت مین ہملوگ وحشی جانور سے بھی بدتر ہین۔ ہمکو تمام آدمیون سے عداوت ہو یہ کہکر دانت پیسے اور کہا کہ ہان ہمکو تمام رئیسون اور اُنکے ایجنٹون اور سپاہیون اور قانون دانون اور افسران عدالت سے

عداوت ہی مگر ایسے لوگ جو دوسری جگہ مین انکو کاشتکار ایسی غضب کی نگاہ سے دیکھتے ہین ہم اسی بگریانوف کے باعث عداوت کرتے ہین جو اسقدر شریر و ظالم ہی خداوند کریم کیجانب سے بھی ہمارے ایمان مین فرق آتا ہی۔ اسکے بعد اُسنے آسمان کی طرف سر اُٹھایا اور کہا کہ امی خداوند کریم تو ہی اُن گنہگار الفاظ کا جو زبان سے نکلتے ہین معاف کرنیوالا ہی یہ تمام گناہ اور مصیبتین ہماری بگریانوف کے ذمے رکھ۔

کل جلسے نے ایک ایسی ٹھنڈی سانس بھری جیسے کہ طوفانی سمندر بھرتا ہی۔ جب جری ماپا یہ کہکر بیٹھ گیا تو سویل اُوٹھا

اسنے اپنی نوجوان صاف آواز سے کہا کہ ہم لوگون نے بڑی تکلیف اُٹھائی ہی مین تو قسم کھا چکا ہون کہ مر دے کا بدلا لونگا۔ ہمارے بھائیون نے بڑی غلطی کی ناحق اُسکی جان بچائی۔

اُنکو لازم تھا کہ خوب پھانسی کو تنگ کر دیتے جبکہ وہ اُنکے قبضے مین تھا مگر ابکی وہ نہین بچیگا کیون کیا بچ جائیگا۔

اس بات کو سنکر ہر ایک شخص کو خوشی ہوئی اور ہر شخص کو یہ معلوم ہوتا تھا گویا اُسکا ہاتھ مالک کے ٹیٹوے پر ہی۔

اُسوقت اندھیرا ہو گیا تھا عورتین چیڑ کی لکڑیان جلانے آئین یہ لکڑیان مشعل کی طرح جلنے لگین۔ انکے جلنے سے خوشبو پھیل گئی اُسوقت اسکی روشنی سے اور بھی چہرے اُن کاشتکارون کے غضبناک معلوم ہوتے تھے۔ یکایک دروازہ کھلا اور ایک شخص لوگون کو ہٹاتا ہوا اُس مقام پر آیا جہان جری ماپا کھڑا ہوا تھا۔

جب یہ جیری مایا کے روبرو آیا تو تکلیف سے اسکو غش آگیا اور جو چیخ پڑی ہوئی تھی

اُسپر نعرہ مار کر بیٹھ گیا۔

فوراً ایک جلی ہوئی چیڑ کی لکڑی اُٹھا کر دیکھا کہ کون شخص ہو معلوم ہوا کہ

بگر یانوف کا ملازم ہی۔

دیکھتے ہی لوگون نے تنفر سے ایک نعرہ مارا۔

اور کہا کہ تو اے کتے یہان کیون آیا۔ کیا تو یہان اسواسطے آیا ہی کہ ہمکو دیکھے اور

اسطرح تو اُسکی خوشنودی مزاج حاصل کرے اسطرح چیرچار ون طرف سے کوسنے

اور گالیان برسنے لگین اور یہ بیٹھا ہوا کراہ رہا تھا جب ارادہ کیا گیا کہ اسکا کندھا

پکڑ کر باہر نکالدین تو اسنے ایک چیخ ماری۔

اے بھائیو مین خدا اور مسیح کے لیے انصاف چاہتا ہون انصاف کرو۔

اُسوقت دریافت ہوا کہ اسکا داہنا ہاتھ بے حس و حرکت لٹک رہا ہی۔

اُسوقت جیری مایا نے اس سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہی تم سب اسکو چھوڑ دو۔

یہ میرا مہمان ہی۔

سب لوگ ہٹ گئے تموتی نے کراہ کر اپنا بایان ہاتھ اُٹھا کر داہنے ہاتھ کیطرف

اشارہ کیا جو کہ کاندھے سے اُونگلیون کی پورون تک ایک آبلہ ہو گیا تھا اور جا بجا

سے کھال بھی لٹک گئی تھی۔

سویل نے غصہ کی نگاہ سے دریافت کیا کہ یہ حرکت کسنے کی۔

اسنے جواب دیا کہ اُس بھیڑیے بگر یانوف کے سوا اور کون یہ کر سکتا تھا پھر لوگ

بگر یانوف کو کوسنے اور اسکے ظلم پر نفرین کرنے لگے جیری مایا نے اُس دائی کو

طلب کیا جو قریب رہتی تھی اور لوگون کے زخمون کی مرہم پٹی کیا کرتی تھی اُسنے فوراً ایک کپڑا تیل مین بھگو کر اُسکے پٹی باندھی۔ تازہ تازہ گوشت لٹک رہا تھا ہاتھ بالکل اُبل گیا تھا اسنے کہا کہ ناخن تو اِسکے جاتے ہی رہینگے اور کیا عجب ہی کہ سارا ہاتھ ہی نکما ہو جاوے جبکہ ٹموتی کے ہاتھ کی مرہم پٹی ہو گئی تو جیری مابانے اس دائی کو رخصت کیا۔

جیری ماپانے کہا کہ اب مجھسے بتا کہ یہ کیونکر ہوا ٹموتی نے جام برانڈی کے نوش کیے تاکہ درد کو کسیقدر افاقہ ہو۔

ٹموتی نے کہا کہ مالک مجھسے اسلیے ناراض ہوا کہ مین نے فڈونشیا کو اُسکے پاس جانے سے روکا تھا۔

سویل نے کہا کہ کیا درحقیقت تمنے ایسا کرنا چاہا تھا۔

ہان مین نے دیکھا کہ وہ ایسی مسکین اور خوبصورت ہی تو مجھکو افسوس ہوا اُسنے مجھسے استفسار کیا تھا کہ کیا مین مالک کو دیکھ سکتی ہون وہ چاہتی تھی کہ تمھاری عفو تقصیر کے لیے مالک سے التجا کرے مین نے اُس سے کہا کہ تو چلی جا جب وہ واپس جانے لگی تو اُسوقت یہ کافر کھڑکی مین آیا اور اُسکو اندر بلا لیا اور اُسکے بعد تم جانتے ہو کیا ہوا اور مین بھی جانتا ہون کہ کیا ہوا۔ مالک اسوجہ سے مجھسے ناراض ہوا مین چاہتا تھا کہ فڈونشیا وہان سے چلی جاوے۔ آج صبح مجھسے اُسنے دریافت کیا کہ فڈونشیا نے کیونکر قصا کی جو کچھ مین نے اُس سے کہا اُس سے اور بھی اُسکو سخت ناراضی ہوئی۔ اُسکے بعد اُسنے مجھکو بھیجا کہ جا کر دریافت کرو کہ موضع مین کیا خبرین ہین مین نے کہا کہ لوگ اُسکے مرنے سے افسوس کر رہے ہین اِس سے وہ بہت ناراض ہوا شام کو جب مین

چاے گرم کرکے چاے دان لایا تو اُسنے کہا کہ اِسکا پانی تو کھولتا نہین ہو بچا یو یہ جھوٹ تھا پانی تو خوب کھولتا تھا۔

ٹھوتی نے اس بات کی صداقت کے لیے اپنے اُوپر صلیب کا نشان بنایا جب صلیب کے نشان بنانے کے لیے ہاتھ اُٹھایا تھا تو بہت چیخا تھا اور ایسی تکلیف اُسکو ہوئی تھی کہ یہ خاموش بیٹھا رہا۔

پانی کھولتا تھا برابر دھوان نکلتا تھا علاوہ اسکے چاے دان کے نیچے انگارے سلگ رہے تھے مین چاے دان کو لے گیا اور سُلگے ہوے کوئلون پر اُسکو رکھا اور پھر لایا جسوقت دوبارہ لایا تو اُسوقت پانی کھولتا ہوا ڈھکنے اور ٹونٹی کی راہ سے نکل رہا تھا جب اِسکو واپس لیگیا تھا تو نکیر یا نوف غضب کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا اُسکی غضب کی نگاہ مشہور ہو مین تو بیس برس سے اُسکا ملازم ہون۔ مین خوب جانتا ہون اُسوقت خوف کے مارے بھول گیا اور مجھکو نہ معلوم ہوا کہ مین کیا کرتا ہون یعنے چاے دان کا مُنھ دوسری جانب تھا۔

اُسوقت اُسنے مجھسے کہا کہ کیا تو چاے دان رکھنا اپنی مالکنی کے سامنے بھولگیا تھا یہ دانت پیسکر کہا تھا۔ کیون نہ بھولے۔ جبکہ تو نوجوان لڑکیون سے قہقہہ اُڑاتا ہی۔ اسیوجہ سے تیرے دماغ مین فرق آگیا ہی۔

اِسکے بعد اُسنے کہا کہ سیدھی طرف گھوماکر رکھ مین نے اُسکو سیدھا رکھا پانی اُسوقت خوب کھول رہا تھا چھینٹین اُوڑ اوڑکر پڑتی تھین نکیریا نوف نے اُسوقت کہا کہ تو اپنی آستین اُوٹھا مین تیرا گند معاد کھنا چاہتا ہون مین نے فی الفور اپنی آستین اُٹھائی یہ دیکھکر اُسنے ایک آہ سرد بھری اور کہا کہ کاش اُسوقت مین بھاگجاتا خیر جب مین اُسکے پاس

گیب تو میرا گند ھا پکڑا اور اسطرح مضبوط میرا گند ھا پکڑا تھا جیسے کوئی سنسی سے پکڑتا ہی اور اُس جاے دان کا پانی ڈالنا شروع کیا اور اُسوقت تک ڈالا گیا جبتک کہ پانی ختم نہوا۔ ای بھا ئیو اُسوقت کسقدر درد تھا مین اپنے گھٹنون پہ کھڑا ہوگیا اور توبہ توبہ کرتا تھا اور واویلا مچاتا تھا مگر کوئی رہائی کی صورت نتھی۔

سویل نے کہا کہ مالکنی کہان تھی اُسنے کیا کہا۔

وہ بگریا نوف کے قدمون پر گری اور کہا کہ اسکو چھوڑ دو اور مجھکو جلا دو۔ اُسکو دھکا دیا وہ پیچھے گری اور اُسکو غش آگیا۔

یہ سُنکر کاشتکارون نے ٹھنڈی سانسین بھرین سب نے کہا کہ کیا ہی غضبناک وحشی جانور ہی

سویل نے تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ تم یہان کیون آئے ہو۔

ٹموتی نے کہا اسواسطے تا کہ تم مدد کرو تو مین بدلا لون اکیلا کچھ نہین کرسکتا ہون مگر مین بدلا لونگا اور مجھکو تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ مالک سے تم لوگون کو بھی بہت کچھ باز پرس کرنا ہی۔

اُسوقت ہر ایک کے مُنھ سے غضب کا نعرہ نکلا۔

ہر ایک شخص نے اپنی اپنی تجویز ظاہر کی اُسوقت ٹموتی نے کہا کہ مین پھانسی پر بھروسہ نہین کرتا کیونکہ جبتک وہ بول سکتا ہی ضرور بھیلا لیگا۔ اُسکی باتین میٹھی ہین چھری یا تبر سے کام لینا چاہیے۔

خون تو نکلیگا ایک شخص زمین سے بول اُٹھا۔

اُسوقت ایک انتظار ٹموتی کے جواب کا تھا۔

مکان جلا دیا جائیگا اور کہا جائیگا کہ ایک اتفاق ناگہانی ہوگیا پہ راے اُس شخص

کی تھی جو اندھیرے مین بیٹھا ہوا تھا۔

جرہی مایانے اُسوقت لوگون سے کہا کہ جسنے لوگون کو تلوارون سے مارا ہی وہ بھی تلوارون سے مارا جاے۔

اُسوقت سویل نے اپنے دانت بند کرکے کہا کہ آج رات کو ایسا ہونا چاہیے

جرہی مایانے آہستہ سے کہا کہ ہر ایک شخص کے پاس تبر ہونا چاہیے اور رات کے وقت ایسا ہونا چاہیے۔

آدھی رات کو تم سب آؤ اور کیفیت دیکھو کہ کسطرح جلتا ہی مین گھر مین آگ لگادونگا

جرہی مایانے کہا کہ مالکنی اور چھوٹی لڑکی کے واسطے کیا ہوگا۔

ٹموتی نے کہا کہ وہ پادری کے یہان چلی جائینگی اور مین جگادونگا۔ پادری کے مزاج مین شرارت نہین ہے۔

باب دوازدہم

بگریانوف کے گھر کے تمام لوگ سورہے تھے بالکل خاموشی تھی اور جو برف گری تھی اُس سے راستے سفید ہورہے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آسمان گویا ایک چادر ہی جو آتش خانے کی چھت پر لگی ہوئی ہی۔ دیوارون پر برف کثرت سے جمی ہوئی تھی گویا اُسکا ارادہ تھا کہ بالکل مکانون کو ڈھانپ لے مطلق ہوا نہ تھی اور موضع کے کسی مکان مین چراغ نہ جلتا تھا بگریانوف کے مکان کی دو کھڑکیون سے خفیف سی روشنی نمودار ہوتی تھی اور ایک شمع حضرت مسیح کی تصویر کے سامنے روشن تھی کمرے مین بگریانوف سورہا تھا یہ اپنے تئین خوب محفوظ سمجھتا تھا کمرے کے دروازے بند تھے اور باہر گارد تھا اسکا صبح کا

غصہ کسیقدر فرو ہوگیا تھا کیونکہ اسنے اپنے بڑے بڑھے ملازم کے کندھے پر کھولتا ہوا پانی ڈالا تھا جسنے کہا تھا کہ فدو حضور نے اپنے تئین عمداً مار ڈالا ہو مگر تاہم خاطر خواہ تسلی نہین ہوئی تھی یہ اکثر تاش کھیلا کرتا تھا اسدن ایک گڈی تاش سے اسکو تسکین نہین ہوئی تھی تو پانچ چھ گڈیون سے کھیلا تھا اور سب میز پر رکھی ہوئی تھین یہ تمام تاش اسنے اسلئے قریب رکھ لیے تھے کہ جب صبحکو آنکھ کھلیگی تو اسکو دیکھ کر دل خوش کرونگا کہ اس سے کیسی بازیان جیتی ہین خوب غافل سو رہا تھا اسوقت دفعتہً دروازہ ایک خاموشی سے کھولا گیا کیونکہ ٹموتی نے اسکی چوبون مین پہلے ہی سے خوب سا تیل لگادیا تھا کہ آواز نہو۔

ایک ایک کاشتکار اندر داخل ہوا جب سب پہونچ گئے اور کمرہ بھر گیا تو سب چپ چاپ کھڑے ہوگئے بگریانوف یکایک اپنے پلنگ پر چونکا سوتے سے چونک پڑنے کی تو اسکی ایک لازمی عادت تھی کیونکہ اسکو ہمیشہ خیال رہتا تھا کہ مظلوم انتقام ضرور ہی لینگے اسوقت نہایت خوفناک صورتین اسکو دکھائی دیتی تھین جو نگاہ غضب آلود سے اسکو دیکھ رہی تھین اکثر اسنے خواب مین یہ بھی دیکھا کہ الیونچا کی پھانسی اسکے گلے مین پڑی ہوئی ہے لیکن جب چونکا تو خواب معلوم ہوا یا جب کبھی صلیب کا نشان اپنے اوپر بنا لیتا تو وہ خیالات معدوم ہو جاتے تھے کروٹ لیکر پھر سو رہتا تھا مگر اس راتکو اسکو معلوم ہو گیا کہ مین خواب نہین دیکھتا در حقیقت عالم بیداری ہے لہذا یہ چونک کر اوٹھا اور کمال حیرت سے اپنی آنکھین کھولین۔

اور اسنے اپنے جی مین کہا کہ ہان یہان سب موجود ہین جنکو مین نے ضرر پہونچایا ہے اور وہ لوگ بھی ہین جنکی بہوؤن اور بیٹیون کو مین نے بے عزت کیا اور انکے بیٹون

اور بھائیون کو جلاوطن کیا ہر ایک شخص کے ہاتھ مین ایک نیزا اور ایک چھری تھی پلنگ کے پاس فدوشیا کا باپ اور اُسکا عاشق کھڑا تھا دونون غضب کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے ایک آدمی پیچھے شمعین روشن کر رہا تھا کہ روشنی مین صاف دکھائی پڑے اب بگریا نوف کو بالتحقیق معلوم ہوا کہ خواب نہین ہی وقت آگیا بارہا اس سے لوگون نے کہا تھا کہ کاشتکار ہی اسکو قتل کرینگے اور جنرل کے اخیری الفاظ اسکو یاد تھے جسنے کہا تھا وہ افسوس ہی کہ انھون نے تمکو مارا نہین اگر مار ڈالتے تو بہتر تھا"

بگریا نوف نے جیسے کوئی دعا مانگتا ہو۔ ہاتھ پھیلا کر کہا کہ مجھپر رحم کرو۔

جبری مایا نے اسکی طرف دیکھکر کہا کہ ای کُتّے میری بیٹی نے تجھسے التجا کی تھی اسپر تو نے کیا رحم کیا۔

بگریا نوف افسردگی اور خوف سے بولا کہ مین نے تو سویل کو معاف کر دیا تھا سویل نے خاموشی سے جواب دیا کہ اُسنے تو مجھکو معاف نہین کیا تو نے میری منسوبہ کو مارا ہی وہ مجھکو جان سے زیادہ عزیز تھی اب تو اسکے بدلے مین ضرور مارا جائیگا

بگریا نوف بولا کہ مین اپنا تمام روپیہ دیدونگا اگر تم صرف جان بچا لو گے اسکی زبان خوف کی وجہ سے اسقدر خشک ہو گئی تھی کہ اُسکے مُنھ سے صاف الفاظ نہ نکلتے تھے

سویل نے کہا سنو مالک ہم سب لوگ یہان موجود ہین اور تم سمجھتے ہو کہ ہم یہان کیون آئے ہین ہم تمکو مارنے آئے ہین۔

جبری مایا نے کہا کہ تمھاری بُرائیون کا پیالہ آج لبریز ہوا خدا وندکریم سے دعا کرو کہ تمکو معاف کرے اب تم کسیطرح اپنے تئین نہین بچا سکتے بگریا نوف فوراً گھٹنے ٹیک کر

نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا اور اُن تپنچون کے لینے کے لیے جو میز پر پلنگ کے قریب رکھے تھے ہاتھ بڑھایا لیکن قبل اسکے کہ اسکا ہاتھ اُن تپنچون تک پہونچے سویل نے ایک ایسا تبر مارا کہ اسکا ہاتھ ہی کٹ گیا یہ ہاے کہکر پیچھے گرا اور چیخا۔ کہ لوگ اسکی مدد کو دوڑین۔ یہ نہین معلوم کہ کسکا تبر کارہی پڑا کیونکہ چھ تبر برابر اسپر پڑے تھے۔

اسکے بعد خاموش ہو گئے اور ہر ایک کاشتکار ایک دوسرے کیطرف دیکھنے لگا۔ بگریا نوف بےحس وحرکت پڑا تھا خون پلنگ کی چادر سے ہو کر فرش پر بہ رہا تھا بڑے بڑے دھبے زمین پر خون کے جم گئے تھے۔

اسمین ایک شخص بول اُوٹھا کہ جلدی کرو۔ آگ لاؤ۔

اُسوقت ان لوگون نے اسکی لاش پر کرسی کاغذ کتابین پردے وغیرہ سارا اسباب لادا یہ انبار اسقدر اُونچا ہو گیا تھا کہ کمرے کی چھت نہین دکھائی پڑتی تھی ایک شخص اپنے ساتھ تھوڑی سی سوکھی گھانس لیتا آیا تھا۔ اُسنے اسکو پلنگ کے نیچے رکھدیا۔

جری مایا نے سویل سے کہا کہ جیسے تو نے اول ہاتھ مارا تھا اور مجھکو نہین مارنے دیا سیطرح اب مین پہلے آگ لگاؤنگا۔

سویل نے پیچھے ہٹکر کہا کہ ہان تم آگ لگاؤ۔

جری مایا نے دونون شمعون کو اُٹھا لیا اور گھانس مین آگ لگا دی جیسے کوئی تنور مین آگ لگاتا ہو۔ تھوڑی دیر مین کمرہ دھوین سے بھر گیا اور آگ کے شعلے نکلنے لگے خون برابر پلنگ کی چادر سے ٹپک رہا تھا۔ زمین پر بھی بہت سا جمع ہو گیا تھا۔

جری مایا نے کہا کہ کھڑکیان کھولدو یہ پلنگ کے پاس ہی کھڑا تھا اور وہان سے نہین ہٹا تھا ایک کاشتکار نے کھڑکی کھولدی فوراً دھوان اور شعلے نکلنے لگے اب

آگ کے شعلے بلند تھے۔

آٹھ گڈیان تانشون کی ویسی ہی میز پر رکھی تھین سویل نے اُنکو اُٹھا اُسی جلتی بلتی آگ مین پھینکا۔ یا وہ تھوڑی دیر مین سب جلکر خاکستر ہو گئین۔

سویل نے کہا کہ بس یہ کافی ہی۔ بہتر ہی کہ اب ہم لوگ دروازے کو بند کر دین گڈبائی مالک۔

اِس طنزیہ رخصت ہونے کے بعد سویل نے دروازے کو دوہرا بند کیا اور زینہ پر سے کنجی کو باہر پھینک دیا۔

تمام کاشتکار صحن مین کھڑے ہوے بگریانوف کے کمرے کو دیکھ رہے تھے اور آگ کی نسبت کہہ رہے تھے کہ اب تیز ہوئی اور اب دھیمی ہوئی۔

تھوڑا تھوڑا دھوان سبطرف کی کھڑکیون سے نکلنے لگا ٹموتی نے بھی اپنا کام خوب کیا تھا سب جگہہ جابجا لکڑیان اور چپٹیان ٹھوس آیا تھا۔ سب جگہہ تیزی سے آگ لگنا شروع ہوئی۔

جری مایا نے کہا کہ لیڈی کی نسبت کیا کیا جاویگا کیا اُسکو بھی چھوڑ دین کہ وہ بھی جلے ٹموتی نے جو قریب کھڑا تھا کہا کہ وہ سب صورت سے محفوظ ہی اُس مکان مین آگ ابھی تک نہین لگی ہی اور ہمکو لازم نہین ہی کہ اُسکو جلد تر جگائین۔

سویل نے کہا کہ کچھ ہرج نہین کنجی تو کھو گئی ہم کہہ سکتے ہین کہ بگریانوف نے اپنے تئین مقفل کر لیا تھا۔ جاؤ جلد تر جاؤ۔

حقیقت مین کچھ وقت باقی نہین رہا تھا کیونکہ جو ملازم لڑکیان تھین وہ دھوین سے گھبرا کر اسطرح باہر نکلین جیسے خوف زدہ بھیڑین نکلتی ہین اس حالت مین کسیکو یہ

خیال نہ تھا کہ اپنی مالکنی کو اٹھائین۔

ٹموتی گھر مین گیا لیکن اسوجہ سے کہ اسکا ہاتھ جلا ہوا تھا تیزی سے بڑھ نہین سکتا تھا اور جس وقت تک کہ اسنے کچھ کلوک جمع کیے کہ انکو اوڑھاکر باہر نکالے یہ باہر آنے ہی کو تھا کہ دروازے مین بھی آگ لگ گئی اسوقت اسکو خیال ہوا کہ اب سب جلین گے نہ مین بچ سکتا ہون نہ مالکنی نہ اسکی بیٹی سوپل نے دریافت کر لیا تھا کہ کیا حالت ہی پس اسی تبر سے جس سے مالک کو مارا تھا ایک کھڑکی توڑکر اندر کودا اور یہ خاص وقت پر پہونچا کیونکہ پردون مین آگ لگ چکی تھی اول تو اسنے لڑکی کی مان کو گود سے لیکر نیچے پہونچایا پھر میڈم بگریا نوف کو نیچے اوتارا اسکو غش آگیا تھا جون ہی تیسری مرتبہ یہ چڑھا تھا کہ ٹموتی کو بچالے کہ اسنے تامل کیا اور کہا کہ آیا ایسے شخص کو بچانا چاہیے جسنے بگریا نوف کے اکثر ظلم کے حکمون کی تعمیل کی ہو مگر پھر اسکو اسکی حالت پر ترس آگیا کیونکہ یہ کوشش کر رہا تھا کہ اپنے ایک ہاتھ سے نیچے اوترے خیر یہ چڑھا اور ٹموتی کو گود مین لیکر نیچے اترا۔

چند کاشتکارون نے ترس کھاکر میڈم بگریا نوف اور اسکی لڑکی کو پادری کے مکان پر پہونچایا۔ پادری نے اسکی تشفی کی جب اس بیچاری کی ذرا آنکھین کھلین تو اسنے پہلے یہی کہا کہ میرے شوہر کو بچاؤ یہ وہی عورت تھی جسکی عمر مصیبت مین کٹی تھی۔

پادری کوشش کر رہا تھا کہ اس بیچاری عورت بیوہ کے خوف کو کم کرے مگر کاشتکار صحن مین کھڑے ہوئے گھر کا جلنا دیکھ رہے تھے ہر ایک کھڑکی سے شعلے نکل رہے تھے چٹک چٹک کر چنگاریان مثل ستارون کے برف پر گر رہی تھین مطلق ہوا نہین چلتی تھی اس آگ کو ذرا بھی جنبش نہ تھی۔ برف پر جابجا انگارے گرے تھے۔ اس سے گلابی رنگت

آگئی تھی آسمان سرخ دکھائی پڑتا تھا یہ گویا اُن اعمال بد کا پردہ تھا جو بگریانوف سے سرزد ہوئے تھے تمام ساکنین موضع جمع تھے عورتین اپنے شوہرون کے ساتھ آئی تھین مگر کوئی بند وبست نہو سکتا تھا کہ اس آگ کو بجھائین۔

کچھ رحم دل لوگ بھی تھے جب اُنکو معلوم ہوا کہ مالکنی اور چھوٹی لڑکی محفوظ ہین تو وہ خاموش ہو رہے تمام لوگون کو خوشی ہوئی جبکہ اُنکو معلوم ہوا کہ ایسے ظالم کے پنجے سے نجات ملی۔ کُچھ لوگ جو آخر مین آئے تھے اُنھون نے پوچھا کہ کیا مالک آگ کے اندر ہی جواب پایا کہ ہان تو خاموش ہو رہے۔

چھت رنگین تھی اُس تک آگ نہین پہونچی تھی یکایک وہ بھی جل اُٹھی۔ گویا اُسمین رال بھری ہوئی تھی وہ خوب تیزی کے ساتھ جلکر گر پڑی جب چھت گری تھی تو ایک بہت بڑی آواز ہوئی تھی برف آہستہ آہستہ گرنے لگی تھی سفید سفید ٹکڑے برف کے سفید مکھیون کی طرح اُڑتے پھرتے تھے تھوڑی دیر کے بعد برف تیزی سے گرنے لگی لوگون کے اُوپر ایک پردہ سا پڑ گیا تھا ایک شخص نے اُس گروہ مین کہا کہ ای بیجواب وقت آگیا ہی بہتر ہی کہ جاکر سو رہو۔ لوگ اپنے اپنے گھرون کو گئے اور عورت اور مرد جو ملازم تھے وہ بھی چلے گئے یہ لوگ اپنے گھرون کے جلنے کا افسوس کرتے تھے۔

ٹموتی نے کہا کہ خاموش تمکو اسقدر آج فائدہ ہوا کہ گو کیسے ہی تمھارے کپڑے جلجائین مگر تم کچھ خیال نکرو۔

اس بات کو ہر ایک نے تسلیم کیا اور خاموش ہوا۔

جو کچھ اس مکان کا باقی رہا تھا۔ وہ صرف ایک تو وہ جلی ہوئی خاک لکڑیون کا تھا تین شخص اخیر وقت تک یہان کھڑے رہے۔

ایک انمین سے بولا کیا ہی خوب آگ جلی تھی۔ دوسرا بولا کہ ہان خوب روشنی ہوتی تھی
جری مایا مکان پر پہونچا سوئیل ساتھ تھا اُسنے سوئیل سے کہا کہ اب تم
کہان جاؤ گے۔

اِسنے جواب دیا کہ مین شہر کو بساطی کے پاس جاونگا ایک پروانہ راہداری کا
اُسکے پاس ہے

سوئیل نے کہا کہ تم کہان رہو گے

جری مایا نے جواب دیا کہ مین یہین رہونگا۔

کیا تمکو خوف نہین ہے۔

بڈھے نے کہا کہ مجھکو خوف کیا ہو تمام دنیا جانتی ہے کہ اتفاقیہ آگ لگی ہے۔

سوئیل نے کچھ جواب نہ دیا۔ اپنے تبر کو دیکھ رہا تھا اور اُسکے خون کو اپنے سمبودی
کوٹ سے پونچھ رہا تھا

جری مایا نے کہا کہ تبر مجھکو دیدو جب مین اپنا تبر صاف کرونگا تو اُسکو بھی صاف
کرکے تمکو دیدونگا۔ بہتر ہے کہ تم جاؤ۔ تم ابھی نوجوان ہو جاؤ دنیا کو دیکھو مین بڈھا ہون
اگر مین گرفتار بھی ہو گیا تو کچھ ہرج نہین ہے اب اکیلا ہون یہ جاکر اپنے چولھے کے
روبرو سونے کے لیے لیٹا۔

تھوڑی دیر کے بعد اُسکو سوئیل نے پکارا اسنے کہا کہ کیا ہے۔

سوئیل نے کہا کہ تم مجھکو دعا دو تا کہ وہ سرزمین جہان مین جانے والا ہون میری
بھبود اور فلاح کا باعث ہو۔

جری مایا اُٹھا اور اُسنے صلیب کا نشان سوئیل پر بنایا۔

سوئیل نے اُس بڈھے کے ہاتھ کو بوسہ دیا جسنے مالک کے گھر مین آگ لگائی تھی جرمی بابا نے دعا دی اور کہا کہ خداوند کریم تیرے ساتھ رہے اور دوسری دنیا مین ہم اور تم پھر ملینگے۔

سوئیل اپنے گھر گیا ایک جوڑا پرانا بوٹ اور اپنا روپیہ پیسا ساتھ لیا اور اپنی گاڑی مین سوار ہوکر روانہ ہوا۔

وہ درست گیا تھا کہ اسنے گھوم کر دیکھا اُس مقام پر جہان آگ لگی تھی آسمان سُرخ ہو رہا تھا کبھی کبھی خفیف سی شعلے کی لپک بھی معلوم ہوتی تھی برف گر رہی تھی اور گھوڑے کی ٹاپون کا نشان اور پہیون کی لیک مٹتی جاتی تھی ہر ایک بات اسکی موزون تھی جو برف اسپر گرتی تھی وہ اُسکو ہلا کر گرا دیتا تھا۔ یہ شہر مین قبل از روز روشن پہونچگیا اور اپنے دوست لساطی کو اُٹھایا چند باتون کے سمجھانے کی ضرورت تھی وہ سمجھا دی گئین اس شام کو سوئیل لساطی کی گٹھری کندھے پر رکھکر بطور لساطی کے روانہ ہوا۔

باب سیزدہم

جبکہ روز روشن ہوا تو بگریا نوف کا مکان بالکل ٹھنڈا پڑا ہوا تھا۔ پادری اُسکی بیوہ کو اُس مقام پر لیگیا جہان پر اسکا مکان تھا۔

اس بیوہ نے کہا کہ وہ وہانپر ہی یہ اشارہ اُس کمرے کی جانب تھا جہان بگریا نوف سویا کرتا تھا اور کہا کہ اسکو نکالنا چاہیے شائد وہ ابھی تک زندہ ہو۔

یہ کہنکر کسیقدر تامل کیا اور سانس لی۔

اگر میرا شوہر زندہ ہی تو خیر ورنہ آخری رسوم کا برتاؤ اُسکی لاش کے ساتھ ہونا چاہیے

بڑی بدبختی ہو- پادری خاموش تھا اُسے خیال کیا کہ اگر بگر یا نوف مرا نہین تو
ہم لا لیںگا کیونکہ پادری کو آتش زدگی کی کیفیت من وعن معلوم ہوگئی تھی اور یہ بھی دریافت
ہوگیا تھا کہ کن لوگون نے یہ آگ لگائی ہو-

بگر یا نوف کی بیوی نے اس پادری سے کہا کہ مہربانی کرکے لوگون کو بلاؤ کہ
فوراً وہ آکر کام شروع کرین -

یہ عورت جو اپنے شوہر کی حیات مین از بس غریب و مسکین تھی اور اُسکے ظلم سے
مطلق سر نہ اُٹھا سکتی تھی فوراً حکومتانہ گفتگو کرنے لگی چند مرد اور عورتین صحن کے دروازے
پر آئین تاکہ دیکھین کہ کیا ہوتا ہی یہ بیوہ تو جہانتک ہو سکا کھنڈر کے قریب
گئی اور اُس مقام کو کھڑی دیکھا کی غالباً جہان اُسکا شوہر تھا جب اسکے پاس
چودھری موضع کا آیا تھا تو اسنے کہا-

تمام مضبوط مضبوط آدمیون کو لاؤ اور کہدو کہ سب آئین اور وہ کدال اور کھرپیان
اور کلھاڑیان اپنے ساتھ لائین یا جو آلہ مناسب سمجھین تاکہ مالک کا کمرہ صاف کیا جائے
کچھ کاشتکار جو اس جمعدار کے ساتھ گئے تھے اُنھون نے خوف سے ایک دوسرے
کی طرف دیکھا-

جی مین خیال کیا کہ اگر بگر یا نوف مرا نہین ہی تو کیا ہوگا-

لوگون نے اس بیوہ سے کہا کہ یہ آگ نمونہ قہر آلہی تھی خدا کو منظور یہی تھا
کہ تم اور تمھاری لڑکی بچ جاوے اور اب تم خدا کے فضل سے یہان موجود ہو یہ تو صاف
ظاہر ہو کہ مرضی خدا کی نتھی کہ مالک بچے جبکہ-

میڈم بگر یا نوف نے کہا کہ ہمارے لیے یہ مناسب نہین کہ ہم جانچ کرین کہ خداوند کریم

کی کیا مرضی تھی یہ ایسی گرمجوشی سے کہا تھا کہ اُسکو خود تعجب ہوا اور کہا کہ اب مین مالکنی ہون اور چاہتی ہون کہ فوراً یہ مقام صاف کیا جاوے۔

ان باتون کو سنکر کسیقدر لوگون کی زبان پر ناراضی کے کلمے آنے۔ لوگون نے کہا کہ مکان ابھی تک جل رہا ہے اسکے اندر جانے سے جان کا خوف ہے ہم اندر نہ جائینگے۔

صحن مین کاشتکار جمع ہوتے جاتے تھے اور صدائے مخالفت زیادہ سننے مین آتی تھی۔

میڈم بگریانوف کے مزاج مین جو دلیری تھی وہ جاتی رہی تھا اُسنے التجا سے اپنا ہاتھ آدمیون کی طرف پھیلایا اور کہا۔

میرے بھائیو اور دوست مین واقف ہون کہ یہ ایک بڑا ظالم مالک تھا مگر تم واقف ہو کہ وہ میرا شوہر تھا اور مین نے وعدہ کیا ہے کہ مرتے دم تک مین اسکی وفادار رہونگی یہ کہکر رونے لگی اُسکو جسقدر اپنی وفاداری کا خیال تھا اُسقدر اپنی جان کا نہ تھا سب لوگ اُسمین جانے سے انکار کرتے تھے۔

ایک شخص نے بہ آواز بلند کہا کہ بیوقوفو اگر کچھ جانے سے ڈرتے ہو تو مین خود جاؤنگا۔

جبری بابا آدمیون مین ہوکر آگے بڑھا ایک ہاتھ مین اسکے لکڑی تھی اور دوسرے ہاتھ مین تبر تھا جب یہ میڈم بگریانوف کے پاس پہونچا تو اُسنے تعظیماً اپنی ٹوپی اوتاری۔

میڈم ہم لوگ تمھاری تعظیم اور عزت کرتے ہین جو کچھ حکم دوگی اُسکی تعمیل کرینگے یہ بیوقوف مرد ... ڈرتے ہیں کیا اُسنے کاشتکارون کیطرف اشارہ کیا

اگر مجھکو تو خوف نہین ہی لیکن مالکنی تم امید نہین کر سکتی ہو کہ ! ایک زندہ ہو جیسا ہم پاوینگے ویسا تمھارے پاس لاوینگے -

تم لوگ جاکر کچھ پانی لاؤ تو آگ بجھا دیجا وے -

اتنے مین جری مایا اپنی کلھاڑی سے برف کو کاٹنے اور راستہ بنانے لگا اور پھر بیان اور پانی کے ڈول بھی آنے لگے -

پادری جانتا تھا کہ میڈم بگریانوف اُسکے گھر کو چلی جائیگی اور جب یہ کام ہو سیگا تو پھر آجائیگی -

مگر اُسنے وہان سے جنبش کرنا بھی نہین پسند کیا سردے کے مارے کانپ رہی تھی اور دانت کڑکڑا رہے تھے گو بہت سے سموری کپڑے پہنے ہوے تھی ایک کرسی پر بیٹھ گئی جو ایک ملازم لے آیا تھا اور آدمیون کا کام دیکھنے لگی -

موضع کے تمام لوگ نہایت گرم جوشی سے کام کر رہے تھے جری مایا نے اُن لوگون کے کان مین کچھ پھونک دیا تھا جو کسیقدر سست کام کرتے تھے لہذا وہ بھی تیزی سے کام کرنے لگے تھے اسقدر برف کا پانی بیان لوگون نے ڈالدیا تھا کہ اگر بلگریانوف جلکر نہ مرا ہوتا تو برف کے پانی مین ڈوب کر مرجاتا گھنٹون کی محنت کے بعد آگ اسقدر ٹھنڈی ہوئی کہ یہ کاشتکار کمرون تک جاسکے کچھ دیر کے بعد جلا ہوا اسباب نکالا گیا اُسکے بعد کام ختم کیا گیا خانہ گرانہ تھا گرا ہوا تھا اور وہان کوڑے کرکٹ مین کچھ ہڈیان اور کچھ جلے ہوے گوشت کے ٹکڑے ملے یہی مالک کے جلنے کا نشان باقی رہ گیا تھا -

میڈم بگریانوف نے کہا کیا ہوا سب کاشتکارون نے تعظیماً سر برہنہ ہوکر کہا کہ خدا اُسکو بخشے

بیوہ نے سرنگون ہوکر کہا کہ خدا کی مرضی پوری ہو مجھ مین تمہارا شکریہ ادا کرتی ہون۔
یہکہکر شال سے منہ لپیٹ لیا یادری اسکو اپنے گھر لیگیا جب وہان پہونچی تو اسکی
لڑکی آکر چمپٹ گئی۔

بیوہ نے اسکو کلیجے سے لگایا اور کہا کہ خدا کا شکر ہو کہ ہم لوگ بچ گئے اور ایک
دوسرے کے لیے ہین۔

ایک قاصد بہت جلد شہر کو بھیجا گیا اور شام کو وہ تابوت لیکر آیا جو سرخ مخمل سے
منڈھا ہوا تھا جنازے کی نماز بڑی دھوم سے ہوئی گویا کوئی نامناسب کارروائی
نہین ہوئی تھی ماتمی دعوت نہین دی گئی کیونکہ گھر جلگیا تھا جب بگریا نوف کے
مرنے کی خبر سنی تو تمام کاشتکار آئے اور اُن سے دوستی کا اظہار کیا۔

دس میل اردگرد سے برابر نیوتے آئے اور ہر ایک بڑھ بڑھ کر چاہتا تھا کہ اس
بیوہ کو لیجائے تاکہ تحقیقات کے وقت یہان اسکو دقت نہ پڑے اسلیے اوس مارشل
کا نیوتہ جو اُس نواح کے رئیسون کا تھا قبول کیا۔

یہ مع اپنی بی بی اور بچون اور پوتون کے ایک نہایت خوبصورت ریاست
مین رہتا تھا جو وہان سے ساٹھ ورسٹ کے فاصلے پر تھی۔

جب یہ دونون گاڑی مین سوار ہونے لگین جری ما یا اسباب کا صندوقچہ لایا
اور میڈم بگریا نوف کو دیا اسمین انکے تمام زیورات تھے اور یہ کھنڈر مین ملا تھا
جب یہ ٹھہری کہ شکریہ ادا کرے تو دیکھا کہ وہ اپنے گھر کی طرف چلا جاتا ہو جری مایا
کے ہمراہ ایک کاشتکار آیا تھا۔

اُسنے کہا کہ لازم نہ تھا کہ یہ صندوقچہ اُسکو دیدیتے کیونکہ ہملوگون کو اُسکی نسبت

زیادہ حاجت تھی۔

جبری مایانے گھُرک کر کہا کہ ہم لوگ خونی ہین۔ اب چوری کی حاجت نہین ہی معمولی تحقیقات تو ہوئی مگر کچھ دریافت نہوا۔

باب چہاردہم

میڈم بگریانوف نے جن لوگون کو منتخب کیا تھا اور جنھین وہ رہین آنکی ہمدردی سے میڈم بگریانوف کو دریافت ہوا کہ زمانے مین خوشی اور عیش بھی کوئی چیز ہی ہر شخص مسرور تھا سب طرف محبت خاندانی معلوم ہوتی تھی دنیا مین اس سے بہتر کوئی شئی نہین ہی کہ ایک خاندان کے ہر ایک آدمی خوشی اور خرمی اور محبت سے رہین۔ اسکا اثر ویسا ہی پڑتا تھا جیسا کہ خشک زمین پر تازہ تازہ اُسکا اثر پڑتا ہی۔

چھوٹی لڑکی کو شب و روز ترقی تھی اور کیون نہو وہ خوش و خرم بچون مین کھیلا کرتی ایک دن بیٹھی ہوئی اپنی بیٹی کو دیکھ رہی تھی اسکے رخسارون کی رنگت گلاب کے پھول کیطرح ہوگئی تھی میڈم بگریانوف نے یکایک اُس بات پر کمر باندھی جسکا کہ ایک مدت سے اُسکو خیال تھا لہذا وہ مارشل کے پاس گئی اور بلا کسی تمہید کے اُسنے کہا کہ کیا ممکن ہی کہ مین اپنی رعایا کو آزاد کرون۔

مارشل کو نہایت حیرت ہوئی اُس زمانے مین کسیکو یہ خیال نہ تھا کہ وہ اپنی رعایا کو آزاد کرے وہ نظیر جو گورنمنٹ نے قائم کی تھی اُسکے موافق لوگون نے بہت کم برتاو کیا کیونکہ زمینداورن کا فائدہ نہین تھا کہ گھر گھر ٹکس لگائین اور بیگار مین کام نکالین۔

مارشل نے کہا کہ تمنے اُنکا سابق کا قرضہ تو معاف کیا یہ تو تمنے بہت اچھا کیا

اور اے میڈم مین تمکو یاد دلاتا ہون کہ تمتو بہت کچھ آسودہ نہین ہو۔
بیوہ نے جواب دیا کہ ہان اس بات سے تو مین بخوبی واقف ہون لیکن مین اپنے
بچے کی وجہ سے ایسا کرتی ہون میری اولاد اکثر ایام طفولیت مین مری مجھکو تو یہ خیال
تھا کہ یہ لڑکی بھی مرجائیگی لیکن اب مین اسکے زندہ رہنے سے خوش ہون اب یہ اسقدر
بڑی ہوئی اس سے دریافت ہوتا ہی کہ مکبریا نوف کا خون اِسمین نہین ہی۔
جسن زمانے مین کہ یہ بیمار تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ صبح شام یہ مرنے والی ہو اُسی زمانے
مین مین نے منت مانی تھی کیونکہ مجھکو معلوم ہوا تھا کہ جو بچے مرتے ہین وہ اپنے
باپ کے گناہ کے باعث سے قضا کرتے ہین پس منت میری یہ تھی کہ اگر یہ لڑکی جی جاے
تو جو کچھ میرے شوہر نے برائیان کی ہین اُنکا مین بدل کرونگی پس اس سے بڑھ کر مین
کیا کر سکتی ہون کہ جن لوگون کو ایسی تکلیفین پہونچین اُنکو آزاد کرون۔
خیر بہتر ہی لیکن اگر تمنے وہ زمین دیدی اور اُنکو آزاد کر دیا تو تمھاری بسر اوقات
کے لیے بہت ہی تھوڑی جائداد باقی رہجائیگی علاوہ اسکے تمھاری لڑکی ابھی بالکل
بچہ ہی تم اُسکے حصّے کی لوگون کو آزادی نہین دسکتی ہو تا وقتیکہ اُسکے متولی
اجازت ندین۔
بیوہ نے کہا کہ مین اس بات سے واقف ہون اور اپنا حصہ لوگون کو آزاد کرتی
ہون میرا ساتوان حصّہ ہی یہ بات میراہی خوشی سے کرتی ہون یاد رکھو کہ مین نے منت
مانی تھی اور اُسی سے لڑکی کی جان بچی اگر مین اس منت کو پورا نہ کرون تو یقین ہی
کہ میری لڑکی میرے ہاتھ سے جاتی رہیگی اتنا کہہ کر اُسکا دل بھر آیا اور وہ رونے لگی
کہ میری لڑکی میرے ہاتھ سے جاتی رہیگی۔

مارشل نے کہا کہ مین کیا کر سکتا ہون جو کچھ تمھاری مرضی کے موافق کرنیکو تیار ہون اس بیوہ کے رونے کو دیکھکر مارشل کو تاب نہ آئی ۔

بیوہ بولی کہ مین تو معاملات سرکاری سے واقف نہین ہون جسمین بات بنے وہی کرنا چاہیے کاشتکاران بگبریانوو کا کو آزاد کر دو مین اور موضعون کے کاشتکارون کو آزاد نہین کر سکتی ہون نہ وہ میری جائداد مین ہین اور نہ انکو ایسی تکلیف پہونچی صرف اسقدر خیال رہے کہ میری بسراوقات ہو سکے ۔

آخر بیوہ نے اپنی آنکھین بند کر لین اور ظلم یاد کر کے کانپنے لگی جو کسانون پر ہوئے تھے مارشل نے کہا کہ تم اور کسی بات کا خیال نکرو جہانتک میرا قابو چلیگا مین اس بات کو پورا کرونگا کیونکہ تم اس بات پر آمادہ معلوم ہوتی ہو اپنے کاغذات مجھکو دیدو مین تم سے کچھ بازپرس نہ کرونگا ۔

مارشل نے اُن تمام معاملات کا بندوبست کیا جسسے سب رضامند ہون گرمی کی شام کو یہ میڈم بگبریانوف کے پاس گئی ۔ یہ باغ مین بیٹھی ہی رہی تھی اور لڑکی کو دیکھ رہی تھی کہ وہ گھانس مین کھیل رہی ہو بیوہ نے اُنکو آتے اور ایک کاغذ ہاتھ مین ہلاتے ہوے دیکھا چاہا کہ اُٹھے اور جائے مگر طاقت نے یاوری نہ کی اُسوقت اپنی لڑکی کو بلایا اور استادہ ہو کر انتظار کیا تمام ہاتھ پانون مین رعشہ تھا ۔

مارشل نے کہا کہ میڈم مین تمکو مبارکباد دیتا ہون کہ تمھارے کاشتکار آزاد ہو گئے اور تمنے یہ بہت ہی اچھی بات کی ۔

بیوہ نے کہا کہ خدا کا شکر ہو اب مین آرام سے سوؤنگی اور لڑکی کی طرف رجوع ہو کر بولی کہ تمھاری وجہ سے یہ منت مین نے مانی تھی کہ تمھاری عمر دراز ہو خداوند کریم

نے میری یہ دعا سن لی۔

لڑکی سر جھکائے کھڑی تھی اور رمان کے آنسو برابر اسکے سر پر گر رہے تھے۔

جبکہ یہ خبر بگلر یا نوو کا مین پہونچی تو جو حیرت ہوئی تھی وہ اسقدر بڑھی کہ کوئی موقع خوشی کا نہین باقی رہا تھا۔

اسقدر ظلم اٹھانے کے بعد اُن کاشتکارون کو جو قید مین تھے یکایک معلوم ہوا کہ وہ آزاد ہین اب شادی کرنے ملک مین جانے اور باغ لگانے کی روک نہین۔ غرضکہ جو چاہین وہ کرین یہ بات کسیکو یقین نہ آتی تھی کہ لوگون نے یقین نہ کیا لیکن رفتہ رفتہ لوگون کو معلوم ہوا کہ سچ ہو خاموشی اور لاپروائی سے کھڑے سنا کئے جبکہ پادری نے وہ حکم سنایا تھا جس سے یہ آزاد ہوئے تھے جب یہ لوگ اپنے گھرون کو آئے تو انکو معلوم بھی نہ تھا کہ انکو کیا کیا آزادی ملی جبکہ سات ہفتے مین انکو دریافت ہوا۔ بعض نے کہا کہ ازادی کچھ نہین ہو کیونکہ ذمہ داری بہت بڑھ گئی ہو۔

بعض لوگون نے کہا کہ کیا اگر ہمارا چھوڑا جلجا دیگا تو کیا ہمکو اسوقت پھر بنانا پڑیگا اس بات سے تو لوگون کو ناراضی ہوئی لیکن رفتہ رفتہ راضی ہو گئے جبکہ وہ بخوبی سمجھ مین آگئی۔

صرف جری مایا نے اس آزادی کے قبول کرنے سے انکار کیا۔

مین نہین چاہتا کہ لیڈی مجھکو آزاد کرین تم ایک شخص کو ازاد نہین کرتی ہو اگر وہ آزاد ہونا نہ چاہے پس اس صورت مین مین آزاد نہین ہون۔ غلام ہون اور غلام ہی مرونگا کوئی کاغذ مجھکو آزاد نہین کرسکتا۔

سویل کے خیالات مختلف تھے یہ اس ارادے کو سنکر نہایت خوش ہوا کہ اب مین اپنے

گاؤن کو جاتا اسکو بساطی کا پیشہ پسند تھا کیونکہ گاؤن گاؤن پھرتا تھا لہذا اسنے ایک لیسنس اپنے نام سے لیا اور پھر اپنے ساتھی کی گٹھری لیکر روانہ ہوا۔

میڈم بگریا نوف بگریا نو و کا کو نہین آئی تھی موسم سرما قریب آتا جاتا تھا سارس وغیرہ جنوبی جانب جانے لگے تھے لہذا وہ مارشل کے لکھنے کے کمرے مین آئی اور کہا۔

مین تمسے رخصت ہونیکو آئی ہون تمنے ہماری خاطر اور تواضع کی ہی اور سب صورت سے آرام دیا ہی اور ویسی ہی مہربانی کی ہی جیسا کہ حضرت مسیح کا حکم ہی۔ یہ دن جو یہان گذرے میری زندگی بھر مین نہایت خوشی کے تھے اب وہ وقت آگیا کہ مین تم سے رخصت ہون شنبہ آئندہ کو ہم لوگ ماسکو کو روانہ ہونگے۔

یہ بڈھا شخص بولا کہ اسقدر کیا جلدی ہی اگر تمکو جانا ہی ہی تو موسم گرما تک یہان اور رہو جاڑون مین تو غیر ملک کو جانا مناسب نہین۔

بیوہ نے اپنا سر افسوس سے ہلایا۔

تم نہایت آسودہ ہو اور ہم غریب ہین اور ہمیشہ غریب رہینگے۔

مارشل نے کہا کہ ہمارے ساتھ رہو اور تمھارے بچے کو ہم مثل اپنے بچے کے خیال کرینگے

میڈم بگریا نوف نے کہا کہ یہ بات نہین ہوسکتی میری لڑکی ایسی باتون کی عادی نہو جاوے کہ جب اُسکی شادی ہو تو وہ اُسکو نہ ملنے پر تکلیف دین۔ میری لڑکی نے تو آپکی مہربانی سے بہت کچھ عیش اُٹھائے ہین اگر مدت کے بعد اُسکو یہ چیزین چھوڑنا پڑینگی تو اُسکو تکلیف ہوگی یہ بات آہستہ سے کہی تھی کیونکہ میڈم بگریا نوف جانتی تھی کہ کیسے دلی صدمے سے یہ باتین نکلتی تھین۔

اس بڈھے شخص نے میڈم بگریانوف کے ہاتھ پر بوسہ نہین دیا اور کچھ نہین کیا۔
دوسرے دن اتوار کو مارشل کی گاڑی بگریانووکا کے گرجا گھر کو اُسوقت آئی جبکہ نماز ہورہی تھی کاشتکارون کو حیرت ہوئی کہ اُنکی مالکنی اور اُسکی چھوٹی بیٹی دونون ماتمی سیاہ پوشاک پہنے گاڑی سے اُترین انکا استقبال کرنیکے واسطے پادری آیا اور صلیب ہاتھ مین لایا فوراً نماز شروع ہوئی۔

کاشتکار برابر اپنی مالکنی کو دیکھا کیے اور اس زمانہ کو یاد کیا جبکہ وہ مالک کی ظالم نگاہ دیکھتے تھے اور بعض نے جنکے مزاج مین ترس تھا اُنھون نے مالکنی کو دیکھکر افسوس بھی کیا۔

نماز ہونے کے بعد لوگ صحن مین جمع ہوے اور جو سرگروہ اُس موضع کا تھا وہ بطور نذرانہ ایک برتن مین روٹی اور نمک لایا جسکے معنی یہ تھے کہ حقیقت مین یہ مالکنی ہو اور ہم اُسکے مطیع ہین۔

جبکہ اُسنے یہ تشتری دیکھی جسمین یہ نمک اور روٹی رکھی تھی تو اُس بیوہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے یہانتک کہ اُسنے روٹی اور نمک اُٹھا کر لڑکی کو بمشکل دیا زبان سے بات نہ نکلتی تھی صرف اُنگلی سے کھنڈر کی طرف اشارہ کیا اُسکے بعد رومال سے مُنھ چھپا کر رونے لگی۔

اُسوقت اس عورت کو روتے ہوے دیکھ کر سنگدل لوگون کو بھی افسوس آیا پہلے تو عورتون نے سمجھایا مگر اُسکے بعد مردون نے بھی تشفی اور تسلی دی اور یہ جانتے تھے کہ بیچاری جلاء وطن انھین کی وجہ سے ہوئی اور اپنا نقصان اُٹھا کر اُنکو آزاد کیا تاکہ جو گذشتہ باتین ہین وہ دور ہون۔

میرے بچو مین ماسکو کو جاتی ہون - یہ کلمہ میڈم بگریانوف نے کسیقدر تامل کے ساتھ کہا تھا تم آزاد ہو کوئی مالک تمکو نامناسب طور سے نہ ستا سکیگا اس آزادی کی یادگار مین تم اپنے مالک کی بخشش کے لیے دعا مانگو اور اُس معصوم لڑکی کے سر پر ہاتھ رکھکر یہ کلمہ کہا تھا سویل کہان ہی اُسنے تو ہم لوگون کو بچایا تھا -

سویل کسیقدر تامل کے بعد آگے بڑھا -

مین نے ایک تصویر سنیٹ سرجیس کی طلب کی ہی اسکو تم بیادگار اپنے بہادرانہ کارروائی کے رکھنا اور مین اور میری بیٹی تمکو دعا دیتی ہی -

یہ تصویر لیکر میڈم بگریانوف سویل کو دینا چاہتی تھی ایک ہاتھ مین یہ تصویر تھی اور دوسرے ہاتھ سے سویل کے سر پر صلیب کا نشان بنایا جبکہ اُنھون نے سر اٹھایا تو اسکا چہرہ بالکل سفید تھا یہ کھڑا ہوا میڈم بگریانوف کی طرف ایک جرأت سے دیکھتا تھا -

میڈم بگریانوف نے کہا کہ لو اس تصویر کو -

جری مایا نے آہستہ سے سویل کے پاؤن مین لکڑی ماری اسکے ہوش و حواس درست ہوئے اور اُن ہاتھون کو بوسہ دیا جنھون نے تصویر دی اور وہان سے گھر کی جانب روانہ ہوا جری مایا ساتھ تھا -

جری مایا نے کہا کہ بیوقوف تو نے ہم لوگون کو پھنسا ہی دیا تھا سویل نے اپنا سر ہلایا کہ میرا قابو طبیعت پر نہ تھا جبکہ مین نے سنا کہ وہ میری بہادری کی تعریف کرتی ہین اور اُس ہیم کی طرف سے دعا دیتی ہین -

تو اس بات کا کیا مضائقہ - بہت سے یتیم ہم لوگون مین ہین اور اس بات کا شکر

اسکو ادا کرنا چاہیے

ہان ہان مین جانتا ہون لیکن کبھی کبھی آدمی کی حالت ایسی بھی ہو جاتی ہے

جبری بابا نے سر ہلایا۔

اگر تمھارا ارادہ تھا کہ تم افسوس کرو تو تمکو وہ کاروائی ہی نکرنی چاہیے تھی

سوبل نے غصے سے کہا کہ مین افسوس نہین کرتا ہین تو اُس کاروائی کو پسند

کرتا ہون لیکن اُس یتیم کا مجھکو خیال ہے اب وہ لوگ جاتے ہین بہتر ہے۔

بڈھے نے آمین کہا اور لکڑی کو زمین پر زور سے مارا۔

باب پانزدہم

جبری بابا ملنسار نہ تھا لیکن بیٹی کے مرنے کے بعد روز بروز اُسکی حالت متغیر

ہوتی گئی اور وہ لاغر ہوتا گیا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا خشک ہوتا جاتا ہے

ایک دن صبحکو لوگون نے اسکو چولھے کے روبرو مرا ہوا پایا کسی شخص کو اسکے مرنے

پر حسرت نہوئی اسکو دفنا دیا اور قصہ تمام ہوا۔

(المنٹ) یعنے ایام روزہ عیسائیان قریب الاختتام تھے لہذا وہ لوگ جو قبل عید

اپنے گناہون کا اقرار کرنے آئے منجملہ اُنکے سوبل تھا گذشتہ عید کے روز تو یہ نہ تھا

پس جو مشکل تھی کہ اپنے گناہون کو ظاہر کرے وہ ٹل گئی تھی لیکن کوئی روسی عیسائی

ہو کر ٹال نہین سکتا اُسکو اظہار گناہ بغیر کوئی چارہ ہی نہین چنانچہ دو سال کے بعد

یہ نوجوان یہان آیا تھا اسکے چہرے پر تو اطمینان معلوم ہوتا تھا مگر یا تھپا نون مین

رعشہ تھا اُس سے معلوم ہوتا تھا کہ اِسکے دل کی کیا کیفیت ہے پادری نے ایسا انتظام

گیا کہ اخیر مین سوبل آئے۔

جبکہ دونون تنہا تھے تو پادری اُٹھا اور دروازے پر جاکر سٹکنی چڑھائی اور پھر اپنی جگہ پر آکر بیٹھا مغرب کا وقت قریب تھا مقدس تصویر کے روبرو شمعین روشن تھین اور جابجا گرجا گھر مین وہ بتیان بھی جو لوگون نے چڑھائی تھین روشن تھین۔

پادری نے سوبل سے کہا کہ گھٹنون کے بل کھڑا ہو۔

سوبل نے حکم کی تعمیل کی۔

پادری بولا کہ بیان شروع کر اور وہ بیٹھکر بغور سننے لگا۔

سوبل نے تمام اپنی بساطگری کا حال بیان کیا اور اُس سے پہلے کا بھی حال بیان کیا بعدہ سوبل متامل ہوا۔

سوبل نے جب تامل کیا تو پادری نے کہا کہ پھر کیا ہوا۔

اُسوقت سوبل نے لکنت سے کہا کہ پھر......اور کچھ نہین۔

پادری نے کہا اور کچھ نہین اسپر اُٹھا اور سوبل کیطرف ہاتھ کر کے کہا کہ خون کا کیا حال ہے۔

سوبل نے کہا کہ آپ تو واقف ہین ورنہ کہکر نگاہ غضب آلود سے دیکھا پادری بیٹھ گیا اور کہا کہ عالم الغیب سب جانتا ہے اپنے جرم کا اقرار کرو اور کوئی بات مت چھپاؤ وہ منتقم حقیقی ہے مبادا تمکو بھی مار ڈالے تم بیشک خونی ہو اور خداوند کریم کے روبرو جھوٹ بولتے ہو یاد رکھو کہ خداوند کریم نے اس سے پہلے تمسے کم مجرمون کو بھی اپنے غضب مین پکڑا ہے۔

سوبل جو گھٹنون سے کھڑا ہوا تھا یکایک رونے لگا۔

خیر یہ بات تو سچ ہے مین نے تو مالک کو مارا تھا لیکن تم واقف ہو کہ آیا وہ اس بات کا
سزاوار تھا یا نہین
پادری نے کہا کہ خداوند کریم کہتا ہو کہ مین بدلا لینے والا ہون اور بدلا لینا
میرا کام ہو تو خون نکر۔
یہ الفاظ جو پادری کے منھ سے نکلے تو اس مجرم کو معلوم ہوا گویا کسی نے تیر مارا
اسوقت سویل ہچکیون سے رو رہا تھا۔
آخرکار اسنے کہا کہ ہان مین قاتل ہون اور یہ بات سچ ہو خداوند کریم مجھکو
معاف کرے فڈوشیا میری منگیتر تھی مین اسکو برسون سے چاہتا تھا وہ ایسی
جوان اور خوبصورت تھی ہم لوگ کیسے خوش و خرم رہتے........
مین نے اسکو مارا مگر مین نے تنہا نہین مارا......
پادری نے کہا کہ اور گناہون کا ذکر مت کرو
مین نے اسکو مارا اور ہم لوگون نے اسکو جلا بھی دیا تا کہ کچھ سراغ نہ معلوم ہو
اتنا کہکر ایک صدمہ کی آواز سے کہا کہ ای خداوند کریم مجھکو معاف کر اور یہ کہکر ایک
ٹھکر زمین پر ماری۔
کیا افسوس کرتے ہو۔
سویل نے پادری کیطرف سر اٹھایا اور کچھ جواب نہ دیسکا۔
نہین اگر وہی بات پھر پیش آتی تو مجھکو اسکے کرنے مین تامل تھا۔
پادری اٹھا۔
کمبخت (پادری) نے ایک غصہ کی آواز سے کہا م تو خداوند کریم کے رو برو مخالفت

کرتا ہو فوراً توبہ کر نہین تو ہمیشہ خدا کے غضب مین گرفتار رہیگا وہ شخص جسکو تمنے مارا ہو وہ وہان دفن ہو یہ کہکر پادری نے بگیر یا نوف کی قبر کی طرف اشارہ کیا اور کہا تجھکو خوف نہین ہو کہ وہ شخص قبر سے نکل آئے اور خداوند کریم کے روبرو کہے کہ یہ میرا قاتل ہو۔

سوویل کانپ اُٹھا اور اپنا سر زمین سے ٹکرایا کیا۔
خداوند کریم تو مجھکو معاف کر یہ کہتا جاتا تھا اور صلیب کا نشان اپنے اُپر بناتا جاتا تھا تو میرے گناہون پر خیال مت کر مجھ پر رحم کر۔

پادری کو اُس وقت دریافت ہوا کہ اس سے زیادہ قبولوانا فضول ہو۔
سوویل تو کوشش کر رہا تھا کہ افسوس ظاہر کرے بس یہی کافی ہو اور جون جون اسکی عمر زیادہ ہوگی یہ اعمال بد سے توبہ کریگا خیر پادری نے سوویل کے ساتھ دعا معافی مانگی اسکے بعد دونون باہر نکلے سوویل بگیر یا نوف کی قبر کی طرف دیکھتا ہوا نکلا تھا کہ ایسا نہو نکل آئے اور کہدے کہ یہی قاتل ہو اور پھر جیسا غصے کی وقت ہنستا تھا ہنسنے لگے۔

اسپر سوویل دل مین کہنے لگا کہ اگر اُٹھا تو بلا شک مین مار ڈالونگا اسطرح خیال کرتا اور صلیب کا نشان بناتا ہوا باہر نکلا۔

جبکہ عمدہ دن آئے تو اُسنے پھر اپنا اسباب جمع کیا اور بساطی کی دوکان کرنے لگا یہ دو مرتبہ اپنے موضع کو سال مین واپس آتا تھا اور چند ہفتے اس موضع مین ٹھہرتا تھا اسطرح کئی بار آنے مین اسنے شادی کی۔

روز بروز اسکا کام بڑھتا گیا اور اسکے پیشے کو خوب ترقی ہوئی۔ یہ بہت سا اسباب

اپنے گھر مین بھی رکھتا تھا اور جب موقع ملتا تھا تو اُسکو فائدے سے فروخت
کرڈالتا تھا اسکو ایک ایسی بی بی کی حاجت تھی کہ گھر بار سنبھالے اسنے ایک موضع کی
لڑکی سے شادی کی تھی جو بحض بیوقوف تھی اور اُسکو ایسی بی بی چاہیے تھی کہ نیکبخت
اور بیوقوف ہو اسکی تجارت سال لبسال بڑھتی گئی اور ایک آسودہ شخص ہوگیا اسکے بہت
سے لڑکے ہوے لیکن ایک ہی جیا جو پہلوٹی کا تھا اس لڑکے سے اسکو نہایت
محبت تھی اور اپنے ہی طریقے سے ایک کھُرے پن کے ساتھ محبت کرتا تھا۔
موضع مین ہر طرحکی سرسبزی تھی یا دری کی بھی اولاد کو ترقی ہوئی لیکن اسکی آمدنی
کو ترقی نہیں ہوئی وہ اکثر سوچا کرتا تھا کہ خداوند کریم نے اپنی مہربانی سے اس جرم
کے باعث ایک بھلائی پیدا کی اور کہتا تھا کہ شاید بگر یا نو و کا کے لوگون نے پہلے بہت
تکلیف اُٹھائی تھی اور اب اُسی کے بدلے چین کر رہے ہین مقامات حوالی مین تجارت
کو کمی تھی یہ کمی یا تو بوجہ لالچ کے تھی یا بوجہ کم ہمتی اُن لوگون کے تھی جو تجارت رکھتے
یا دیگر خرابیون کی وجہ سے تھی۔ جن لوگون کو دقتین پڑتی تھین وہ سب لوگ اس موضع
مین آکر پناہ لیتے تھے اس موضع مین ہر ایک شخص آزاد تھا جیسا چاہتا اپنے وقت
کو صرف کرتا صرف اتنا فرق تھا کہ جو قانون تھا اُسکی پابندی کرنا پڑتی تھی بگر یا نو و کا
مین سفید روئی بکنے لگی نہ کہ کالی جیسے پہلے بکا کرتی تھی عورتین لیس بھی بننے لگین اور
ایک قسم کی سرسبزی اُسی موضع مین نظر آتی تھی۔
اسیطرح سے کئی سال گذرے اور سویل کا بیٹا بڑا ہوتا جاتا تھا ایکدن سویل نے
اپنے لڑکے کو بلایا اور کہا کہ اب تم قریب آٹھ برس کے ہوے اور تم بہت کچھ برہنہ پا
خاک دھول مین کھیل چکے جواب مین چاہتا ہون کہ تمھاری تعلیم مثل رئیس زادون کے

ہو خدا کا شکر ہی کہ میرے پاس بہت سا روپیہ ہی اور اگر ضرورت ہوگی تو دس
برس تک اور رہین اپنی بساطی کی گٹھری اُٹھاؤنگا لوگ کہتے ہین کہ تعلیم پانے سے
سردار کہلاتا ہی بس تم اطمینان رکھو کہ تمکو تعلیم خوب دلوائی جایگی میری عمر تیس برس
سے زائد تھی جب مین نے لکھنا پڑھنا سیکھا تھا مین تمکو جلد تر روپیہ صرف کرکے تعلیم
دلواؤنگا بس دوشنبہ آیندہ کو میرے ساتھ چلنا۔

بی بی نے رو کر کہا کہ کیا لڑکے کو لیے جاتے ہو۔

سویل نے کہا کہ چپ رہو ہم لوگون کا لڑکا رئیس زادون کیطرح تعلیم پائیگا یا اُس سے
بھی اچھے طرز پر یہ تو بات ٹھان لی ہی اور پوری ہوگی۔

ابتدائی تعلیم کے دو سال بعد یہ لڑکا اسکول ماسکو کو بھیجا گیا جہان یہ تھوڑے زمانے
کے بعد درجۂ اول کا طالب علم ہوا۔

اسکا باپ اکثر دیکھنے جایا کرتا تھا یہ اپنے بھاری بھاری بوٹ پہنے ہوئے
اسکول کے کمرے مین جاتا تھا اور خوب اپنے لڑکے کا امتحان لیتا تھا کہ اسنے کیا کیا پڑھا
سویل جو سوال کرتا تھا لڑکے کو فوراً جواب دینا پڑتا تھا اور اس عمدگی سے سویل
پوچھتا تھا کہ اُسکے لڑکے کو معلوم نہ ہوتا تھا کہ سویل کچھ نہین جانتا۔

جبکہ سویل کے لڑکے نے جسکا نام فلپ تھا امتحان دے کر سونے کا تمغہ حاصل کیا
تو اسکو چھوڑ کر اپنے باپ کے پاس گیا جس وقت سے یہ اپنے گھر سے روانہ ہوا تھا اور جبتک
کہ اسنے اچھی طرح علم نہ حاصل کر لیا تھا۔ ایک مرتبہ بھی گھر نہ گیا تھا پس جب بگریا نود کا
واپس آتا تو یہان کے لوگون نے دیکھا کہ ایک اٹھارہ برس کا لڑکا جسکے چہرے سے
عقلمندی و ہوشیاری برستی تھی۔ اور جسکی آنکھین اخبارات کے پڑھنے سے بڑی بڑی

ہو گئی تھین گانون نے لوگ اس لڑکے کو دیکھکر بہت خوش ہوے -
یہ لڑکا آیا اور اپنے باپ کے یہان رہا اسکے تو خیالات بالکل بدل گئے تھے یہ ایکدن
بیٹھا سوچ رہا تھا کہ گو میرا باپ کیسی ہی کوشش کرے لیکن مین کسان کا کسان ہی رہونگا

باب شانزدہم

سویل کو بہت بڑا خوف اس امر کا تھا کہ جب اُسکا بیٹا واپس آئیگا تو اس غریب گھر کو دیکھکر کیا کہیگا کیونکہ اُسنے تو کالجون مین بڑی بڑی آسائشین اٹھائی ہونگی چونکہ فلپ نے کچھ نہین کہا تھا لہذا سویل آمادہ ہوا کہ اُس سے گفتگو کرے اور دریافت کرے - جب یہ دونون بنچ پر اپنے دروازے کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے سویل پائپ پیتا تھا اور اُسکا بیٹا چرٹ سویل نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تم اپنے گھر کو کسطرح پر پسند کرتے ہو -

فلپ نے جواب دیا کہ ای باپ مجھکو تو ویسا ہی عمدہ معلوم ہوتا ہی جیسا کہ اُسوقت تھا جبکہ مین صغیر سن تھا اور دوڑ کر اُن گاڑیون کے واسطے پھاٹک کھولتا تھا جو گھانس لادنے جاتی ہین -

اسکا باپ پہلے خاموش رہا -
کیا تُم خیال کرتے ہو کہ یہ مکان چھوٹا ہی اور کسیقدر اندھیرا بھی ہی اور ہم لوگون کے کپڑے نہایت ہی میلے جیکٹ ہین -

فلپ نے جواب دیا کہ ای باپ تم کیونکر ایسا خیال کر سکتے ہو -
سویل نے اپنی اُنگلی اپنے بیٹے کے کاندھے پر رکھی اُسکی پوشاک اُس کپڑے

گی بنی تھی جو اکثر متوسط درجے کے لوگون کے لڑکے اُس حالت مین پہنتے ہین جبکہ کالج کے کپڑے تہ کر رکھتے ہین۔

تمھارے تو جرمنی کپڑے ہین اور ہم کاشتکارون یا بساطیون کی پوشاک پہنتے ہین میرا تو جبہ بالکل پُرانا ہو گیا اور تمھاری مان کا کلوک (لبادہ) بھی ویسا ہی ہے۔ باپ مین تم سے التجا کرتا ہون کہ ایسا خیال نکرو مجھکو ان باتون کا مطلق خیال نہین تجھکو پہلے ہی واقف ہونا چاہیے تھا کہ یہ کپڑے نامناسب ہین۔ یہ شہر ہی مین مجھکو پہننا چاہیے تھے اور اگر پسند کروگے تو مین وہی گانون کے کپڑے مثل کاشتکارون کے پہنونگا۔

سوہل نے ایک لمحہ کے تامل کے بعد کہا کہ نہین اپنے کپڑے پہنو میرا یہ منشا تھا اس بارے مین بہیر ذکر کرینگے اب تم مجھسے صاف صاف کہو کہ تم کس صیغے مین نوکری کرنا چاہتے ہو کیونکہ مین نے تو مدت تک بساطی کی گٹھری اُٹھائی ہے اور تمکو تعلیم دلوائی مین اب بھی کام کر سکتا ہون کہ جو کچھ مصارف ہوگا مین اُسکو ادا کرونگا اگر تم یونیورسٹی مین جاؤ اور علم حاصل کرو مین جانتا ہون کہ تم ایک جنٹلمین ہو۔ اس نوجوان شخص کے دل کو یہ بات بھلی معلوم ہوئی جو اُسکے باپ نے ظاہری گو ظاہر اکھرے پن سے اسنے یہ بات کہی تھی لہذا جھک کر سوہل کے ہاتھون کو بوسہ دیا بیٹا تمھارا کیا جواب ہے یہ خاموش بیٹھا رہا کچھ حس و حرکت نہ کی۔

اسکے بیٹے نے جواب دیا کہ یہ معاملہ تو ایسا ہی جس پر مین نے اکثر غور کیا ہے اگر آپ اجازت دین تو مین سرویر کا عہدہ منظور کرتا ہون حساب سے مجھکو شوق ہوا اور ابھی تک اسکی قدر ہے۔

ایک سروییر........ یہ تو وہ آدمی ہوتے ہین جو لکڑیون سے کھیت کی پیمایش کیا کرتے ہین اور جنکے پاس چھوٹی چھوٹی تانبے کی شئے ہوتی ہین اور اُنمین پانی ہوتا ہی۔

ہان باپ لیکن سویل نے اس بات کو حقارت سے کہا کہ تم اس کام کو کیون پسند کرتے ہو کیا اِسلیے تمنے اسقدر محنت کی کہ تمکو صرف پیمایش ہی کرنا ہی۔

فلپ کو کبھی شک نہ تھا کہ اُسکا باپ کچھ نہین جانتا کیونکہ اُسکے باپنے اُسکا سبق خوب ہی پوچھا تھا اور جو کچھ رپورٹین اسکی ترقی تعلیم کی تھین وہ بھی اُسنے غور سے دیکھی تھین اب تو ایک جدید طرز پر اُسنے اپنے کو معلوم کیا لیکن اس آزمائش سے عزت بڑھ گئی تھی اس ناواقف شخص نے یہ بھی دریافت کیا تھا کہ اسکے مزاج مین کسقدر استقلال ہی اُسنے معلوم ہونے دیا کہ یہ کچھ نہین جانتا ابتک تو فلپ کو اپنے باپ سے خوف تھا لیکن اسکے بعد ایک محبت سی پیدا ہو گئی۔

سویل نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جواب دو۔

اُسنے جواب دیا کہ ای باپ یہ ملازمی ایسی ہی کہ روز بروز ترقی ہوگی ہونے کا تمغہ تو مجھکو پہلے سے مل ہی چکا ہی اگر مین چاہون تو فوراً نوکر ہو سکتا ہون اب اگر مین اپنے علم مین اور ترقی کرونگا تو محکمہ پیمایش مین ترقی کرکے ایک اعلیٰ درجہ کو پہونچونگا۔ پس یہی بات ہی جسکو تم پسند کروگے سویل کو تو یہ خیال تھا کہ اُسکے بیٹے کو نوکری ملجاے اور فوراً ایک نامور شخص ہو جائے۔

لڑکے نے جواب دیا کہ ہان مین اس بات کو پسند کرتا ہون بشرطیکہ تم بھی پسند کرو۔ سویل خاموشی سے اپنا پیپ پیا کیا اور اُسکے بیٹے کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ

ایک مدت گذری اور جواب نہین دیا

آخر سوپل نے کہا کہ مین رضامند ہون اور تم مجھکو مطلع کرو کہ مجھکو کیا کرنا چاہیے مین فوراً آمادہ کرونگا۔

لڑکا اُٹھا اور اُسنے موافق قاعدہ روسی کاشتکارون کے سجدہ کیا اور لوگ توخیال کرتے ہین کہ صرف شکریہ ادا کرنا کافی تھا سوپل کو اس پُرانی رسوم کا بہت بڑا خیال ہوا اسنے پیپ کو ایک جانب رکھدیا اور بیٹے کو دعا دی اور بعدہ خاموشی سے پیپ پینے لگا لڑکے کو نہایت خوشی ہوئی یہ ایک طرف ٹہلنے لگا یہ اتفاقیہ اُس پگڈنڈی پر گیا جو ایک ویران مکان کیطرف گئی تھی اسنے بگریا نوف کا مکان دیکھا یہان جنگلی جو دیوارون پر کثرت سے جمے تھے دیوارون اور اینٹون پر اور درخت بھی پیدا ہوگئے تھے ہوا شام کی ٹھنڈی چل رہی تھی بگریا نوف کے حالات اسکو بہت کم معلوم تھے صرف اسکو اسقدر یاد ہے کہ جو اُسکی لیڈی اور چھوٹی لڑکی تھی اُسکو ایک کاشتکار نے بچایا تھا اسکا نام سوپل تھا یہ اسبات پر آمادہ ہوا کہ جب مین اپنے باپ کے پاس جاؤنگا تو اُس سے اسکو دریافت کرونگا۔

یہ جابجا ٹہلتا ہی تھا کہ اسکی طرف پادری آیا اب اسکی ڈارھی کے بال سفید ہو گئے تھے اور سر کے بال بھی کسیقدر سفید تھے اور خمیدہ پشت بھی ہو گیا تھا گو اُسکی نگاہ مثل زمانہ گذشتہ کے نہ تھی لیکن اسیر بھی یہ کہہ سکتے تھے کہ طبیعت ویسی ہی تھی جیسی کہ پہلے تھی یہ اپنے خیال مین چلا آتا تھا جب سوپل کے بیٹے نے سلام کیا تو سر اٹھا کر دیکھا اور مہربانی سے اسکا سلام لیا۔

تم کہان تھے مین نے تمکو مدت سے نہین دیکھا۔

سویل کے بیٹے نے جواب دیا کہ مین اِس کھنڈر کو دیکھ رہا تھا اور مین اسقدر کم سن تھا جب یہان سے گیا تھا کہ بالکل اسکا قصہ بھول گیا کیا میرے باپ نے لیڈیون کو بچایا تھا۔

پادری نے فلپ کیجانب ایک افسوس کی نگاہ سے دیکھا اور کہا کہ ہان تمھارا باپ اور ایک بڈھا ملازم ٹموتی تھا۔

ٹموتی کہان ہے مین چاہتا ہون کہ اپنے باپ کے ساتھی کو دیکھون جسنے ایسی بہادری کی۔ پس آپ جانتے ہین کہ میرے والد کیسی مہربانی کرتے ہین لیکین مین نے اُنکو ہمیشہ سخت مزاج پایا ہے۔

پادری نے جواب دیا کہ ٹموتی تو مر گیا یہ کہکر اپنے مکان کی جانب گھوما۔

اس نوجوان شخص نے پادری کا ہاتھ آہستہ سے پکڑا اور کھنڈر کی طرف لے چلا ایک لمحہ کے تامل کے بعد پادری نے کہا کہ اچھا چلو

سویل کے بیٹے نے جواب دیا کہ افسوس ہے ٹموتی مر گیا لیکن کیون کیا آپ مجھکو نہین بتلا سکتے کہ اس بہادرانہ کارروائی مین میرے باپ نے کیا شرکت کی تھی تم تو اُس زمانے مین یہان ہو گے۔

پادری نے جواب دیا کہ ہان مین یہان موجود تھا۔

مین ملتجی ہون کہ تم سب حالات مجھ سے بیان کرو۔

یہ اُس مکان کے گرد گھومے اور پادری نے اُس گوشہ مین قیام کیا جو دریا کیطرف تھا اور کہا کہ یہان پر تمھارے والد نے لیڈی اور اُسکی لڑکی کو بچایا تھا اور تیسری مرتبہ جاکر ٹموتی کو بچایا تھا۔

فلپ نے خوشی سے کہا کہ میرے والد نے یہ بہادرانہ کارروائی کی حقیقت مین یہ بڑی بہادرانہ کارروائی ہے کیون کیا نہین ہے۔

پادری نے فقط سر ہلایا۔

فلپ نے کہا کہ میرے والد کے مزاج مین کسقدر سادگی ہے کہ مجھسے اُنسے کبھی اسکا ذکر بھی نہین کیا کسقدر اُنکو حیرت ہوگی جبکہ مین اُنسے ذکر کرونگا۔

پادری نے کہا کہ اُنسے ذکر مت کرنا تمھارے والد کو گوارا نہین ہے کہ زمانہ غلامی اُنکو یاد دلایا جاوے کیونکہ تم سنتے ہو یا نہین اُنسے کبھی ذکر مت کرنا۔

فلپ نے حیرت سے کہا کہ کیون نہ ذکر کرون۔

پادری نے تامل سے کہا کہ صحیح تو یہ ہے کہ اُنکی کارروائی مشکل تھی اور وہ زمانہ اُنکے لیے آسان نہ تھا بلکہ بالوف جو اس مقام کا زمیندار تھا وہ بڑا شخص تھا تمھارے والد کو اُسکے ظلم سے بہت بڑا ضرر پہونچا تھا۔ تمھارے والد کو ملال ہوگا اگر اُنکو یہ ملال ہوگا کہ تم اُن حالات سے کچھ واقف ہونا چاہتے ہو۔ کیا مین اپنے والد سے یہ نہ کہون کہ مین نے اُنکی بہادرانہ کارروائیون کے حالات سنے ہین مین تو اُنکو بہت چاہتا ہون۔

پادری نے کہا کہ تم اپنے باپ سے محبت کرو۔ اولاد کی محبت بڑھاپے کا راج ہے

فلپ کو دو تین روز کے بعد نہایت دقت پیش آئی کہ اپنی طبیعت کو روکے اور اپنے باپ سے ذکر نہ کرے اسکو اپنے باپ اور مان سے بہت محبت تھی پس اسنے مناسب جانا کہ اوّل مان سے دریافت کرے بعدہ اپنے باپ سے پوچھے لیکن مان نے بھی اُسسے کہا کہ ہرگز ذکر مت کرنا اور کہا کہ جب کبھی ذکر ہوتا ہے تو نہایت غصہ ہوتا ہے

تھوڑے دنون کے بعد فلپ اپنے موضع سے چلا گیا اور محکمۂ دیہات بنش مین مقرر ہوا
اور جو کچھ اسکو وقت ملتا تھا اپنے حساب سیکھنے مین صرف کرتا تھا۔

باب ہفتدہم

دوسرے موسم سرما مین بگریا نو وکا مین بڑی بڑی کارروائیان ہوئین سویل
نے اپنے لیے جدید مکان بنایا ایک اچھے دن بڑھیے اور معمارون کا گروہ حوالی
شہر سے آیا اور سرگرمی سے فوراً کام شروع کر دیا۔

دو تین دن مین طلسم کا سا عالم ہوا لکڑی کی دیوارون کے اندر بڑے بڑے تہخانے
بنائے اور چند روز مین دو منزلہ مکان بنگیا۔ بہت عمدہ زینہ دریا کی طرف بنایا۔
جب نوجوان سرویر واپس آیا کہ رخصت کے چھ ہفتے اپنے مان باپ کے یہان
گذرا مین تو اُسکو یہ دیکھکر حیرت ہوئی کہ اسکا باپ سویل جنگل کے قریب اسکے لیے
کھڑا ہوا ہے یہ مقام موضع کے قریب تھا تین روز سے سویل وہان ٹیلہ پر بیٹھا تھا
اور اپنے بیٹے کے آنیکا منتظر تھا جب گاڑی مین وہان اسکا بیٹا پہونچا تو سویل
بھی گاڑی مین سوار ہوا اور کوچبان سے کہا کہ دریا کے کنارے چل۔
فلپ کو یقین نہ آتا تھا جب اُسنے دیکھا کہ اسکی مان اس عمدہ جدید مکان کے
برآمدے مین کھڑی ہے ریشمی ٹوپی اور جرمنی ریشم کا ڈریس پہنے ہے۔
سویل نے اپنے بیٹے سے وسیع کمرے مین جہان کھانے پینے کی میز پر مسی چاندان
جھبکتا ہوا رکھا تھا اور ریشمی غلاف اُسپر پڑا تھا پہونچکر کہا کہ یہ مکان ہمنے تمھارے
لیے بنایا ہوا اسلیئے کہ تم بڑے آدمی ہوگئے بڑے شخص کے لیے عمدہ مکان چاہیے

تمھاری مان ویسی ہی پوشاک پہنے ہی جیسی کہ ایک سوداگر کی زوجہ کو پہننا موزون ہی مگر میرا لباس بدستور ہی یہ کہکر ایک دروازہ کمرہ کا کھولا جو یورپین قاعدے سے آراستہ تھا۔

فلپ کو نہایت حیرت ہوئی اسکا باپ اسکو نہایت غور سے دیکھتا تھا آنکھون اور لبون کی کسیقدر حرکت سے خوشی کے آثار نمایان تھے۔

فلپ نے کہا ای باپ نہایت عمدہ مکان بنا ہی اور تمنے یہ سب تکلیف میرے لیے کی ہی اپنی قدیم عادات کو بالکل ترک کیا ملکہ اُس عزیز جھونپڑے سے جھونپڑے کو بھی چھوڑ دیا سوبل نے کہا کہ کیا تم اُس جھونپڑے کو عزیز رکھتے ہو۔

ہان ہین اُسکو چاہتا تھا تمنے یہ سب کام میرے لیے کیا ہی۔

سوبل نے کہا کہ یہ سب تمھارے لیے ہی جبکہ تم بڑے آدمی ہوگے اور تم ایک لیڈی کے ساتھ شادی کروگے نہ کہ ایک کسان کی لڑکی سے

سوبل کے بیٹے کو بڑا خیال ہوا کہ باپ نے اِسقدر روپیہ صرف کرکے نہایت محبت کا اظہار کیا ہی مان کو دیکھ کر خیال آتا تھا کہ کیسی عمدہ پوشاک پہنے ہوے ہی کہ میرا استقبال موزون طرح سے ہوا اور یہ بھی خیال تھا کہ یہ مکان جو بنا ہی اسمین بہت روپیہ صرف ہوا ہوگا اس بساطی نے کیسی محنت مشقت سے یہ روپیہ پیدا کیا ہوگا۔

سوبل کے بیٹے نے بیساختہ کہا کہ باپ تم بہت آسودہ تھے جب تمنے اسقدر صرف کیا ہی سوبل نے جوابدیا کہ تم اسکا خوف نکرو جب مین اس دنیا سے کوچ کرونگا تو کچھ تمھارے لیے بھی چھوڑ جاؤنگا یہ کہکر ٹیپ تیار کیا اور کہا کہ مین آجکل مکھن وغیرہ منگاتا ہون اور یہ چیزین موضع اور گرد نواح کے مقامات مین خوب فروخت ہوتی ہین

ماسکو کے کچھ سوداگرون سے مین نے اپنا سلسلہ قائم کیا ہو کیا تمنے اُس موضع کی نسبت کوئی افواہ سُنی تھی۔

فلپ نے جواب دیا کہ مجھکو یاد نہین کہ مین نے کوئی افواہ سنی ہو اور یہ کہکر دل مین سوچنے لگا ہان ہان صرف اتنا سُنا تھا کہ اِس پل کے قریب سے ایک ریلوے نکلے گی اور یہان سے دو ورسٹ پر پُل بنایا جائیگا۔

سویل نے آنکھ کا اشارہ کیا اور کہا کہ تم اِسکا ذکر موضع مین نکرنا ریلوے کے نام سے موضع کے لوگ ناراض ہین اُنسے دلیل کرنا فضول ہی جب ایک دفعہ ریلوے تیار ہو جائیگی تو رفتہ رفتہ وہ خود ہی عادی ہو جائینگے اور یہ تو بتاؤ کہ کیا یہان کوئی اسٹیشن بھی ہوگا۔

فلپ نے کہا مجھکو اِسکا علم نہین ہی۔

سویل نے کہا کہ اچھا دریافت کرو مجھے یقین ہی کہ یہان ایک اسٹیشن بھی ہوگا۔ بگریا نوو کا اب ایک بڑا موضع ہی یہ اب ایسا غریب نہین ہی جیسا کہ کسی زمانہ مین تھا۔

فلپ بولا جیسا کہ زمانہ بگریا نوف مین تھا۔

سویل نے اپنے بیٹے کی طرف نظر غضب اور حسرت اور خوف سے دیکھا۔ جواب دیا کہ ہان جیسا کہ زمانہ بگریا نوف مین تھا اور فلپ کی طرف نظر بھر دیکھا اُسنے کسی اور معنی سے نہین کہا تھا صرف سادے دل سے یو نہین کہا تھا۔ فلپ کو خوف تھا اُسنے اس بارے مین اور کچھ ذکر نہین کیا سویل نے اپنے بیٹے سے نہین کہا کہ مین نے تمام گرد و نواح کے کاشتکارون سے ٹھیکہ لے لیا ہی جب

ریلوے بنجائیگی تو یہ بہت بڑے آسودہ شخص ہو جائینگے سوبیل اپنے بیٹے کے ساتھ اسکو کو گیا اور باسقدر عدگی سے اُسنے انتظام کیا کہ فلپ کو کمپنی نے نوکر رکھا تاکہ موضع کے قریب حصہ ریلوے کی پیمایش کرے اور سوبیل نے عمدہ وجوہ سے ظاہر کیا کہ بگریانووکا مین ایک اسٹیشن تیار ہونا ضرور ہی کمپنی نے اسکے دلائل کو منظور کر لیا۔

بڑے قصبات اور وہ موضع جنمین پیداوار زیادہ ہو روسی ریلوے اسٹیشن کم ہوتے ہین بیشتر اُنھین مقامات پر اسٹیشن بنتے ہین جہان کی پیداوار اچھی ہو۔
اخر موسم سرما مین جبکہ بالکل ریلوے سڑک تیار ہوگئی تھی تو بگریانووکا مین ایک اور خبر پہونچی کہ میڈم بگریانوف آتی ہی کیونکہ ریلوے کمپنی نے ایک حصہ اُسکی زمین کا خرید کیا تھا اور وہ خود اسکے منتقل کرنے کو آئی تھی مگر اُسکے رہنے کے لیے کوئی مکان نہ تھا شاگرد پیشہ کے مکانات بھی گر گئے تھے پچیس برس تک بے مرمت کیونکر رہسکتے تھے ایک چھوٹا سا مکان اُسکے لیے باغ مین تیار کیا گیا پہلے مکان سے کسیقدر ہٹکر بنا تھا اور پگڈنڈی بنادی گئی تھی جس سے گرجا گھر کو راستہ ہو یہ مکان سادی لکڑیون کا تھا اور سوبیل کے مکان سے بہت چھوٹا تھا۔
ایک روز علی الصباح بگریانووکا کے لوگ کھڑے ہوے تیرتی ہوئی کشتی کو دیکھ رہے تھے جو آئی۔ اور قریب اس باغ کے ٹھہری۔

دریا خوب طغیانی پر تھا لہذا کشتی کا تمام اسباب اوتارنے اور مکان لانے کی کچھ مشکل نہ تھی اُسکے بعد طرح طرح پھول کے درخت اور گملے آئے کمرہ نشست بالکل باغ ہو گیا دو تین روز کے بعد گاڑی پر سوار میڈم بگریانوف اور ایک

چھوٹی لڑکی اس جدید مکان کے دروازے پر اوترین۔
گو چوبیس سال گذر چکے تھے مگر میڈم بگریانوف کی ہیئت مین بہت کم فرق آیا تھا صرف بصارت مین کمی تھی بال سفید ہو چکے تھے چہرہ بدستور زرد تھا اور رقت علامت معلوم ہوتی تھی۔
انکی زندگی آرام سے نہین کٹی تھی بعد کچھ مدت کی کوشش کے جو انھون نے اپنی لڑکی کی تعلیم مین صرف کی ایک فکر پیدا ہوئی تھی ایک نوجوان فوجی افسر جو دور کا رشتہ دار تھا اور اکثر انسے ملنے آتا تھا وہ یکایک انکی دختر پر عاشق ہوا شادی کا پیام دیا بیٹی بھی عاشق و فریفتہ ہو گئی تھی مان نے بصد آہ و زاری اور بدشواری شادی کی منظوری کی اور اجازت دی۔
اٹھارہ مہینے کے بعد انکی دختر نے قضا کی اور چھوٹی سی لڑکی چھوڑ مری کہ اُسکی مان جو نہایت شکستہ دل تھی اُسکی پرورش کرے یہ لڑکی تین مہینے کی تھی اور ایسی نحیف تھی کہ ایک ہفتہ بھی اُسکا جینا غیر ممکن معلوم ہوتا تھا۔
میڈم بگریانوف نے گویا از سر نو زندگی شروع کی اور اُسکی خدمت کو مستعد ہوئی۔ اپنی نواسی کی بھی ویسی پرداخت کی جیسی کہ اپنی دختر کی کی تھی۔ متوفی دختر کی محبت سب اسپر آگئی تھی۔
جب کچھ سال گذرے اور یہ کیتھرائن لڑکی تمام آفتون طفولیت سے بچکر بڑی ہوئی اور تندرست ہوئی۔ یہ نہایت خوبصورت ہوئی گاہ گاہ میڈم بگریانوف فکر کرتی تھی کہ اگر یہ بھی جاتی رہی تو مین کیا کرونگی اسی غم مین رات دن رہا کرتی تھی یہ لڑکی اپنی نانی کے رونے کو دیکھ کر ہنسنا بھول گئی اور علیحدہ چپکی بیٹھی کھیلا کرتی تھی۔

گیتھرائن کو رفتہ رفتہ نانی کی طرح غم آلود خیالات پیدا ہوتے تھے یہ مثل اُس گلاب کے تھی جسپر کہ برف گرتی ہی اور پھول اُسکا ٹھٹھر جاتا ہی۔

پس اس صورت سے یہ لڑکی بڑھا کی۔ گاہ گاہ اُسکا باپ دیکھنے کو آتا تو جانتی کہ ہان میرا باپ یہی ہی باپ کو بہت چاہتی تھی باپ کی پلٹن جبتک قریب رہتی ہر مہینے دیکھنے آتا ورنہ دیر مین آتا۔

پندرہ سال کی عمر مین اپنی نانی کے ساتھ بگبریا نووکا کو آئی نازک اندام خوبصورت لڑکی تھی صبح سے تا شام ہاتھ نہ رہتا کچھ نہ کچھ کام کرتی ہی رہتی تھی اکثر اپنے پھولون کی خدمت کرتی تھی اسنے درخت لگائے اور تخم بھی بوئے تھے جب پہونچتی تو سب سے پہلے درختون کی خدمت مین مصروف ہوتی۔

پادری دروازے پر میڈم بگبریا نوف کی پیشوائی کے لیے کھڑا تھا جب اس بیچاری عورت نے پادری صاحب کو دیکھا تو رونے لگی یہ بھی بوڑھا ہو گیا تھا۔ ہمدردی سے اسکی آنکھون مین بھی آنسو بھر آئے۔ پادری کی بی بی اپنے چھ بچون سمیت آگے بڑھی اور نشست کے کمرے مین لیگئی جہان چاے تیار تھی۔

گیتھرائن بولی کہ نانی دیکھو تمام درخت یہان بخوبی پہونچگئے صرف ایک پھولدار درخت کے سوا جو راستے مین جاتا رہا پادری صاحب کہتے ہین کہ اسمین پانی بہت پڑا اس سے جاتا رہا۔ نانی بولی مین جانتی ہون کہ تم پادری صاحب جلد تر بڑے دوست بنجاؤگے پھر پادری کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ گذشتہ کیسے ہولناک صدمے مین جب یاد آتے ہین قلب متحمل نہین ہوتا پادری نے جواب دیا کہ گذشتہ کا خیال نکرو۔ اب اس بچہ پر دھیان کرو جو تمھارے روبرو ہی میڈم بگبریا نوف نے آنسو پونچھے اور اپنی نواسی کی طرف دیکھا

پھولوں کی مہک اور گھانس کی خوشبو برابر کھلی ہوئی کھڑکیوں سے آتی تھی۔
کیتھرائن خود ایک پھول پر سر جھکائے کھڑی تھی اور اسکا چہرہ ایسا معلوم ہوتا تھا
کہ گلاب کا پھول ہی جو درخت سے نکلا ہی۔
نانی نے کہا حقیقت مین بڑی پیاری بچی ہی اور بڑی نیکبخت ہی مگر افسوس مجھکو
ضعف بصارت ہوگیا اسطرح دیکھتی ہوں جیسے کہ کسی کے منھ پر نقاب پڑی ہو شاید
تھوڑے دنوں مین بالکل بینائی جاتی رہیگی۔
پادری نے کہا کہ رنج کا استعمال نکرو خدا تم پر رحم کریگا۔
میڈم بگریانوف نے افسوس سے سر ہلایا جب کیتھرائن نے دیکھا کہ نانی
کے چہرے سے ملال پیدا ہی تو اٹھکر نانی کے چہرے کو بوسہ دیا اور دل بہلانے کو
کہا کہ یہ کیا ہی عمدہ مقام ہی ہم سب یہاں نہایت خوشی سے رہینگے اور یہ کہکر
چائدان سے ... اونڈیلنے لگی۔

باب ہیجدہم

آخر حصہ جولائی مین فلپ اپنے والدین کے دیکھنے کو آیا اسکا باپ گھر مین نہ تھا
کسی ضرورت سے شہر کو گیا تھا میڈم بگریانوف کے آنے کے بعد چلا گیا تھا اُسکو
اس بیوہ سے ملنا منظور نہ تھا کچھ دیر اپنی ماں کے پاس ٹھہر کر یہ پادری کی ملاقات
کو چلا گیا اُس سے دیر تک باتین کرتا رہا۔
جب فلپ پادری کے مکان کی کھڑکی سے باہر کیطرف دیکھ رہا تھا تو اسنے
کیتھرائن کو دوسری جانب سے نکلتے دیکھا یہ سادہ سفید لباس پہنے تھی ہوا خوری

کے بعد آئی تھی اور ایک بہت بڑی ٹوپی دوش پر تھی اُسمین جنگلی پھول بھرے تھے اور ایک بڑا کتا اُسکے ساتھ کُودتا ہوا جاتا تھا۔

فلپ نے پادری سے پوچھا کہ کیا یہ میڈم بگریا نوف کی نواسی ہے۔

پادری نے جواب دیا ہان۔

فلپ نے استفسار کیا کہ کیا خوبصورت ہے۔ یہ لفظ بیساختہ زبان سے نکلگیا اور دل کو جنبش ہوئی اور اس لڑکی مین اُسنے نئی بات دریافت کی تھی اور خیال کیا کہ بعد مدت مدید کے یہ اپنے موروثی مقام کو آئی ہے جہان سے اسکے خاندان کے لوگ چلے گئے تھے۔ پادری نے جواب دیا کہ وہ خوبصورت ہے اور اچھی ہے۔

فلپ نے پوچھا کہ عمر کیا ہے۔

پادری نے کہا کہ شاید ساڑھے پندرہ برس کی ہوگی۔

آفتاب اُسوقت غروب ہو رہا تھا اخیر شعاع پڑ رہی تھی پادری سے اسنے عذر کیا کہ اب مین تھک گیا گھر جاتا ہون یہ کہکر سلام کیا اور رخصت ہو کر گھر کی راہ لی جب حاطے کے آخری حصے مین پہونچگیا اور پادری کا مکان وہان سے نظر نہ آیا تو دریا کی جانب ایک پگڈنڈی کی راہ گھوم پڑا۔

آہستہ آہستہ جاتا تھا اور نظر زمین پر تھی اور چوری کی نگاہ سے جدید مکان کو دیکھتا تھا اور تصور کرتا تھا کہ کیسے پھولون کی دولت اس مکان مین ہے ایک کھڑکی مین سے اسنے سفید کپڑے کی جھلک دیکھی اور پھولون مین ایک سر دکھیا جو آناً فاناً مین غائب ہوگیا۔

کیتھرائین نے کہا میڈم ایک نوجوان شخص ہمارے مکان کے قریب سے گذر رہا ہے

میڈم بگبریانوف نے استفسار کیا کہ کیا کاشتکار ہی
نہین یہ تو ایک نوجوان شخص شہر کا معلوم ہوتا ہی۔
میڈم بگبریانوف بولی ہان مین جانتی ہون یہ سویل کا بیٹا ہی یہ ایک سرودیر
ہی اور سنا ہی کہ اسنے تعلیم بھی اچھی پائی ہی اسکو بلاؤ اودھر فلپ آہستہ قدم
جارہا تھا اسنے کیتھرائن کی تقریر سنی تھی مگر اسکی نانی کا جواب نہین
سنا تھا۔ اسکے بعد نوجوان لڑکی کا چہرہ پھر پھولون مین نظر آیا اور آواز دی۔
ای صاحب یہان آؤ۔
فلپ تھا جب نظر اُٹھا کر اسنے دیکھا تو کیتھرائن نے تامل کیا۔
نانی سے اسنے کہا کہ مین اسکو باہر سے لے آتی ہون۔
جب باغ کے کنارے پر پہونچگئی تو دوڑنے سے دم پھول گیا تھا فلپ منتظر اُسکا
تھا یہ اُسکے روبرو باغ کا جنگلہ تھام کر کھڑی ہوئی اور مستفسر ہوئی کہ تم سویل
کے بیٹے ہو۔
اُسکے بعد یہ رُکی اور دل مین کہا کہ مین نے کس بدتہذیبی کے ساتھ اسکے باپ
کا نام لیکر استفسار کیا مگر اس نام کے سوا اور کچھ جانتی بھی نہ تھی۔
فلپ نے سرنگون ہوکر جواب دیا کہ ہان میرا نام فلپ سولچہ پٹروف ہی
حاضر ہون جو حکم ہو بجالاؤن۔
میری نانی تمسے ملاقات چاہتی ہین یہ لڑکی کسیقدر تامل سے بولی۔
فلپ نے پھر سر جھکایا اور چھوٹے دروازے کے اندر آیا اسوقت آفتاب غروب
ہورہا تھا دریا کی عجیب کیفیت تھی لیمون کے درخت پھولے ہوئے تھے اُنکی خوشبو

لطف دے رہی تھی۔

فلپ کبھی اسقدر قریب کسی عورت کے نہ گیا تھا جیسا کہ اِسوقت تھا اور کیتھرائن کو کبھی ایسا حجاب نہ کرنا پڑا جیسا کہ اسکے ساتھ اِسوقت معلوم ہوا۔

تمھارے باپنے میری ماں اور نانی کی جان بچائی تھی ہم اُنکے نہایت ممنون ہین

فلپ نے کہا تم اِسکی حقیقت سے آگاہ ہو۔

میری نانی اکثر اِسکا ذکر کیا کرتی ہین اور مین بچپن سے واقف ہون آؤ۔ جلد آؤ یہ کہکر کمرے کے اندر گئی اور بتایا کہ یہ نانی ہین۔

فلپ دروازے پر کھڑا رہا میڈم بگریانوف کو صاف نظر نہ آتا تھا صرف اتنا معلوم ہوا کہ جوان لمبے قد کا شخص کھڑا ہی۔

کسیقدر تامل سے کہا کہ تم سویل ہو۔

نہین میڈم مین فلپ سولجہ ہون۔

تمھارے باپ سے تمھاری شکل بہت مشابہ ہی جب سے ہم یہان آئے ہین وہ باہر گیا ہوا ہی اسلیے ہمسے ملاقات نہین ہوئی اُسنے میری جان بچائی تھی۔ مین اُس احسان کو نہین بھولی ہون آؤ صاحبزادے یہان آؤ اور ایک ممنون بوڑھی عورت کی دعا لو۔ یہ کہکر اپنا ہاتھ رعشہ دار فلپ کے سر پر رکھا۔

آؤ میرے برابر بیٹھو تمھارے باپ کا ذکر کرینگے۔

فلپ نہایت خوش ہوا اور میڈم بگریانوف سے کہا کہ بعد بہت سی محنت مشقت کے میرا باپ اِسطرح آسودہ ہوا ہی۔ اس سے تو یہ واقف تھی اور یہ جانتی تھی کہ اِس ناخواندہ لبناطی نے اپنے فرزند کو کسطرح تعلیم دی سب لوگون نے

تعریف کی کہ سوپل کے دل مین کسقدر محبت تھی فلپ کی طبیعت مین گرم جوشی آتی جاتی تھی جسمین کیتھرائین بھی شریک ہوئی۔

شام کی تاریکی ہوئی کیتھرائین نے دو شمع روشن کر کے نانی کی پشت کیطرف رکھدین تاکہ روشنی سے آنکھون مین چکاچوند نہو اُسکے بعد چاے کی میز عجلت سے بچھائی گئی تھوڑی دیر فلپ نے اپنے کو میڈم بگریانوف کے ساتھ کھانا کھاتے پایا اُسکے مزاج مین سرداری کی بو تھی بہر صورت یہ امر ظاہری برتاؤ مین تو تھا اگر کوئی شخص کہتا کہ فلپ کی معمولی تعلیم ہے تو وہ بگریانوف کے برابر ہے اور اور اگر زیادہ تعلیم ہوتی تو وہ اعلیٰ درجہ کا ہوتا ایسی باتون کی سماعت سے اُسکو نہایت حیرت ہوتی بلکہ جو شخص ایسی تقریر کرتا اُسکو نظر حقارت سے دیکھتی مگر اُسکو کوئی عذر نتھا کہ اِس فرزند کاشتکار کے ساتھ چاے نہ پیے بشرطیکہ اُس کاشتکار نے انکی جان بچائی ہو۔

علاوہ اسکے یہ نوجوان شخص بالکل جنٹلمین تھا اور کوئی بات کاشتکار کی سی نتھی کیتھرائین سے بہتر فرانسیسی زبان بولتا تھا اسلیے کہ کیتھرائین نے اس زبان مین عمدہ تعلیم نہین پائی تھی پس بہت بڑی کوشش کے بعد سوبل کے خاندان کی ابتدا یاد آسکتی تھی اور میڈم بگریانوف کو ایسی یادآوری کی پروا نتھی فلپ کے پاس بہت سے کاغذات اور کتابین تھین ہر شام میڈم بگریانوف کے سنانے کو آیا کرتا تھا۔

اول اول تو کیتھرائین پڑھ کر سنایا کرتی تھی مگر ایک روز اسکو زکام تھا فلپ نے خود پڑھ کر سنایا اُس روز سے میڈم بگریانوف کو پھر کیسکا پڑھنا خوش

نہ آتا تھا

ایک روز میڈم بگریانوف کیتھرائن سے بولی کہ فلپ تمسے ہزار مرتبہ بہتر پڑھتا ہی کان دھر کے سنو اور تم بھی اُسیطرح پڑھو پس کیتھرائن بیٹھی سنا کرتی تھی اور اپنا کام کیے جاتی تھی لیکن تھوڑی دیر بعد کام چھوڑ دیتی اور میز پر کہنی ٹکائے اور ہاتھ پر سر رکھے چپ سُنا کرتی تھی۔

فلپ بہت اچھا پڑھتا تھا اور روسی زبان کے اعراب اور لہجہ کو جو ادا کرتا تو نہایت لطف ملتا تھا۔

کیتھرائن کے کان کو اسکا پڑھنا نہایت عمدہ باجے کا لطف دیتا تھا جب کبھی اسکی نانی بولتی تو یہ خواب سے بیدار ہو جاتی اور عذر خواہ ہوتی کہ مین گوش دل سے سُن رہی تھی رات کو سوتے وقت پھر دھیان کر لیتی تھی کہ مین نے کیا سنا بلکہ اُسکے کانون مین وہی آواز پڑھنے کی سمائی رہتی۔

فلپ دل مین اُس چہرہ کا تصور رکھتا جو ایسے اشتیاق سے اُسکے پڑھنے کو سنتا تھا رفتہ رفتہ اُسکو دریافت ہونے لگا کہ تمام زندگی کا مزہ اُس ایک گھنٹہ شام کے پڑھنے مین ہی جبکہ میڈم بگریانوف سنتی ہین اور کیتھرائن پاس بیٹھی رہتی ہی۔

بہت بڑی مشکل سے یہ علیحدہ ہوا تا کہ اپنے کام پر جاے رخصت سے زیادہ بہانے سے ٹھہر گیا تھا کہ اپنے باپ کے آنیکی راہ دیکھ رہا ہی جب حقیقت مین جانے کا وقت آیا تب بھی ایک روز اور میڈم بگریانوف کے کہنے سے تھم گیا تا کہ جو کتاب وہ پڑھتا تھا۔ اُسکو ختم کرے۔

جب یہ کتاب ختم ہوئی اور چاے کی کشتی ہٹائی گئی اور گھڑی مین بھی ۹ بجگئے تھے فلپ اُٹھا کہ وقت رخصت کا آگیا۔

میڈم بگریا نوف نے کہا کہ اپنے والد سے کہنا کہ وہ ہماری ملاقات کو بھولے نہین اور یہ کہنا کہ ہم تمھارے نہایت ممنون ہین اور اُنھون نے جو کام تمھارے لیے کیے ہین مین اُسکی نہایت تعریف کرتی ہون تمھارے والد نہایت لائق آدمی ہین یہ سب باتین تم اُنسے کہدینا۔

فلپ خاموش تھا کیتھرائن کو یہ خیال ہوا کہ اب میرا یہانسے چلا جانا بہتر ہی میڈم بگریا نوف نے پھر وہی ذکر کیا۔

فلپ نے بعد کسیقدر تامل کے کہا کہ مجھے معاف کیجیے مین اُنسے نہین کہہ سکتا۔ مین خیال کرتا ہون کہ میرے باپ کو اُس زمانے کی کچھ افسوسناک باتین یا ذاتی ہونگی اور اُنکو ایذا یہونچتی ہوگی اسلیے کہ اُنھون نے اُن باتون کے تذکرے کی مجھکو قطعی ممانعت کردی ہی۔

اور اُس بہادرانہ کارروائی کا بھی ذکر نہوگا جس سے کہ ہم لوگون کی جانین محفوظ ہین ہان اُسکا بھی ذکر ضرور نہین بلکہ جو لوگ واقف ہین اور تذکرے کا اختیار رکھتے ہین وہ بھی ذکر نہین کرتے اور میری مان نے مجھکو منع کیا ہی کہ اس بارے مین ہرگز تم کچھ زبان سے نہ نکالنا۔ مین کبھی نہ کہہ سکا کہ آپ نے جو بہادریان کی ہین وہ نہایت قابل تعریف ہی۔

میڈم بگریا نوف نے ایک لمحہ خاموشی کی۔

مین نہین جانتی کہ کیا بات ہی۔ ہان میرا شوہر............ تھا.......

اُسنے تمھارے باپ کو بہت ضرر پہونچایا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ زیادہ تر ضرر پہونچایا جو تمھارے ذہن مین بھی ہوگا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور کہا کہ خدا معاف کرادیتا ہی مگر آدمی کبھی معاف نہین کرتے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ای نوجوان شخص مین مشکور ہوئی کہ جو تعصب تمھارے باپ کے مزاج مین ہین وہ تم مین نہین ہین اور یہ الفاظ کسیقدر غصے سے کہے تھے۔

میڈم آپ یقین کیجیے مجھے کسیطرح خیال نتھا کہ مین آپکو رنج دون۔

میڈم بگریا نوف نے جوابدیا کہ مین سمجھی تمھارا قصد ایسا نتھا اچھا ہوا کہ تمنے صاف مجھسے کہدیا مین تمھارے والد سے اور کچھ نہ کہونگی کہ یہان آئین لیکن تمھارے تو ایسے خیالات نہین ہین۔

فلپ نے زبان فرانسیسی مین جواب دیا کہ مین تمھارا بہت ممنون ہونگا اگر تم مجھکو اپنے دل سے نہ بھلاؤگی۔

میڈم بگریا نوف اس نوجوان شخص کی تقریر سے بہت خوش ہوئی اور مسکراکر ہاتھ اپنا بڑھاکر اُسکو دیا فلپ نہایت افسوس سے رخصت ہوا مگر کیتھرائن وہان نتھی اسلیے اُس سے رخصت نہوسکا دیکھا کہ کیتھراین گھانس پر بیٹھی ہی۔ یہ افسوس اور غصہ سے بیٹھی تھی وجہ اسکی بجز اسکے اور کچھ نتھی کہ یہ نوجوان شخص جس سے چندروز ہوے ملاقات ہوئی تھی وہ اب جاتا ہی جب فلپ قریب پہونچا تو وہ اُٹھی۔

باب نوزدہم

رات ہوگئی تھی مطلع صاف تھا۔ ستارے خوب روشن اور چمکتے تھے اس لڑکی

نے اپنے سر پر شال ڈال لی تھی جسطرح روسی عورتین ملازم سر سے اوڑھ لیا کرتی ہین فلپ بولا کہ گوڈ بائی کیتھرائن - ایونے نودنا - یہ کہکر اُسکے روبرو سرنگون کھڑا ہوا -

لڑکی ہنسکر بولی اور کہا کہ کیا تمنے مجھکو اندھیرے مین بھی پہچان لیا -

ہان مین نے پہچان لیا کیا اور کوئی بھی مثل تمھارے ہی -

کیتھرائن کا رنگ حجاب سے متغیر ہوگیا لیکن چونکہ رات کی تاریکی تھی - اسلیے ذرا اسکو دلیری آئی بولی کہ مین وہان سے اِسلیے چلی آئی تھی کہ شائد تخلیے مین کچھ خفیہ باتین ہوتی ہین -

فلپ نے کہا نہین خفیہ کوئی بات نتھی لیکن تم واقف ہو کہ جو زمانہ گذر گیا وہ ہم کاشتکارون کے لیے اچھا نہ تھا - اور تم بھی جانتی ہو کہ میرے والد کو اُس زمانے کے ملال اور تعصبات ہین -

کیتھرائن نے کہا تم کاشتکار ہو کسیقدر تامل کے بعد کہا ہان سچ ہی -

کیا سچ ہی -

تم عالی خاندان نہین ہو -

عالیخاندان - ہان مین عالیخان نہین ہون اسکا مجھے حجاب نہین - مگر مین اپنے باپ پر نازان ہون

کیتھرائن نے گرمجوشی سے کہا ہان تم سچ کہتے ہو تاہم ہمارے فرقے کے لوگ کاشتکارون کے فرقے سے مخالفت رکھتے ہین یہ کہکر پھولون سے کھیلنے لگی -

کیتھرائن ایونے نودنا اب تو ایسا فرق نہین رہا ہم سب لوگ اگر ایک دوسرے

محبت کرین مثل بھائی بہن کے ہین - گوڈ بائی سنہ آئندہ تک -

لڑکی بولی - ہان مین سنہ آئندہ تک

یکایک اسنے ہاتھ بڑہایا فلپ نے ہاتھ مین لیا چاہتا تھا کہ بوسہ دے مگر مجال نہ تھی کہ خاموش کھڑا رہا اُسکے بعد کہا -

نہین ہملوگ موروثی دشمن نہین ہین - خیر مین رخصت ہوتا ہون - تم خوش و خرم رہو یہ کہکر کیتھرائن کا ہاتھ چھوڑا اور فلپ چلا گیا -

جب کیتھرائن نے جواب دیا کہ نانی وہ جاتے وقت مجھسے ملا تھا اب مین بہت تھکی ہون اور سونے جاتی ہون -

نانی نے کہا اچھا جاؤ سو رہو -

کیتھرائن نے بوسہ دیا اور اپنے کمرے مین گئی - ملازم عورت کو وہان سے برخاست کیا اور پلنگ پر لیٹ گئی - آنکھون سے آنسو جاری تھے - دل بھر آتا تھا اور اُسکو خود وجہ اسکی معلوم نہ تھی - جلد تر نیند آگئی اور خواب مین اسکو تشفی ہوئی - کان مین وہ صدا آئی جسکی وہ طالب تھی -

باب بستم

شہر مین فلپ کی ملاقات اپنے باپ سے ہوئی اُسکو شہر سے آنے کی کچھ عجلت نہ تھی سویل نے پوچھا کہ کیا تمنے لیڈیون کو دیکھا تھا -

ہان باپ دیکھا تھا -

کیا مہربانی سے پیش آئی تھین -

فلپ نے جواب دیا کہ بیشک نہایت مہربانی اور دوستانہ طور سے پیش آئی تھین۔
سویل نے کہا کہ بہت مناسب ہے ایسا ہی چاہیے تھا اسلیے کہ سویل کو اپنے بیٹے کی لیاقت اور عمدہ تعلیم کا خیال تھا۔
فلپ کو خیال تھا کہ میرے باپ کے خیالات صحیح طور پر نازان ہونے کے لائق ہین اسلیے کہ انکو ہمیشہ اپنی بہادرانہ حرکت یاد آتی ہے۔
فلپ کے دل مین نہایت تعریف کے کلمات بھرے تھے سویل ذرا بھی اشارہ کرتا تو اُسکا دلی حال معلوم ہو جاتا فلپ خاموش تھا اور سویل تھوڑی دیر کے بعد اپنے موضع کو واپس آیا۔
فلپ کی زندگی کا لطف جاتا رہا تھا صرف حساب کتاب کا شوق باقی تھا اور شب و روز اسمین مصروف رہتا تھا۔
موسم سرما آیا بڑے دن مین فلپ اور تامل نہین کر سکتا تھا بس اسکو اپنے باپ کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ خیر سبب ظاہری تو یہ تھا مگر ایک اور ہی خیال سے یہ صبر نہ کر سکا اور موضع کو روانہ ہوا۔
جب موضع مین آیا اور والدین سے مل چکا تو پادری کی ملاقات کو گیا۔
سویل نے پوچھا کہ کیا تم لیڈیون سے ملنے نہ جاؤ گے فلپ نے حجاب سے کہا کہ اگر آپ اجازت دینگے تو جاؤنگا۔
ہان جاؤ ضرور بہتر ہے کہ وہ دیکھین کہ تم بھی مثل ایک سردار کے برتاؤ کر سکتے ہو یہ اجازت پاکر فلپ نہایت خوش ہوا اور فوراً وہان سے روانہ ہوا پہنچکر دیکھا کہ کوئی شخص میری اطلاع کرنے والا نہین ہے یہ ایک لمحہ دروازے کے دستے پر

ہاتھ رکھے کھڑا رہا اسلیے کہ کوئی شخص اسکو نظر نہ آیا جس سے یہ خبر کرتا اُسوقت یکایک
اندر سے دروازہ کھلا آواز خفیف سی چیخ کی آئی - اس لڑکی کو حیرت ہوتی تھی
بھاگ کر نظروں سے غائب ہوئی فلپ پھولوں کے گملوں سے بھرے ہوے کمرے
کو دیکھ رہا تھا - دیوارین اسکی چوبی تھین قرینے سے خوشنما پردے پڑے اور
نانی کی کرسی کھڑکی کے آگے بدستور موقعہ پر تھی - اور ہر شے جو چھوڑ گیا تھا اپنی اپنی
جگہ پر دیکھی اسکے بعد یہ کمرے مین داخل ہوا -
کینتھرائن نے کہا کہ کیا تم فلپ سوچ ہو یہ ایسی شیرین کلامی سے کہا تھا
کہ فلپ کے کان آشنا نہ تھے تمنے مجھکو حیرت مین ڈالدیا آؤ اندر آؤ ہم تمھارا ہی ذکر
کر رہے تھے -
فلپ اندر آیا اور میڈم بگریانوف کو سلام کر کے چاہا کہ گھوم کر خوبصورت
لڑکی کو دیکھے مگر وہ اپنی جگہ پر نہ تھی پانچ منٹ غیر حاضری کے بعد واپس آئی -
پانچ منٹ کا زمانہ فلپ کے لیے گویا پانچ سال ہوگیا واپس آئی تو نیلا فیتہ
بالون مین اور ایک نیلا فیتہ کمر مین تھا یہ سنگار اسلیے کیا کہ ایک مہمان جسکے آنیکی
امید نہ تھی یکایک آگیا اور اُسکا خیر مقدم بھی اس سے ہوا -
اُسکو دیکھتے ہی فلپ فلک ہفتم پر جا پہونچا تمام فصلیں بھولگیا کہ وہ زمانہ اور
لطف جو اس کمرے مین گذرا تھا یاد آگیا کینتھرائن کے چہرے سے دلی آثار خوشی
کے ہویدا تھے ملکہ اُسکی نانی بھی خوش تھی کینتھرائن ہنسنے دیتی تھی - اس کمرے
مین اُسوقت بجز خوشی اور زندہ دلی کے اور کچھ سننے مین نہ آتا تھا -
میڈم بگریانوف نے استفسار کیا کہ تم یہان کی روز ٹھہروگے -

کیتھرائن کے چہرے سے تبسم جاتا رہا اور جواب سننے کی مشتاق ہوئی۔
فلپ نے کہا صرف آٹھ روز ٹھہر سکتا ہون۔
کیتھرائن نے کہا صرف آٹھ روز۔ وہ تو بہت تھوڑا زمانہ ہی۔ کیا تم اب بھی کتاب پڑھوگے جیسے پہلے آکر پڑھا کرتے تھے۔
فلپ نے کہا ہان ضرور آکر پڑھونگا۔ اسکے ساتھ ہی اُسکو اپنے والد کا خیال گذرا اور بولا کہ اگر آسکا تو بیشک ضرور ہی آونگا۔
کیتھرائن نے کہا کہ نہین تم ضرور آنا۔ کیونکہ نانی کہتی ہین کہ تمھارے پڑھنے کو سنکر میرا لہجہ اور طریقہ بہت سنبھل گیا ہی مگر ابھی ویسا نہین پڑھ سکتی کہ جیسا تم عمدہ پڑھ سکتے ہو۔
شام کو جب سویل سو رہا حسب معمول فلپ اپنے باپ کو سوتے پاکر خاموش اُٹھا اور کیتھرائن کے مکان کو چلا گیا۔
بنچی چینی کے آتشخانے سے نہایت عمدگی کے ساتھ کمرہ گرم ہو رہا تھا اور کیتھرائن ادھر اُودھر پھرتی اور چاے گرم کر رہی تھی۔ کسی بات مین فرق نہین آیا تھا۔
فلپ کو خیال گذرا کہ اس چھوٹے سے گھر کو دل وجان سے چاہتی ہی۔
کیتھرائن کرسی ڈالکر فلپ کے برابر بیٹھی اور کہا کہ پہلے مین پڑھونگی تاکہ تمکو معلوم ہو کہ مین نے اپنے پڑھنے مین کچھ ترقی حاصل کی ہی پھر تم پڑھنا۔
کیتھرائن نے پڑھنا شروع کیا فلپ کو حیرت ہوئی بالکل لہجہ اور طریقہ پڑھنے کا ویسا ہی تھا۔ فلپ نے متحیر ہوکر سنا اور کہا کہ کیونکر اسقدر سیکھ لیا۔
کیتھرائن نے کہا کہ کیون کیا مین درست نہین پڑھتی ہون اور یہ کہکر کتاب

رکھدی اسلیے کہ باب ختم ہو گیا تھا اور فلپ کی طرف مثل طالب علم کے نگاہ استفسار سے دیکھتی تھی۔
یکایک نگاہ مین فرق آیا آنکھہ نیچی ہوئی سبق تمام ہوا بچپن رخصت ہوا اور نوجوانی نے جگہہ لی۔
فلپ نے کہا تم بہت خوب پڑھتی ہو۔ جیسا مین پڑھتا ہون۔ ویسا تم بھی پڑھتی ہو میڈم بگریانوف ہنسی اور یہ دونون بھی ہنسے۔
ہفتہ عمدہ خواب کے مانند گذر گیا فلپ کے ایام رخصت تمام ہوے ایک لمحہ بھی کیتھرائن سے تنہا ملاقات نہین ہوئی تھی لہذا یہ رخصت ہوے اور پژمردہ خاطر تھے

باب بست ویکم

سولہ مہینہ کے بعد فلپ اپنے موضع کو واپس آیا اور اپنی ماں سے ملکر میڈم بگریانوف کے مکان کو گیا کیتھرائن نے جو درخت پھولدار لگائے تھے وہ بہت بڑھے تھے اور گلاب کی شاخین بھی بہت لمبی ہو رہی تھین برچ کی لکڑی کا درخت پہلے اسنے بہت حقیر دیکھا تھا اب تو یہ بہت بڑا ہو اتھا۔ اور دیوار پر شاخین نظر آتی تھین۔ بعض درخت دس فیٹ بلند ہوے تھے۔
فلپ آہستہ قدم جاتا تھا اور چارون طرف نگاہ تھی تاکہ گذشتہ زمانیکی حقیقت یاد آئے۔ مکان کے عقب مین ایک ویرانہ تھا کیتھرائن نے ایک جھاڑی لگائی تھی جو بہت جلد بڑھی اور ایک جگہہ نشست کی بنائی اور گھانس جمائی تھی۔
یہان کیتھرائن اکثر اُسوقت بیٹھی رہتی جب اُسکی نانی سوتی۔ کیونکہ بوجہ

بوڑھاپے کے اُسکے مزاج مین سستی آگئی تھی وہان وہ سوتی اور یہ یہان اپنا
کام کیا کرتی تھی اس ویران مقام کی حالت ذہن مین نہ آتی تھی یہ تو مثل ایک چیستان
کے تھی جسکو وہ سمجھنا چاہتی تھی وہ اسقدر جانتی تھی کہ اُسکا نانا آگ مین جلکر مرا
تھا اور فلپ کے باپ نے میری نانی اور میری مان کو بچایا ہو اسکے سوا وہ اور
کچھ واقف نہ تھی اور نہ اِس مکان مین آگ لگنے سے واقف تھی اور نہ یہ جانتی تھی
کہ جسکا نانا اِسقدر آسودہ تھا اُسکی اولاد کیون ایسی محتاج ہوئی کیتھرائن کے
دل مین انھین خیالات کی اُولٹ پلٹ تھی اور یہی ذریعہ اُس نوجوان شخص
کی یادگار کا تھا جو اُس سے تعلق نہ رکھتا تھا۔ اکثر دل مین یہی فکر لگی رہتی تھی۔

یہ اس مقام پر بیٹھی تھی دیکھا کہ فلپ آتا ہو مگر فلپ نے اسکو نہین دیکھا
فوراً اسکا دل دھڑکنے لگا چہرہ سفید ہوگیا اور اسقدر خوشی تھی کہ اُس خوشی سے
ایک صورت تکلیف کی عیان ہوتی تھی۔ یکایک یہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور پھر بیٹھ گئی۔
ایک یہ کہ اسقدر اشتیاق ظاہر نہو اور دوسری اصل بات یہ تھی کہ ہاتھ پانون مین رعشہ
پڑ گیا کھڑی نہو سکتی تھی۔

فلپ کو اسکے سفید ملبوس کی جھلک جھاڑی مین سے ملی یہ اُس جانب گھوما اور
دم بخود اس پری تمثال لڑکی کے روبرو کھڑا ہوا جس زمانے سے اپنے دیکھا تھا یہ تو
بہت بڑھ گئی تھی اور چہرے پر دبدبہ تھا چاہا کہ حسب معمول گفتگو کرے مگر جرات نہوئی
فلپ نے سادگی سے کہا کہ میڈم مزل آپکا مزاج کیسا ہی کیتھرائن نے
جواب دیا کہ صاحب آپکا مزاج کیسا ہو اور خود اپنے سے کہا کہ اُوہ کس قدر
مدت گذری۔

فلپ دلجمعی سے کسیقدر آگے بڑھا کیتھرائن نے کہا کہ نانی سوتی ہین اور آجکل تو نیند بہت ہی ہی چلکر دیکھتی ہون کہ اُوٹھین یا نہین۔ آؤ یہان بیٹھو۔ اور یہ کہکر اپنی سلائی کے سامان کو سمیٹ کر ایک طرف کر دیا۔

یہ دونون بیٹھے باتین کرتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد کیتھرائن نانی کو دیکھنے گئی کہ سوتی ہین یا بیدار ہوئین۔

فلپ اُس روز سے ہر روز سہ پہر کو کیتھرائن کے پاس جایا کرتا تھا نانی سویا کرتی تھی۔ خوشبو پھولون کی نکلتی تھی اور چڑیان چہچہاتی تھین کیتھرائن خاموش باتین سنا کرتی تھی۔ یہ دونون باتین کرتے کرتے خاموش ہو جایا کرتے تھے۔

ایک دن ایک لمحہ خاموشی ہوئی اور کیتھرائن نے یکایک سر اُٹھا کر دیکھا اور کیتھرائن کا ہاتھ جو اُسکے ڈریس پر رکھا تھا نہ معلوم کیونکر فلپ کے ہاتھ مین پہونچا اور اُسنے ہاتھ اُٹھا کر بوسہ دیا۔

فلپ نے کہا کیتھرائن کیا تم مجھکو چاہتی ہو۔ مین تمکو اول مرتبے کے دیدار سے چاہتا ہون۔

کیتھرائن نے کوئی جواب نہین دیا کیتھرائن اُسوقت اشکبار تھی۔ فلپ نے کہا کہ اُس زمانے سے ابتک میری طبیعت کو کیسا پیچ و تاب ہوا ہے اور کہا کہ مین تو صرف ایک کاشتکار ہون۔

کیتھرائن نے اشارے سے خاموش کیا اور جو صحیح بات تھی وہ ظاہر ہوئی کیتھرائن نے کہا کاشتکار ایسا کونسا بڑا لارڈ ہی جو مثل تمھارے ہو۔

فلپ نے انکساری سے کہا کہ اس بیان سے مین تصور کرتا ہون کہ تمھاری نظر مین

کچھ میری قدر ہی۔

کیتھرائن نے کہا کہ مین تمام دنیا سے بڑھ کر تمھاری قدر کرتی ہون اور یہ کہکر دونون ہاتھ سے منھ چھپالیا۔

فلپ نے اُس روز کچھ اور تقریر نہین کی۔

پندرہ یوم تک برابر گذشتہ باتین ہوا کین آیندہ کا کچھ ذکر نہ تھا۔

یہ زمانہ ابتدائی محبت کا انسان کی زندگی مین نہایت شیرین ہوتا ہی

فلپ کو رفتہ رفتہ گذشتہ باتین غیر مرغوب ہوئین وہ چاہتا تھا کہ ان خیالات محبت کو آیندہ ترقی ہو اور یہ ذہن مین گذرا کہ مین موضع سے کیونکر جاسکتا ہون تا وقتیکہ کیتھرائن کو بھی اپنے ساتھ نہ لیجاؤن۔

کیتھرائن نے کہا نہین مین نہین جاسکتی ہون۔ نانی کے اوقات منضبط مین اگر ذرا بھی فرق آیا تو فوراً تڑپ کر مر جائینگی۔ تمکو یہین آکر ٹھہرنا پڑیگا۔

فلپ نے کہا کہ تمھاری نانی ہرگز راضی نہونگی کہ تم ایک کاشتکار کے ساتھ شادی کرو

کیتھرائن نے کہا کہ نانی مجھکو بہت چاہتی ہین جس بات مین میری مرضی ہوگی وہ ضرور اُسکو منظور کرینگی۔

فلپ نے کہا اور تمھارے باپ

کیتھرائن نے کہا جو نانی کی مرضی ہو وہی اُنکی مرضی ہو شاید تمھارے باپ اس شادی کے ہونے سے انکار کرینگے۔

فلپ خاموش تھا اسکے دل مین کوئی خیال نہین آیا تھا تصور کیا کہ میرا باپ بگریانوف کے خاندان کو نہین جانتا ہی لیکن اس ضعیفہ اور لڑکی سے تو

کوئی ناراضی ظاہر نہین کی -

فلپ نے کہا کہ مین اُنسے اس ڈھنگ پر اجازت لونگا کہ وہ مجھسے انکار نکرینگے میرے باپ مجھکو بہت عزیز رکھتے ہین اور میرے لیے اُنھون نے بڑی اولوالعزمی ظاہر کی ہے وہ بلاشک مہربانی کرینگے جب وہ دیکھینگے کہ میری خوشی اسی پر منحصر ہو -

اُس تقریر مین دونون مطمئن ہوے اور دل و جان سے ایک دوسرے کی محبت بڑھی سوہل وسط جولائی تک واپس آنے والا تھا اُس زمانے کو تین ہفتے کا عرصہ باقی تھا - یہ تین ہفتے اُنھون نے جنت مین گذرانے -

ایک شام کو فلپ خوشی خوشی آیا کیتھرائن باغین نہ تھی یہ کھانے کے کمرے مین آہستہ قدم گیا اُسوقت میڈم بگریانوف جاگین اُسنے سلام کیا وہ پھر سورہین کیتھرائن ایک کھڑکی کے پاس جا کھڑی ہوئی جہان فلپ بھی گیا -

آفتاب غروب ہوگیا تھا آسمان پر عجیب کیفیت سے نیلگون رنگ تھا درخت بھی خاموش تھے اور ہوا مین لیمون کے پھولون کی خوشبو بھری ہوئی تھی -

فلپ نے خاموشی سے کہا کیتھرائن میرے باپ آج رات کو داخل ہونگے

کیتھرائن نے کہا کہ کیا تمکو امید ہو کہ وہ ہماری شادی کی منظوری کرینگے -

فلپ نے کہا مجھکو تو یہی یقین ہو اور کیتھرائن گو مین دولتمند ہو جاؤن مگر بغیر تمھارے اسقدر اچھا نہ رہونگا -

کیتھرائن نے خاموشی سے ہاتھ دیا کیونکہ میڈم بگریانوف نے کروٹ لی تھی فلپ نے آہستہ سے کہا کہ اب مین جاتا ہون اور یہ کہکر چپکا چلا گیا -

جب وہ زینے سے نیچے اوترگیا تو گھومکر دیکھا کیتھرائن کھڑکی کے پاس کھڑی اسکو

دیکھ رہی تھی پھولون کی کیاری درمیان مین تھی اُسے پھاند کر جو کھڑکی کے پاس آکھڑا ہوا۔

مین تمکو اسطرح نہین چھوڑ سکتا یہ کہکر کیتھرائن کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیا اور بولا کہ مین نہایت خوش ہون۔

فلپ نے کہا مین مشکور ہوا۔ گوڈ بائی۔ کل تک

یہ کہکر فلپ درختون کے سایہ مین چلا گیا اور نظرون سے پنہان ہو گیا۔

کیتھرائن یہان خاموش کھڑی رہی اور فلپ نظر نہ آیا تو آسمان کو دیکھا کی اسکے نوجوان دل مین خوشی اور محبت سمائی ہوئی تھی وہان سے یہ آئی اور نہایت گرمجوشی کے ساتھ اپنے اور اُسکے لیے نماز پڑھی اور دلی دعا مانگی۔

باب بست و دوم

سویل اس امر کو پسند نہین کرتا تھا کہ لوگ اُسکے لیے جاگتے رہین اور انتظار کرین انکا بیٹا پلنگ پر پڑا جاگتا تھا مگر ڈرا کہ اگر مین نے اُٹھکر انکا استقبال کیا تو وہ ناخوش ہونگے اسلیے پڑا رہا اور نہ اُٹھا صبحکو دیکھا تو کمرے مین بیٹھا پیٹ پی رہا ہی لہذا اسنے اُسکو خوش مزاج کرنے کے لیے بہت کوشش کی۔

سویل نے کہا مین جانتا ہون کہ شائد تم مقروض ہو گئے اور اسلیے یہ حرکات ہین تاکہ مجھکو خوش مزاج کرکے روپیہ لو۔

اس نوجوان شخص نے کہا کہ تم سب سے عمدہ اور میرے بڑے مہربان باپ ہو۔

سویل نے ذرا خوشی سے سر ہلایا اسنے کہا کہ مین ایک امر مین آپکی اجازت اور مرضی کا

طلبگار ہون وہ امران تمام تمھاری عمدگیون کا سرتاج ہوگا۔

سویل نے آہستہ سے کہا وہ کیا امر ہو۔

فلپ نے کہا کہ آپ میری شادی کی اجازت دین۔

سویل نے آہستہ سے کہا کہ تم اب شادی کرنا چاہتے ہو۔ یہ بات اسطرح کہی کہ گویا سویل کو اس درخواست کا انتظار تھا۔

فلپ نے کہا ہان باپ۔ اگر تم اِسکو پسند اور منظور کرو یہ تو مین جانتا ہون کہ مین شادی کرون۔ مگر ابھی کم عمر ہون

سویل نے کہا کچھ مضائقہ نہین ہو۔ بعض مرتبہ لوگ کم عمری ہی مین شادی کرتے ہین کیا تم چاہتے ہو کہ مین تمھارے لیے بی بی تلاش کرون۔

فلپ نے کہا نہین مین نے تلاش کر لی ہو۔

سویل نے گھور کر بیٹے کی طرف دیکھا اور کہا کہ کہین وہ کِسان تو نہین ہو۔

فلپ نے کہا نہین باپ وہ کِسان نہین بلکہ عالی خاندان ہو۔

سویل نے سر ہلایا اور پسندیدگی سے خوشی ظاہر کی اور پوچھا کہ اُسکا نام کیا ہی

فلپ نے جواب دیا کیتھرائن بگریانوف

سویل تڑپ اُٹھا۔ اور کہا بگریانوف اور غضب کی نگاہ سے بیٹے کو دیکھا اور کہا تم ایک بگریانوف کو چاہتے ہو۔ غیر ممکن ہی۔

فلپ نے کہا مین چاہتا ہون۔ یہ اُسوقت بالکل زرد ہو گیا اور اپنے باپ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

یہ دونون باہم گھر دیکھ رہے تھے باپ کی نظر سے حسد اور عداوت ظاہر ہوتی تھی

اور بیٹے کی انتظار مین آمادگی تھی -

سوہل نے نہایت غضب سے کہا کہ تم ایک بگر یا نوف کو چاہتے ہو وہ کمبخت خاندان کبھی ہمکو چین نہ دیگا بیشک میرے کانون نے مجھکو دھوکا دیا ہی - تمنے نہین کہا تھا کہ مین اسکو چاہتا ہون -

فلپ نے جواب دیا کہ مین چاہتا ہون اور مین نے اُس سے درخواست کی ہی کہ میری زوجیت قبول کرو - بشرطیکہ آپ منظور کرین -

سوہل نے دانت پیسکر کہا کہ کیا وہ راضی ہو گئی -

فلپ نے کہا ہان وہ راضی ہو گئی -

اس کمبخت بساطی نے کہا کہ وہ وہ کمبخت خاندان - وہ کمبخت خاندان - مین کبھی اسکو گوارا نکرونگا مین تمکو کبھی دعا نہ دونگا -

فلپ کی آنکھین مثل مشعل کے روشن تھین اور باپ کے سامنے کھڑا تھا کہ اُسکا خاندان چاہے کمبخت ہو مگر کیتھرائن ایک فرشتہ ہی جسکو خدا نے بھیجا ہی تاکہ جو گناہ اُسکے جد و آبا نے کیے ہون اُنکو مٹائے - باپ تم اُس سے واقف نہین ہو - جو لوگ اُس سے آگاہ ہین ضرور اُس سے محبت کرینگے اور اُسکو دعا دینگے رحم کرو - فراموش کرو اپنی عداوت - اور معاف کرو -

سوہل کو نہایت ہی غضب کا غصہ تھا کہا کہ مین معاف کرون - مین - مین معاف کرون . . . . . پھر سنبھل گیا اور سنبھل کر کہا کہ تم مجھ سے اسبارے مین پھر گفتگو نہ کرنا مین اس شادی کی ہرگز منظوری نہین دیسکتا فلپ اپنے کو کھڑا دیکھتا تھا ایسی بے وجہ اور بے دلیل اور ضدی پیار و ناحق کو باطنی سے عداوت تھی اور

دل ین کہا کہ کیا میری یہ تمام امیدین ذرا سے مین مٹ جاینگی اور اپنے باپ کی عزت اور محبت کو فراموش کیا اور گھو بکر چلا۔

فلپ نے کہا کہ تم چاہے اپنی منظوری سے انکار کرو اور مین ۔۔۔۔ مین بھی اس سے درگذر ونگا۔

سویل نے کہا تم۔ تم اور یہ کہکر مارنے کو ہاتھ اٹھایا ۔۔۔۔ مگر پھر ہاتھ آہستہ سے کھینچ لیا سچ ہو کہ ایک شخص اپنے باپ کی بلا رضامندی شادی کر سکتا ہی مگر تم ایک بگریانوف سے شادی نہین کر سکتے ہو۔

کبھی نہین کر سکتے ۔نہین۔ خداوند کریم خود ایسی شادی کے روکنے کے لیے بدا خلت کریگا

فلپ نے کہا مین اُسکو چاہتا ہون اور محبت عداوت سے زیادہ تر طاقت ور ہی

سویل نے کہا کمبخت عداوت کے علاوہ اور بھی ہی یعنے محبت اور عداوت دونون سے بڑھ کر ہی ۔۔۔۔ بس اب میرے سامنے سے چلے جاؤ تم مجھکو سٹری بنا لوگے یہ کہکر کرسی پر گرا اور اپنے ہاتھ گھٹنون پر رکھ کر دیوانہ پن سے سامنے دیکھنے لگا۔

دل مین سوچا کہ مین نے ستائیس ۲۷ برس اس امر کو مخفی رکھا اور جو لوگ میرے کام مین شریک تھے سب مر گئے صرف پادری زندہ ہین اُنھون نے براہ خدا ترسی کے معاف کر دیا ہو وہ عورت جسکو مین نے بیوہ کیا اُسنے مجھکو دعا دی اسلیے کہ مین نے اُسکو آگ مین جلنے سے بچایا ہی دولت مجھکو ملی اور خداوند کریم کی معافی اُس امن اور سر سبزی سے ظاہر ہوئی جو مجھپر اور میرے لوگون پر عطا ہوئی۔

زیادہ تر عمدگی کے ساتھ مالک کے مکان سے میرا مکان بنا ہی اور اُس ویران مکان کے روبرو ہے بگریانوف کے خاندان مین کوئی نرینہ اولاد نہین ہی وہ تھوڑے

دنون مین جاتا رہیگا اور جو مین ایک مجرم کاشتکار ہون میرے ایک لڑکا ہی۔
جو جدید خاندان قائم کریگا شاید رفتہ رفتہ اور عمدہ صورت پیدا ہو اور یہ بیٹا خوبصورت
ہوشیار تھا محبت کرتا تھا۔ نازان تھا اور بڑھاپے کی امید اور خوشی میری تھی وہ
عاشق ہوگیا اور کسیر..... اُس عورت کی دختر پر جسکو مین نے تباہ کیا
تھا اور اُس شخص کی نواسی جسکو مین نے قتل کیا تھا۔ کیون بگریانوف
خود قبر سے نکلے اور اُن دونون کو جدا کرے اگر خونی کا بیٹا کیتھرائن
کو اپنی زوجہ بنانے کا قصد اُس گرجا مین کرے جسمین اُسکی
ہڈیان دفن ہین۔
فلپ دروازے کے قریب اس امید سے کھڑا تھا کہ اُسکا باپ اُسوقت بھی
اس عہد سے باز آئے صرف غصے مین انکار کیا ہو جو کسی معمولی عداوت کے لیے مناسب
نہین۔ اسوجہ سے امید تھی کہ شاید اس بات کو پلٹے۔
اس مصیبت زدہ شخص نے سر اُٹھا کر کہا فلپ تم درحقیقت اُس لڑکی کو چاہتے ہو
اُس نوجوان شخص نے سر ہلایا کہ ہان۔
مین ملتجی ہون کہ ای میرے فرزند تم اسکو بھول جاؤ اور کوئی تلاش کرو۔ محتاج ہو
خواہ غریب ہو۔ راہ چلتی ہو غرضکہ کوئی ملے اُس سے شادی کرلو بگریانوف
کے خاندان مین شادی نکرو۔
فلپ نے استقلال سے کہا کہ مین ایک بگریانوف کو چاہتا ہون اور مینے وعدہ کیا ہی
سویل نے کہا تم خاندان بگریانوف مین شادی نہین کرسکتے نہین ممکن نہین
فلپ نے سر اُٹھایا اور اول مرتبہ ایک شک سچا اُسکی طبیعت مین گذرا

مگر فوراً اُسنے اس غضبناک خیال کو اپنی طبیعت سے دور کیا۔
اُس غضبناک خیال دور کرنے کے وقت اُسنے سوال کیا کہ کیون۔
سویل نے غصے سے کہا کہ مین تمھارا کچھ جواب دینے والا نہین ہون۔
فلپ بولا تو مین کیتھرائن کے ساتھ شادی کرونگا اور یہ کہکر دروازے کے ہتے پر اپنا ہاتھ رکھا اگر تم وجہ اپنے انکار کی سمجھا دیتے تو مین سمجھ لیتا مگر بجز اندھی ناانصافی اور عداوت کے کچھ بھی نہین ہی........
سویل نے چاہا کچھ کہے مگر اُسکے بدن کو جنبش ہوئی اور کوئی آواز نہین نکلی اسنے اپنا داہنا ہاتھ مجبوری سے ہلایا فلپ نے دروازہ کھولا جب باہر جانے لگا تو پیچھے پھر کر اپنے باپ کو دیکھا یہ کمرے کے وسط مین کھڑا تھا اسکا سر جھک کر چھاتی پر آگیا تھا اور اسکے ہاتھون کو جنبش تھی فلپ کو یہ صدمۂ خاموشی دیکھ کر افسوس آیا اسنے دروازہ بند کیا اور اپنے باپ کے پاس گیا
سویل نے سر اُٹھا کر دیکھا اور اپنی مصیبت آلودہ نظر بیٹے پر کی۔
سویل نے آہستہ آہستہ کہا کہ مین ضد کی وجہ سے انکار کرتا ہون اے کمبخت۔ مین انکار نہین کرتا ہون مین تمسے کہتا ہون کہ تم اُس لڑکی سے شادی نہین کر سکتے۔ اُس بیچاری بچی کی کوئی خطا نہین ہی لیکن خداوند کریم تمھاری اولاد کو ضرر پہونچائیگا اور تمھارا گوشت استخوان سے گر کر مٹی مین ملجائیگا۔ مین تمسے کہتا ہون کہ تم شادی نہین کر سکتے۔ نہین شادی کر سکتے۔
فلپ نے نہایت بیدل ہو کر کہا کہ برائے خدا تم صاف بیان کرو کہ وہ کونسا جرم ہی جسکے لیے مجھپر عذاب پڑیگا ہو مین اُس سے واقف تو ہون کہ وہ کیا ہی

مین تو بھیڑ کے بچے کی طرح خاموش نہ رہونگا گو مجھکو سخت صدمہ پہونچے مگر معلوم تو ہو کہ آخر وہ ہو کیا۔

سویل نے اپنے بیٹے کی آنکھون کیطرف دیکھا تو وہی آمادگی پائی کہ جو بات مصمم ہوگئی اُس سے اصلا تجاوز نکریگا جیسی خود اُسکے عادات ایک زمانہ مین تھے۔

سویل نے کہا جاؤ پادری صاحب کے پاس اور اُنسے اُس امر کا استفسار کرو جو تم دریافت کرنا چاہتے ہو۔

فلپ نے اپنے باپ کو جھک کر سلام کیا اور پادری کے مکان کی طرف روانہ ہوا سویل اپنی حد نگاہ تک اُسکو جاتے دیکھا کیا اُسکے بعد گھوم کر اپنے کمرے مین گیا اور حضرت مسیح کی شبیہ کے سامنے سجدہ کیا۔

پادری اپنے باغ مین تھا فلپ چھوٹا دروازہ کھولکر اندر گیا۔

فلپ نے آہستہ آواز سے کہا کہ مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے

پادری نے نوجوان شخص کی طرف دیکھا۔

پادری نے کہا اندر آؤ۔ اور یہ فلپ کے آنے کی وجہ کو پہچان گیا تھا کیونکہ یہ باغ مین بہت دیر تک بگریا نوف کے ساتھ رہتا تھا اور اسکے شام کے پڑھنے سے پادری کو تشویش ہوئی تھی۔ مداخلت کرنا غیر ممکن تھا۔ لہذا دونون خاندانون سے الگ رہا کہ کہین انسے کوئی اصلاح و مشورہ نہ چاہے۔

خاموشی سے یہ دونون شخص اُس پگڈنڈی پر گئے جو دریا کو گئی تھی خوب گنجان درخت تھے اور کنارے دریا تک مخمل کیطرح گھانس کا فرش تھا۔

وہان سب لوگون کی نظر سے دور پادری ایک کٹے ہوئے درخت کی لکڑی پر

بیٹھا اور فلپ سامنے کھڑا ہوا۔
پادری نے پوچھا کیا قصد ہی۔
اس تھوڑی دیر مین فلپ کے ہوش و حواس درست ہو گئے تھے۔
کیون میرے باپ راضی نہین ہوتے کہ مین کیتھرائن بگریانوف سے شادی کرون
پادری خاموش تھا
فلپ نے کہا کہ میرے باپ نے کہا ہی کہ مین پادری سے دریافت کرون مگر
فلپ کو حیرت تھی کہ پادری کیون خاموش ہین۔
کیا مین بدنصیب ہون مین نے کیا قصور کیا ہی اور کیتھرائن نے کیا قصور کیا ہی
یا میرے باپ مجرم ہین۔ آپ مجھے بتایئے ورنہ مین تو دیوانہ ہوا جاتا ہون۔
اسنے دونون ہاتھ اپنی آنکھون پر رکھ لیے کیونکہ آنکھین جل رہی تھین اور منھ کے
بھل گھانس پر گر پڑا۔
پادری نے کہا کہ جب تمھارے باپ چاہتے ہین کہ مین گفتگو کرون تو مین گفتگو کرونگا خدا
میرا حامی ہو کہ میری زبان سے بجز امر راست کے کوئی کلمہ خلاف نہ نکلے۔ پادری یہ کہکر
اوٹھا اور صلیب کا نشان بنایا۔
بگریانوف نہایت شریر شخص تھا اور تمھارے باپ اس موضع مین ایک جوان
لڑکی کو چاہتے تھے۔
فلپ نے کہا کیا میری ماں کو۔
پادری نے کہا نہین ایک اور لڑکی تھی۔ تمھارے باپ کے مزاج مین غصہ اور گھمنڈ تھا
بگریانوف کو خیال ہوا کہ یہ بڑے ہین حکم دیا کہ قاعدۂ کانسکریپشن سے

پلٹن میں بھرتی ہون اُنکی نوجوان منگیتر بگریا نوف کے پاس گئی کہ اُسکو معاف کرے اور پلٹن میں نہ بھیجے۔ بگریا نوف نے معاف کیا مگر کس قیمت پر۔ جب وہان سے پلٹی تو راہ میں اُسکا منگیتر ملا وہ اُس سے چار آنکھہ نہ کر سکی وہ بھاگ گئی اور اپنے کو دریا میں ڈبادیا اور پادری نے اُونگلی سے اشارہ کیا کہ وہ اُس مقام پہ ڈوبی تھی وہی مقام تھا جہان فدوشیا غائب ہو گئی تھی۔

فلپ نے اُونگلی کے اشارے کی طرف متاسف نگاہ سے دیکھا۔

پادری نے کہا خدا اُسکی مغفرت کرے صرف اُسکا یہی گناہ تھا اُسکے باپ اور منگیتر آمادہ ہوے کہ اُسکا عوض لین اور جنازہ اُٹھنے کی شب کو بگریا نوف کا گھر جلادیا۔

فلپ سر تا پا کانپ اُوٹھا اور ہاتھون سے مُنھ چھپا لیا۔

فلپ نے آہستہ سے کہا کہ میرے باپ نے کیا کیا۔

آگ لگانے سے پہلے ان کمبخت گنہگارون نے شیطان کی ترغیب سے بگریا نوف کے ٹکڑے ٹکڑے کیے تھے۔

فلپ نے کہا کہ میرے باپ نے بھی۔ اور دل مین یہ امید تھی کہ میرا باپ نہو۔

پادری نے کہا تمھارے باپ تو سب سے پہلے تھے۔

چڑیان جنگل کی نغمہ سرائیین اور ٹڈے گھانس مین بول رہے تھے دریا مین سورج چمک رہا تھا ہر طرف شادابی تھی اور جولائی کی سہ پہر کا سبزہ لہلہا رہا تھا فلپ زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا اور توبہ توبہ کرتا تھا اور صدمے کی برداشت نکر سکتا تھا جو اِس واقفیت سے اُسکو ہوا۔

پادری کھڑا تھا اسکا داہنا ہاتھ فلپ کے اوپر رکھا تھا جو اپنے باپ کے گناہ کا معصوم مجرم تھا۔

فلپ نے اُسکا ہاتھ نہیں دیکھا اور نہ اپنا ہاتھ پھیلا سکتا تھا کہ اپنے ہاتھ میں لے کانپ کر بولا کہ مین خونی ہون۔ میرے ہاتھ خون سے بھرے ہین۔

اسکے بعد ایک لمحہ تامل ہوا۔

مگر کیتھرائین۔ کیتھرائین بے قصور ہو اُسکے ہاتھ پاک ہین اُسکی مان کے ہاتھ بھی پاک تھے۔

پادری بولا کہ کیتھرائین کو اپنے شریر نانا کے گناہ کی وجہ سے صدمہ پہونچیگا اسلیے قول پیغمبر کا پورا ہوگا کہ والدین کے گناہ کا عوض اُنکی اولاد سے تیسری چوتھی پشت تک لیا جائیگا۔

فلپ نے افسوس سے اپنا سر ہلایا اور ایک صدمے کی آواز سے کہا کہ میرا باپ جسکو مین چاہتا تھا اور عزت کرتا اور بہادر جانتا تھا بلکہ ایک بت قابل سجدہ تیار کیا تھا میرا باپ خونی ہی۔

جب یہ الفاظ فلپ کی زبان سے نکلے صدمے سے خاموش ہوگیا۔

فلپ بولا کہ ای پادری صاحب تمنے کہا کہ خدا نے معاف کیا اور اُسکے حکم سے تمنے معاف کیا اور کہا کہ گناہ دور ہوئے اور خدا کی مہربانی حد سے فزون ہی۔

پادری نے آہستگی سے کہا کہ سویل کا بیٹا خاندان مگریانوف مین شادی نہین کر سکتا۔

کس نام سے کیتھرائن کا بیٹا فلپ کو پکاریگا۔ کیا تم چاہتے ہو کہ قاتل

مقتول کا خون اُنکی اولاد مین ایک ہو -

فلپ کے دل سے بیساختہ صدمے کی آواز نکل گئی -

یہ بالکل اپنے صدمۂ نوجوانی اور مذبوح امیدون سے بسمل اور دو پا ہوا پڑا تھا اسکی زندگی محبت کے خواب وخیال مین تھی اور اُسی کی روشنی مین یہ جیتا تھا اتنو بوجہ اِسکے باپ کے جرم کی تیرگی چھا گئی تھی اور یہ تیرگی زندگی مین اس سے دور نہوگی اور یہ ایسے شخص کی نسبت تھا جسکا بجز اسکے کوئی جُرم نتھا کہ ایک مجرم کی اولاد تھا - اس حالت صدمے سے خود اُسکو طاقت پیدا ہو گئی -

یہ اُٹھا اور پادری کی طرف دیکھا فلپ نے کہا -

پادری صاحب مین کیا کرون -

پادری نے کہا کہ جو تمھارا دل گواہی دے وہ کرو فلپ کی ردی حالت دیکھکر صدمہ میرا

فلپ نے کہا میرا دل - میرا دل ہی نہین - اب تو مجھے وہ کام کرنا ہین جنکو مین فرض جانتا ہون - بجز اُنکے اور کچھ کام نہین - پھر سوال کیا کہ مین کیا کرون -

پادری خاموش تھا -

فلپ نے کہا مین خیال کرتا ہون کہ کیتھرائن کو چھوڑ دون محبت اور شادی کے خیالات سے پُشت پھیرلون کہین باپ کے ...... مجھکو یہ نہ کہنا چاہیے کہ باپ کے جرم ..... یہ باتین اُسنے نہایت بیدلی سے کین -

پادری نے کچھ جواب نہ دیا اور یہ نوجوان شخص اور یہی کہتا رہا -

مین کیتھرائن کو چھوڑ دون - اور اس غرض سے چھوڑ دون کہ وہ مجھکو بدذات شخص کی نظر سے دیکھے کہ مین نے اُسکو زوجہ بنانے کی درخواست کی تھی - اور

کیتھرائن۔ کیتھرائن۔

فلپ یہ کہکر زمین پر گرا۔ تاب نہ لاسکا۔ اور دلی صدمے سے زار زار رونے لگا گویا اسکے دل کے ٹکڑے ہوئے جاتے تھے۔

پادری زمین پر اسکے برابر بیٹھ گیا اور کہا کہ ذرا کچھ جرأت کرو۔ اس صدمہ دلی سے شائد بہشت کے دروازے گنہگارون کے لیے بھی کھلیں۔

فلپ کو اُسوقت کچھ ادھر کا خیال نہ تھا اُسکی نظر مین دنیا تاریک تھی اور لطف زندگی جاتا رہا تھا کیونکہ لطف زندگی باقی نہ رہا تھا۔

کیا مین کیتھرائن کو آج چھوڑ دون۔ نہین کل۔ مین اُسکو اس صدمے کی برداشت کرنے کا وقت دونگا۔

پادری نے کہا کل نہین۔

تو آج۔ اب۔ اسیوقت۔

پادری نے سر ہلایا اور ہان کی۔

مین اپنے باپ سے کیا کہون۔ اور مین اپنے باپ سے کیا کہون۔ مین نے کوئی برائی نہین کی۔ مین زندہ رہنا نہین چاہتا تھا۔ مین اُسدن کو بد دعا دیتا ہون کہ جسمین مین پیدا ہوا تھا۔

پادری نے آسمان کیطرف اشارہ کیا اور کہا بد دعا نہ دو۔ خداوند کریم ایک دن سب کو معاف کریگا۔

فلپ یکایک برابر اُٹھ بیٹھا اور ٹہل رہا تھا۔ یکایک پادری کیطرف گھوم پڑا اور کہا مین کیتھرائن کو دیکھنے جاتا ہون۔

پادری نے کہا ذرا تامل کرو۔ مزاج سہولیت پر آجائیگے۔
نہین مین انتظار نہین کر سکتا بہتر ہی کہ سب معاملہ ختم ہو جائے۔
پادری نے کہا کہ مین تمھارے ساتھ چلون کیونکہ اُسکو خیال ہوا کہ نہ معلوم کیا نتیجہ پیدا ہو۔
فلپ نے کہا کہ مین مشکور ہوا بہتر ہی۔ مگر مجھکو تنہا ہی جانا پسند ہی۔
یہ اپنا سر جھکائے چلا جاتا ہی اور اُس بے بخفاہ کنوئین مین ہیٹہ لگانا چاہتا ہی جسمین کہ اُسکی تمام امیدین غرق ہوگئین اُسکو یکایک خیال گذرا کہ گذشتہ زمانے کے حالات یاد کرکے پادری کو بھی بہت صدمہ ہوا ہوگا۔
یہ واپس گیا اور پادری سے کہا کہ مین تمھارا مشکور ہوا تمنے بڑی مہربانی کی۔
فلپ نے چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر مصافحہ کرے مگر تامل کیا اور کہا کہ میرے ہاتھ بگریانوف کے خون سے آلودہ ہین۔ پادری نے فوراً اسکا حال دلی تاڑلیا اور دونون ہاتھ پھیلا کر فلپ کو چھاتی سے لگا لیا۔
پادری آہستہ قدم اپنے گھر گیا اور فلپ اُس پگڈنڈی کو گیا جو بگریانوف کے گھر کو گئی تھی۔

باب بست وسوم

کیتھرائن علی الصباح بیدار ہوئی تھی مرغان خوش الحان چہچہہ زن تھے یہ دل مین تصور کر رہی تھی کہ آج بڑی خوشی کا دن ہی۔
دوپہر کو جب تمام مین خاموشی تھی اور یہ خاموشی شدت گرمی کی وجہ سے تھی

میڈم بگریا نوف اپنی آرام کرسی پر کھڑکی کے قریب بیٹھی ہوئی سو گئی - کھڑکی کے پردے کھینچے ہوے تھے کمرے مین تاریکی اور خنکی تھی کیتھرائن بھی غنودگی مین تھی کھڑکی کی دہلیز پر اپنا سر رکھدیا اور آنکھین بند کرلین تھوڑی دیر مین وہ بھی سو گئی -

جب وہ بیدار ہوئی تو فلپ اُنکے روبرو کھڑکی کے باہر کھڑا تھا آنکھون سے محبت اور درد کا اظہار تھا یہ فوراً اُٹھکر کھڑی ہوئی میڈم بگریا نوف نے آہستہ سے کہا کہ باہر نہ جاؤ بہت گرمی ہو لیکن کیتھرائن فوراً اپنے معمولی مقام نشست پر چلی گئی -

فلپ زانو پر اُسکے پاؤن کے پاس کھڑا ہوا اور کیتھرائن نے اپنا ہاتھ آہستہ سے اُسکے کاندھے پر رکھدیا کیتھرائن کے دل مین اُس وقت اسقدر جنبش تھی کہ سر سے پا تک اسکو حرکت تھی - یہ بیٹھ گئی اور حیرت کی نگاہ سے دیکھا کی - چونکہ فلپ خاموش تھا یہ تھوڑی دیر بعد بولی کہ کہو کیا ہوا -

فلپ کی نگاہ مین جو تشویش تھی رفتہ رفتہ اسکے بھی دل مین سمائی اور اصل حقیقت دریافت ہوئی -

فلپ زانو پر کھڑا برابر دیکھ رہا تھا منھ سے بات نہ نکلتی تھی اور دل مین دعا کرتا تھا کہ خدا کرے موت آجائے جو مین اس تکلیف کو نہ دیکھون -

آخرکار یہ جوان لڑکی بولی کہ کیون انکار کرتے ہین - یہ کہکر اپنے ہاتھ اپنی گود مین رکھ لیے فلپ آہستہ سے بولا کہ اُوہ کیتھرائن تم مجھسے ایک دفعہ تو اور کہو کہ تم مجھکو چاہتی ہو تاکہ میرے دل کو تقویت ہو -

کیتھرائن زار زار رونے لگی

کیتھرائن نے کہا کہ کیا دلیری دلاؤں میرا دل خود مضبوط نہیں ہی بیٹھا جاتا ہی مین نہیں جانتی کہ دلیری کسکو کہتے ہین مجھکو کبھی اس امر کی حاجت نہ تھی۔ تاہم مین چاہتی ہون تم خوب جانتے ہو کہ مین تمکو چاہتی ہون۔

فلپ نے ہاتھ بڑھایا کہ اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لے مگر غصّہ سے ہٹا لیا اور کہا کہ مجھے کیا اختیار ہی اور میری کیا مجال ہی کہ مین اپنے ناپاک ہاتھ سے کیتھرائن کا ہاتھ چھوؤن۔

کیتھرائن نے کہا کہ کیون یہ میرے نانا کی وجہ سے انکار ہی یا نہین اور اس کلام کے ساتھ آنسو بہت روکے اور بولی کہ وہ مجھکو کبھی معاف نہین کر سکتے کیونکہ مین بگر مانوف ہون۔ مین نے کوئی ایسی غلط بات نہین کی ہی۔

کیتھرائن نے اپنے آنسو اپنے سفید ڈریس سے پونچھے فلپ برابر اُسکی طرف دیکھ رہا تھا۔

کیتھرائن نے یہ بھی کہا کہ مین ایک بڑی سخت قیمت دے رہی ہون کہ مین بگر یانوف ہون تم تو مجھکو برا نہین جانتے مین نے کسی بے قصور کا خون نہین کیا۔ مین مجرم نہین ہون

فلپ نے خیال کیا کہ مین بھی مجرم نہین ہون اور نہ مین نے کسیکا خون کیا ہی

کیتھرائن نے چپکے سے کہا کہ مین یہ رمز نہین سمجھتی ہوں۔

جبر کیا مضائقہ ہی بہتر ہی کہ تم مجھکو نہ سمجھو یہ اسکو آغوش مین لیے ہوئے تھا اور کہتا تھا کہ دنیا مین کوئی گوشہ ایسا نہین ہی جو ہملوگ اُن لوگون سے بھاگ کر چھپین جو ہماری شادی پسند نہین کرتے ہین۔ ہم ایک دوسرے سے نا زیست محبت رکھتے ہین

لیکن تا زیست خوشی نصیب نہوگی۔
کیتھرائن نے مصر ہو کر پوچھا کہ کہو تو کیون۔ تم مجھسے بتا تو دو کہ کیون کیا وجہ ہو۔
یکایک اسکو قصہ آشفتگی اپنے خیالات کا یاد آیا۔
کیتھرائن نے کہا کہ کیون کچھ جرم تھا یا نہ تھا اور اس سوال کے ساتھ تمام جسم
مین رعشہ تھا کیون میرا آنا تھا۔ نہ۔
فلپ نے کہا ایسے بہت سے جرم ہوتے ہین کہ خداوند کریم اپنے انصاف سے
نہین جانتا کسپر غضب نازل کرے کیتھرائن مین تمکو ہمیشہ چاہونگا۔ مجھسے تمام زیست کے
لئے اب رخصت ہو۔
کیتھرائن نے کہا نہین نہین۔ اور یہ کہکر چمٹ گئی۔ اور بولی کہ مین تمکو چاہتی ہون
مین تمسے رخصت نہین ہو سکتی۔ بغیر تمھارے میری زیست محال اور وبال ہی ایسے
جینے سے مرنا بہتر ہی۔
فلپ نے کہا ہماری قسمت مین یہی ہی ہمکو چاہیے کہ علٰحدہ علٰحدہ روئین اور
غیرون کے گناہون کی بخشش کے لیے دعا مانگین اُسوقت فلپ کے دل کے
ٹکڑے ہو رہے تھے اور کہا کہ مین جاتا ہون اور اب کبھی نہ آؤنگا مجھسے کہو تمنے مجھے معاف
کیا کہ مین سب تہمتون سے بری ہون اور تم مجھپر یقین کرتی ہو یا نہین۔
فلپ نے خوب زور سے گلے لگایا کیتھرائن کے تمام بدن مین سنسناہٹ
اور رعشہ تھا۔
چپکے سے بولی مین تمھارا اعتبار کرتی ہون۔ مین تمکو چاہتی ہون۔
فلپ نے کہا ہمیشہ کے لیے۔

کیتھرائن بولی ہاں ہمیشہ کے لیے اور کیا مین تمکو پھر نہ دیکھونگی۔

فلپ نے کہا نہین۔ کبھی نہین

یہ سنکر دوڑی اور جھپٹ گئی۔ اور چھاتی سے لگا لیا۔

اور کہا۔ جاؤ۔ گوڈ بائی۔ خدا تمکو برکت دے۔ مین ہمیشہ تمھارے لیے دعا کرونگی

فلپ چاہتا تھا کہ آخری بوسہ دے۔

کیتھرائن نے کہا۔ نہین نہین۔ جلدی جاؤ ورنہ میرا دل ایک لمحہ مین بے قابو ہو جائیگا۔ جاؤ۔

فلپ نے اسکو چھوڑا اور چل کھڑا ہوا۔ اور اسکے پاس سے ایسا بھاگا کہ جیسے کوئی بیہوش ہو۔ جب فلپ چلا گیا اور کیتھرائن تنہا رہی تو ویران کھنڈر کو دیکھا اور یاد کیا کہ ایک زمانے مین میرے خیالات کیسے تھے بولی کہ اب مجھے سلسلہ ملا کہ اس ویرانے سے میرا کیا تعلق ہے۔

یہ کہکر اُس ویرانے کی طرف گئی آنکھون مین آنسو بھرے تھے اور کہا کہ اگر آنسوؤن کے دریا سے وہ داغ خون کا دھو سکتا ہے جو میرا نانا ہمارے خاندان پر چھوڑ گیا ہے تو بیشک میری جان نکلنے سے پہلے وہ دھو جاتا۔

میڈم بگریانوف بیدار ہوئی تو کیتھرائن کو کھڑکی مین بیٹھے دیکھا اور کہا تم وہان بیٹھی ہو۔

ہان نانی بیٹھی ہون۔

تمھاری آواز بالکل بھاری ہو گیا ہوا۔

میرے سر مین درد ہے۔

جب مین نے تمسے کہا تھا کہ باہر نہ جاؤ تو تم میرا کہنا مان لیتین کیونکہ اسوقت شدت کی گرمی تھی یہ کہکر میڈم بگر بانوف نے کرسی سے سر لگا لیا اور کیتھرائن کتاب لینے گئی کہ نانی کو پڑھکر سنائے کیونکہ آئیندہ زیست کے لیے یہی کام باقی تھا۔

فلپ گھر پہونچا تو باپ کو کھانے کے کمرے مین تلاش کیا۔ جب وہان نہ ملا تو خود اُنکے کمرے مین گیا۔

جب سے فلپ چلا گیا تھا سویل اُسوقت سے مسیح کی تصویر کے سامنے پڑا ہوا تھا تمام عمر مین یہ اول ہی مرتبہ اسکو غیرت آئی تھی اور تصور کرتا کہ میرا ایسا فرزند جسکو مین دل سے چاہتا ہون اُسکی زیست میری کاروائی سے تلخ اور برباد ہوئی اُسوقت اُسکو معلوم ہوا تھا کہ کیا ہی بڑا جرم تھا۔ اُسوقت جب سویل نے بیٹے کو دیکھا تو اسکا چہرہ ضعیف شخص کیطرح تھا۔ تمام شکنین پڑی ہوئی تھین۔ اور ظاہر تھا کہ یہ اپنی جان سے عاری ہے اور چاہتا ہے کہ کسی طرح موت آجائے۔ مگر فلپ نے اس حقیقت کو دریافت نہین کیا سویل مجرم کیطرح اُٹھا اور اپنے بیٹے کے سامنے اسطرح کھڑا ہوا جسطرح کوئی جج کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔

بیٹے نے بکمال سرد مہری کہا باپ گوڈبائی۔

یہ کمبخت بساطی ہکلا کر بولا کہ تم کہان جاتے ہو۔

فلپ نے کہا کہ شہر کو جاتا ہون تا کہ کام کرون اور دعا مانگون۔

سویل نے تامل کے ساتھ کہا اور لڑکی۔

ہم آپسمین رخصت ہو لیے ہین۔

اسپر مجرم کانپ کر بولا کہ کیا وہ بھی جاتی ہے۔

فلپ نے کہا نہیں نگل دو آدمی اس اسرار کو جانتے آج تین جانتے ہیں صرف اتنا ہی فرق ہی خدا نے تمکو اعزاز دیا دولت دی ہمیشہ آسودہ رہوگے لوگ تمھاری عزت کرینگے میری ماں قصوروار نہیں اُسکی امن میں کسی طرح فتور نہ پڑیگا۔

سوبل نے عاجزی سے سرنگون کیا اور کہا۔

اور ہم

مین - مین - اپنا کام کرنے جاتا ہوں اب ہمارے لیے کوئی کام باقی نہیں ہی کہ جس سے موجب خوشی کا ہو - گوڈبائی باپ -

کمبخت باپ نے کہا فلپ اور یہ کہکر اپنا ہاتھ اپنے بیٹے کیطرف بڑھایا -

فلپ نے بہت سر جھکا کر کہا کہ گوڈبائی باپ -

ماں نے ہرچند واویلا مچائی مگر فلپ موضع سے چلا گیا اور قصد مصمم کر لیا کہ اب کبھی واپس نہ آویگا -

سوبل چند لمحہ اُس دروازے کو دیکھا کیا جدھر سے اُسکا بیٹا ہمیشہ کے لیے نظروں سے غائب و پنہاں ہوا اور ایسا بیٹا کہ جسپر یہ نازاں تھا جب اُسکو دیکھتا تو آنکھیں روشن ہو جاتیں اسنے اپنا ہاتھ اُوٹھایا اور دروازے کیطرف چلا -

اسکے ہاتھ اُسوقت خود بے قابو ہو گئے یہ پلٹا - اور تمام دن اُس کمرے مین بند رہا - یہ ہر گھنٹہ روبرو متبرک تصویر کے سجدے کرتا اور سر دے مارتا - اور خدا سے معافی چاہتا اور توبہ توبہ کرتا تھا -

جو سزا اسقدر مدت تک ملتوی رہی تھی - آخرکار اُسکے سر پر نازل ہوئی مقتول اُسکی نظر کے سامنے تھا اور وہی غضبناک تبسم چہرے پر تھا اور قاتل کو غمناک

اس لڑکی نے صلیب کا نشان اپنے نانا کے قاتل کی پیشانی پر بنایا مجرم کے چہرے پر خوشی چھائی۔ اُسوقت یہ بیٹھا ہوا تھا۔ پس فوراً مردہ گرا۔

کیتھرائن نے کئی لوگون سے انکار کیا جنھون نے شادی کا پیام دیا تھا اُسکو اقرار تھا کہ میرے ہی مرنے کے بعد بگریا نوف کا خاندان ختم ہوگا۔

فلپ کبھی اس خیال سے شادی نکریگا کہ باپون کے گناہون کا عوض اولاد سے تیسری چوتھی پشت تک لیا جائے

بوستان خیال - مصنفہ محمد تقی خان انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین - باشندہ گجرات - یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی مین وارد ہوئے انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا - انکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے - آخر انھون نے چند اجزا ایک قصہ تازہ کے تصنیف کرکے اُس محفل مین سنائے لوگون نے بہت پسند کیئے جب اس قصہ دلاویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیئے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوئے اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصۂ عجیب کے واسطے دیا - یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اُردوے معلی کے اسکا رواج جاتا رہا - اس زمانہ مین کہ سوائے اُردو کے فارسی کا درس تدریس بھی کم بلکہ کالعدم ہے تو اتنی بڑی کتاب کا اپنی ہی زبان مین شایع ہونا مناسب تھا لہذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع کرانے مین کارخانہ اودھ اخبار نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑکر چند جلدون کے ترجمے کیئے مگر ترجمہ کرتے کرتے انکا پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۱۸ جلدین ہین اور ترجمہ ہر ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جسکی نو جلدین یہ تفصیل ذیل ہین

۱- جلد مہدی نامہ -

۲- جلد دوخۃ الابصار موسوم بہ معزالدین نامہ

۳- جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ

۴- جلد شمس النہار ترجمۂ خورشید نامہ -

۵- جلد مطلع الانوار -

۶- جلد خزینۃ الاسرار -

۷- جلد نور الانوار - ترجمہ خورشید نامہ -

۸- جلد مشرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ -

۹- تفریح الاحرار ترجمۂ معزالدین نامہ -

کامروپ کا جادو اردو -

الف لیلہ باتصویر۔ دو کالم میں مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی میں ہے اسکا ترجمہ اردو میں بعبارت دلچسپ مرغوب عالم منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا تھا بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علیخان متخلص بہ حامد مع تصاویر۔

قصہ سند باد جہازی۔ ماخوذ از قصہ الف لیلہ۔

جادۂ تسخیر قصۂ دلچسپ از نواب محمد حیدر علیخان صاحب۔

فسانۂ عجائب متوسط قلم۔ از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم۔

سروش سخن باتصویر۔ بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔

طلسم حیرت۔ افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی متخلص بہ شیون۔

باغ و بہار۔ معروف بہ قصۂ چہار درویش باتصویر۔

طلسم فصاحت۔ قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم۔

آرایش محفل۔ قصۂ حاتم طائی باتصویر از سید حیدر بخش۔

مقتول جفا۔ معروف بہ فسانۂ غم آمود از حافظ امیر الدین۔

نوطرز مرصع۔ از محمد عوض۔

بستان حکمت۔ اردو ترجمۂ انوار سہیلی مترجمۂ فقیر محمد خان۔

سیراب باغ۔ از میر محمد علی قلق مرحوم

فسانۂ دلپذیر مصنفۂ منشی احمد علیخان تائب دلچسپ فصیح بلیغ نوطرز مرصع رزم بزم دونوں عمدہ۔

فسانۂ جمیل۔ مترجمۂ منشی عابد حسین۔

قصہ سیاہ پوش۔ از عنایت اللہ متخلص قیس۔

فسانۂ معقول۔ از سید غلام حیدر خان بہادر

فسانۂ دلفریب۔ از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب